بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 30-31

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 850روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50پاؤنڈیا

80ڈالرامریکن

یا 60یورو

www.akhbarbadr.in

8-15/محرم1445ہجری قمری ● 27/وفا-3/ظہور1402ہجری شمسی ● 27/جولائی-3/اگست 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا

(سورۃ الحزاب:41)

محمد تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21/جولائی 2023 کو مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

سیرۃ النبی ﷺ نمبر

درود اور سلام حضرت سیّد الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر

کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا

وہ مربی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

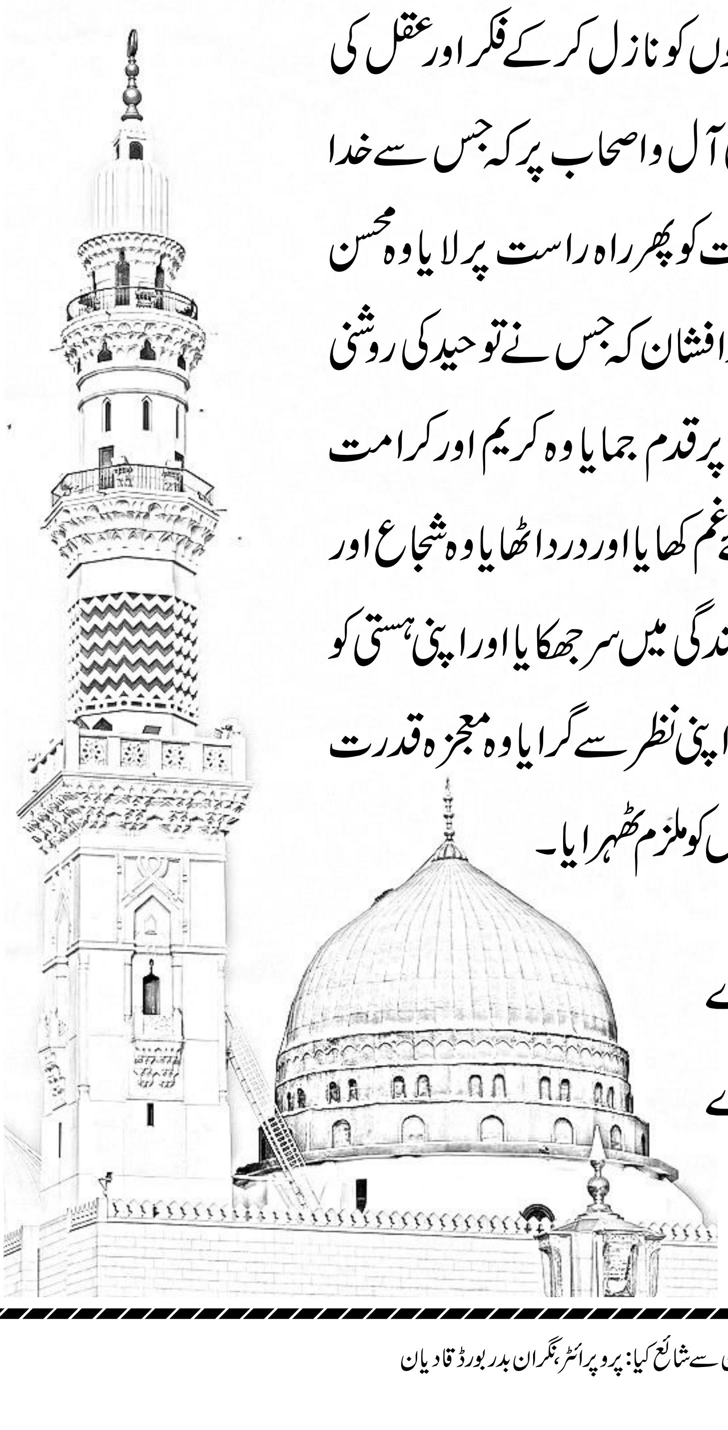

الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا وہ مربی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا وہ نور اور نور افشاں کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کیلئے غم کھایا اور درد اٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا وہ حلیم اور بےنفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے   آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آفتاب ہر زمین و ہر زمان   رہبر ہر اسود و ہر احمرے

(براہین احمدیہ حصہ اوّل، روحانی خزائن، جلد1، صفحہ 17)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر ،نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق

پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت انصار و مہاجرین کے بیچ ایسی تھی جیسے کوئی روشن شمع پروانوں کے بیچ میں ہو۔ صحابہ آپؐ پر دل و جان سے فدا تھے۔ آپؐ کے ہر حکم پر لبیک کہتے۔ آپؐ کے ساتھ سائے کی طرح لگے رہتے۔ بعض آپؐ کے خداداد رعب، تابناک رُوئے مبارک کی وجہ سے آپؐ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتے، آپؐ سے سوال پوچھنے سے شرماتے اور انتظار کرتے کہ کوئی دیہاتی آکر پوچھے تو ہم بھی سنیں۔ آپؐ اُن کیلئے دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی تھے۔ وہ کسی بھی حال میں آپؐ سے دُور رہنا اور آپؐ کو گنوانا نہیں چاہتے تھے، نہ مرد نہ عورت نہ بوڑھا نہ بچہ کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ آپؐ اُن سے جُدا ہوں۔ آپؐ کے وصال پر صحابہ مارے غم کے دیوانہ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ جیسا بہادُر انسان بھی ایسا نڈھال ہوا کہ کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی اور پیر آپ کا بوجھ نہ اُٹھا سکے۔ حسّان بن ثابت شاعر رسول کا یہ شعر صحابہ کے حالات کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ ☆ مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

کہ اَے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا تیرے فوت ہوجانے سے میری آنکھ اندھی ہوگئی ہے۔ اب جو چاہے مَرے مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بار مسجد مبارک میں ٹہل رہے تھے اور حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھ کر اور اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے زار و قطار روئے جا رہے تھے کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا۔ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کے عشق و محبت کی انمٹ داستان میں سے چند سطور قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

ماہ صفر 4 ہجری میں قبائل عضل اور قارۃ کے چند لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں آپؐ چند آدمی ہمارے ساتھ روانہ فرمائیں جو ہمیں مسلمان بنائیں اور اسلام کی تعلیم دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ خواہش معلوم کر کے خوش ہوئے اور دس صحابیوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ روانہ فرمادی لیکن دراصل جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا یہ لوگ جھوٹے تھے اور بنولحیان کی انگیخت پر مدینہ میں آئے تھے جنہوں نے اپنے رئیس سفیان بن خالد کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے یہ چال چلی تھی کہ اس بہانہ سے مسلمان مدینہ سے نکلیں تو ان پر حملہ کر دیا جاوے اور بنولحیان نے اس خدمت کے معاوضہ میں عضل اور قارۃ کے لوگوں کیلئے بہت سے اونٹ انعام کے طور پر مقرر کئے تھے۔ جب عضل اور قارۃ کے یہ غدار لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو انہوں نے بنولحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوادی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آرہے ہیں تم آجاؤ۔ جس پر قبیلہ بنولحیان کے دوسو نوجوان جن میں سے ایک سو تیر انداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور مقام رجیع میں ان کو آدبایا۔ صحابہ ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور مقابلہ کیا۔ دس میں سے سات شہید ہو گئے۔ تین صحابہ خُبیب بن عدی، زید بن وثنہ، عبداللہ بن طارق کو اُنہوں نے جھوٹ بول کر ٹیلے سے نیچے اُتارا کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ لیکن اُترتے ہی اُنہیں قید کرلیا گیا۔ عبداللہ نے جانے سے انکار کیا تو انہوں نے عبداللہ کو راستے میں ہی قتل کر دیا۔ بنولحیان کا انتقام پورا ہو چکا تھا۔ اب وہ قریش کو خوش کرنے کیلئے نیز روپے کی لالچ سے خبیب اور زید کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر انہیں قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ چنانچہ خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ اور زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا۔ خُبیب اور زید ہر دو کی شہادت کے واقعات نہایت ایمان افروز ہیں۔ صفوان بن امیہ اپنے قیدی زید بن وثنہ کو ساتھ لے کر حرم سے باہر گیا۔ رؤساء قریش کا ایک مجمع ساتھ تھا۔ باہر پہنچ کر صفوان نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا کہ زید کو قتل کر دو۔ نسطاس نے آگے بڑھ کر تلوار اٹھائی۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب رئیس مکہ نے جو تماشائیوں میں موجود تھا آگے بڑھ کر زید سے کہا۔ ”سچ کہو کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں محمد ہوتا جسے ہم قتل کرتے اور تم بچ جاتے اور اپنے اہل و عیال میں خوشی کے دن گزارتے؟“ زید کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ غصہ میں بولے۔ ”ابوسفیان تم یہ کیا کہتے ہو۔ خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے عوض رسول اللہ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چبھے۔“ ابوسفیان بے اختیار ہو کر بولا۔ ”واللہ میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحاب محمد کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے۔“ اس کے بعد نسطاس نے زید کو شہید کر دیا۔

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 513 تا 516)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

اُحد کی جنگ کے بعد ”جب اِسلامی لشکر واپس مدینہ کی طرف لوٹا تو اُس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اور اِسلامی لشکر کی پراگندگی کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ مدینہ کی عورتیں اور بچے دیوانہ وار اُحد کی طرف دَوڑے جا رہے تھے۔ اکثر کو تو راستہ میں خبر مل گئی اور وہ رُک گئے، مگر بنو دینار قبیلہ کی ایک عورت دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے اُحد تک جا پہنچی۔ جب وہ دیوانہ وار اُحد کے میدان کی طرف جارہی تھی اُس عورت کا خاوند اور بھائی اور باپ اُحد میں مارے گئے تھے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ جب اُسے اُس کے باپ کے مارے جانے کی خبر دی گئی تو اُس نے کہا مجھے بتاؤ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ چونکہ خبر دینے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مطمئن تھے وہ باری باری اُسے اس کے بھائی اور خاوند اور بیٹے کی موت کی خبر دیتے چلے گئے مگر وہ یہی کہتی چلی جاتی تھی ”مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ارے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ بظاہر یہ فقرہ غلط معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے مؤرخوں نے لکھا ہے کہ اُس کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ فقرہ غلط نہیں بلکہ عورتوں کے محاورہ کے مطابق بالکل درست ہے۔ عورت کے جذبات بہت تیز ہوتے ہیں اور وہ بسا اوقات مُردوں کو زندہ سمجھ کر کلام کرتی ہے۔ جیسے بعض عورتوں کے خاوند یا بیٹے مر جاتے ہیں تو اُن کی موت پر اُن سے مخاطب ہو کر وہ اِس قسم کی باتیں کرتی رہتی ہیں کہ مجھے کس پر چھوڑ چلے ہو؟ یا بیٹا! اس بڑھاپے میں مجھ سے کیوں منہ موڑ لیا؟ یہ شدتِ غم میں فطرتِ انسانی کا ایک نہایت لطیف مظاہرہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اُس عورت کا حال ہوا۔ وہ آپ کو فوت شدہ ماننے کیلئے تیار نہ تھی اور دوسری طرف اِس خبر کی تردید بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے شدتِ غم میں یہ کہتی جاتی تھی ارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کیا۔ یعنی ایسا وفادار انسان ہم کو یہ صدمہ پہنچانے پر کیونکر راضی ہو گیا۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ اُسے اپنے باپ، بھائی اور خاوند کی کوئی پرواہ نہیں تو وہ اسکے سچے جذبات کو سمجھ گئے اور اُنہوں نے کہا فلانے کی اماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس طرح تُو چاہتی ہے خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اس پر اُس نے کہا مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا آگے چلی جاؤ وہ آگے کھڑے ہیں۔ وہ عورت دوڑ کر آپ تک پہنچی اور آپ کے دامن کو پکڑ کر بولی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب آپ سلامت ہیں تو کوئی مرے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

مَردوں نے جنگ میں وہ نمونہ ایمان کا دکھایا اور عورتوں نے یہ نمونہ اخلاص کا دکھایا، جس کی مثال میں نے ابھی بیان کی ہے۔ عیسائی دنیا مریم مگدلینی اور اس کی ساتھی عورتوں کی اِس بہادری پر خوش ہے کہ وہ مسیح کی قبر

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرۃ النبیؐ نمبر - ہفت روزہ اخبار بدر

فہرست مضامین

☆ فہرست مضامین و اداریہ	2
☆ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 7/جولائی 2023 (مکمل متن)	3
☆ دنیا کو آزادی دینے والا نبیؐ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ)	10
☆ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)	12
☆ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - قیام امن کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور اُسوہ حسنہ (مکرم محمد انعام غوری صاحب)	14
☆ سیرت صحابہ: حضرت ابوبکر و حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہما (مکرم فیروز احمد نعیم صاحب)	17
☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق فاضلہ و سیرت طیبہ کے چند دلکش و دلنشین پہلوؤں کا تذکرہ (دلاور خان صاحب)	20
☆ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ یو.کے 2022ء سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب	24
☆ اسلامی سال کو ہجرت سے وابستہ کرنے میں حکمت (مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم)	27
☆ سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ)	28
☆ سیرت المہدیؑ (حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ)	29
☆ پیغام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع افتتاح مسرور آئی انسٹیٹیوٹ بورکینا فاسو	30
☆ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کی آن لائن ملاقات	31
☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات (قسط 55)	33
☆ نماز جنازہ حاضر و غائب	35
☆ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بطرز سوال و جواب	36
☆ ملکی رپورٹیں	37
☆ اعلان وصایا	38
☆ نظم : رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکرم محمد عزیز اللہ خان صاحب)	40

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے کہ

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ

کہ عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے

ہر امّت کا فرعون ہوتا ہے، اس امّت کا فرعون ابوجہل ہے

اللہ تعالیٰ نے اسے بری طرح قتل کیا، عفراء کے دونوں بیٹوں اور ملائکہ نے اسے قتل کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا کام تمام کیا

جنگِ بدر میں وقوع پذیر ہونے والے حالات وواقعات اور شہدائے بدر کا تذکرہ

نیز کتب احادیث وارشادات حضرت مسیح موعودؑ وخلفائے کرام کی روشنی میں بدر کے موقع پر نزولِ ملائکہ پر سیر حاصل گفتگو

فلسطین کے مظلوم مسلمانوں، امّتِ مسلمہ، پاکستانی احمدیوں نیز دیگر اہم امور کیلئے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 جولائی 2023ء بمطابق 7 وفا 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

گذشتہ خطبہ میں کفارِ مکہ پر مسلمانوں کے رعب کا ذکر کرتے ہوئے ابوجہل اور عتبہ کے جنگ کرنے کے بارے میں اختلاف کا ذکر ہوا تھا اور پھر ابوجہل کے طعنے کی وجہ سے عتبہ نے جنگ کا اعلان بھی کیا اور یوں باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ عُتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے درمیان چلتا ہوا نکلا اور صفوں سے آگے نکل کر مبارزت طلب کی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 426، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اسکے پیچھے اس کا بیٹا اور اس کا بھائی آیا اور اس نے پکارا کہ کون اس سے مبارزت کرے گا، مقابلے پہ آئے گا؟ تو انصار کے کچھ نوجوانوں نے اس کو جواب دیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ عتبہ نے ان انصار سے پوچھا کون ہو تم؟ انہوں نے اسے بتایا کہ ہم کون ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ ہمارا تم سے کوئی سروکار نہیں۔ عتبہ نے ان کو یہ جواب دیا۔ ہمارا ارادہ تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنے کا ہے۔ قریش سے، مکے والوں سے ہم نے لڑائی کرنی ہے، انصار سے نہیں۔ اور ساتھ ہی بلند آواز میں پکار کر کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رشتے داروں میں سے ہمارے برابر کے لوگوں کو ہمارے مقابلے پہ بھیجو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اٹھو اے حمزہ! اٹھو اے علی! اٹھو اے عُبیدہ بن حارث! حضرت حمزہؓ آپؐ کے چچا تھے اور علی چچا زاد ہیں جبکہ عبیدہ رشتے میں چچا بنتے ہیں۔ حمزہؓ عتبہ کی طرف بڑھے اور حضرت علیؓ کہتے ہیں میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدہؓ اور ولید میں دو جھڑپوں کا تبادلہ ہوا اور دونوں میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو زخمی کر کے کمزور کر دیا۔ پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہؓ کو ہم اٹھا کر لائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی المبارزۃ، حدیث نمبر 2665) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد دوم، صفحہ 48، مکتبہ دار السلام ریاض 1433ھ)

ان دونوں نے، حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے تو اپنے دشمنوں کو مار دیا۔ جب حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنے ساتھی حضرت عُبیدہ بن حارثؓ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے تو ان کا پاؤں کٹ چکا تھا۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مَیں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 32، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2012ء)

حضرت عبیدہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد تھے ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور بدر سے واپسی پر راستے میں انتقال کیا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 360)

حضرت عُبیدہ بن حارثؓ کے بارے میں ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب ان کا پاؤں تلوار سے کٹ گیا تو ان کے ساتھی انہیں اٹھا کر واپس لے آئے۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لٹا دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک ان کے نیچے رکھ دیا۔ یعنی اپنا پاؤں ان کے سر یا رخسار کے نیچے رکھ دیا۔ اور عُبیدہ نے بڑی محبت سے آپؐ کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آج ابوطالب زندہ ہوتے تو جان لیتے کہ میں ان کے قول کا زیادہ حقدار ہوں۔ پھر حضرت ابوطالب کے شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ابھی تو ہم نے آپؐ کے دفاع کیلئے نہ نیزہ بازی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی اور تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ہم ان کو تمہارے حوالے کر دیں گے جب تک ہماری لاشیں ان کے گرد نہ پڑی ہوں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے غافل نہ ہو جائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تم شہید ہو۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 35-36، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 548، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس موقعے پر ابوجہل نے ایک دعا کی تھی۔

اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ جب دونوں لشکر آپس میں مل گئے یعنی شدید لڑائی ہونے لگی تو ابوجہل نے دعا کی کہ اے خدا! ہم میں سے جو شخص قریبی رشتہ داریوں کو توڑتا ہے اور ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنیں تو آج اسے ہلاک کر۔ (ماخوذ از سیرت ابن ہشام، صفحہ 428، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”بدر کی لڑائی کے وقت میں ایک شخص مُسمّٰی عمرو بن ہشام نے جس کا نام پیچھے سے ابوجہل مشہور ہوا جو کفار قریش کا سردار اور سرغنہ تھا ان الفاظ سے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ مَنْ كَانَ مِنَّا اَفْسَدَ فِي الْقَوْمِ وَاَقْطَعَ لِلرَّحِمِ فَاَحِنْهُ الْيَوْمَ یعنی اَے خدا! جو شخص ہم دونوں میں سے (اس لفظ سے مراد اپنے نفس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تھا) تیری نگہ میں ایک مفسد آدمی ہے اور قوم میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور باہمی تعلقات اور حقوق قومی کو کاٹ کر قطع رحم کا موجب ہو رہا ہے آج اس کو تو ہلاک کر دے اور ان کلمات سے ابوجہل کا یہ منشاء تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مفسد آدمی ہیں اور قوم میں پھوٹ ڈال کر ناحق قریش کے مذہب میں ایک تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور نیز انہوں نے تمام حقوق قومی تلف کر دیئے ہیں اور قطع رحم کا موجب ہو گئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ابوجہل کو یہی یقین تھا کہ گویا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوتر اور پاک نہیں ہے۔ تبھی تو اس نے دردِ دل سے دعا کی لیکن اس دعا کے بعد شاید ایک گھنٹہ بھی زندہ نہ رہ سکا اور خدا کے قہر نے اسی مقام میں اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا اور جن کی پاک زندگی پر وہ داغ لگاتا تھا وہ اس میدان سے فتح اور نصرت کے ساتھ واپس آئے۔“

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 174-175)

جنگ کی حالت کا نقشہ ایک جگہ اس طرح کھینچا گیا ہے کہ ”میدان کارزار میں کشت وخون کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کے سامنے ان سے سہ چند جماعت“ یعنی تین گنا جماعت ”تھی جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ ہو کر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جاوے اور مسلمان بیچارے تعداد میں تھوڑے، سامان میں تھوڑے، غربت اور بے وطنی کے صدمات کے مارے ہوئے ظاہری اسباب کے لحاظ سے اہل مکہ کے سامنے چند منٹوں کا شکار تھے مگر توحید اور رسالت کی محبت نے انہیں متوالا بنا رکھا تھا اور اس چیز نے جس سے زیادہ طاقتور دنیا میں کوئی چیز نہیں یعنی زندہ ایمان نے ان کے اندر ایک فوق العادت طاقت بھر دی تھی۔ وہ اس وقت میدان جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر اک شخص دوسرے سے

بڑھ کر قدم مارتا تھا اور خدا کی راہ میں جان دینے کیلئے بے قرار نظر آتا تھا۔ حمزہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ نے دشمن کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دیں۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 362)

مسلمانوں کے پہلے شہید کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت مِھْجَعؓ کو ایک تیر کا ہدف بنایا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے شخص تھے جنہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اسکے بعد بنی عدی بن نَجَّار کے قبیلہ کے ایک شخص حضرت حَارِثہ بن سُراقہؓ نے شہادت حاصل کی۔ آپؓ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ آپ کی طرف ایک تیر پھینکا گیا جو آپ کی گردن میں پیوست ہو گیا۔ اسی طرح آپؓ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔ (ماخوذ از سیرت ابن ہشام، صفحہ 428، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حَارِثہ رضی اللہ عنہ بن سُراقہ بن حارِث جنگ بدر میں شہید ہوئے اور وہ ابھی نوجوان لڑکے تھے۔ ان کی ماں رُبَیِّع بنتِ نَضُر حضرت انسؓ کی پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں یا رسول اللہؐ! آپؐ جانتے ہی ہیں جو مقام حارثہ رضی اللہ عنہ کا میرے نزدیک تھا۔ سو اگر وہ جنت میں ہے تو مَیں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کوئی اَور بات ہے تو آپؐ دیکھیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے۔ کیا تو دیوانی ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیں تو بہت سی ہیں اور تمہارا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شھد بدرا، حدیث 3982) (طبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 387، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

اس جنگ میں صحابہؓ کا جوشِ جہاد جو دیکھنے میں آیا اس کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آج کے دن صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر جنگ کرے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ یہ سن کر عُمیر بن حُمام نے جو بنی سلمہ میں سے تھے کہا۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں بھی تھیں جو وہ کھا رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو انہوں نے کہا کہ واہ! واہ! میرے اور جنت کے درمیان میں بس اتنا ہی وقفہ ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں اور پھر اپنی تلوار پکڑ کر اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

عوف بن حارثؓ نے جو عفراء کے بیٹے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے خوش ہوتا ہے؟ فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباسِ حرب سے خالی ہو کر قتل کرنے سے۔ اس پر انہوں نے اپنی زرہ اتار کر پھینک دی اور بہت سے کافروں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام، صفحہ 428، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ابوجہل کے قتل کے بارے میں بخاری میں جو روایت آتی ہے اس کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں جنگِ بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا۔ مَیں نے نگاہ پھیری تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں اور بائیں دو نوعمر نوجوان لڑکے ہیں جیسے ان کی اس موجودگی پر میں اپنے آپ کو امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے کہا یہ نوجوان لڑکے یا بچے انہوں نے میری کیا حفاظت کرنی ہے۔ کہتے ہیں مَیں امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھے پوچھا۔ چچا! مجھے ابوجہل تو دکھا دو۔ مَیں نے کہا میرے بھتیجے تجھے اس سے کیا کام؟ وہ کہنے لگا مَیں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو اسے مار ڈالوں گا یا اس کے سامنے خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نوجوان نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے ایسے ہی پوچھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے کہ مجھے کبھی اتنی خوشی نہ ہوتی اگر مَیں ان کی جگہ دو مردوں کے درمیان ہوتا۔ ان کے اس جذبے کے باوجود بھی ان کو تسلی نہیں ہوئی پھر بھی چاہتے تھے کہ دو مضبوط آدمی میرے دائیں بائیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے ان دونوں کو ابوجہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں شکروں کی طرح اس پر جھپٹے اور اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے معاذ اور معوذ۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث 3988) (عمدۃ القاری، جلد السابع عشر، صفحہ 132، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ مَیں نے ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں گا اور مَیں اس پر جھپٹ پڑا اور تلوار کی ایک ضرب سے اس کا پاؤں ساق تک کاٹ دیا۔ اسکے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اڑا دیا۔ صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں اٹکا رہا۔ تمام دن میں اسی طرح لڑتا رہا جب تکلیف زیادہ ہوئی تو مَیں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے علیحدہ کر دیا۔ (ماخوذ از تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 36، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2012ء)

جنگ کے اختتام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین کے درمیان کھڑے ہوئے اور ابوجہل کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ آپؐ نے اس کو نہ پایا تو یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُعۡجِزۡنِیۡ فِرۡعَوۡنَ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ اَے اللہ! تو مجھے اس امّت کے فرعون کے مقابلے پر عاجز نہ کر دینا۔ کہیں بچ کے نہ چلا جائے۔ پھر لوگوں نے اس کی تلاش شروع کی تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے ڈھونڈ لیا۔

(السیرۃ الحلبیہ، باب ذکر مغازیہ، جلد 2، صفحہ 236، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دعا مانگی کہ اے خدا! ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 36، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی لاش کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو عبداللہ بن مسعودؓ مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تم کو اس کا پتہ نہ چلے تو اس طرح اس کو پہچاننا کہ اسکے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان ہے کیونکہ میں نے ابوجہل کو ایک مرتبہ عبداللہ بن جُدعان کے ہاں ایک دعوت کے موقع پر زور کا دھکا دیا کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا اور اس کے گھٹنے میں زخم ہو گیا۔ اس کا نشان اب تک اس کے گھٹنے میں موجود ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اسی نشان کے ساتھ مَیں نے اس کو پہچانا اور کچھ رمق زندگی کی ابھی اس میں باقی تھی۔ مَیں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا کیونکہ مکہ میں اس نے مجھ کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ مَیں نے کہا اے دشمن خدا! تُو نے دیکھا کہ خدا نے تجھ کو کیسا ذلیل کیا!

کہنے لگا مجھ کو کس بات نے ذلیل کیا ہے؟ ایک شخص کو تم نے مار ڈالا۔ کیا ہوا؟ کیا تم نے آج تک کسی ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو مجھ سے زیادہ معزز اور صاحبِ رتبہ ہو؟ اچھا یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ ابوجہل نے مجھ سے اپنے آخری وقت میں جبکہ مَیں نے اس کی گردن پر قدم رکھا کہا تھا کہ اے بکریوں کے چرانے والے ذلیل چرواہے! تو ایسی جگہ پر چڑھ گیا ہے جہاں تجھے نہیں چڑھنا چاہیے تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ پھر مَیں نے اس کا سر کاٹ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر آپؐ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ دشمنِ خدا ابوجہل کا سر ہے۔ حضورؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا: اَللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ غَیۡرُہٗ۔ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ ابن ہشام کی روایت ہے۔

(سیرت ابن ہشام، صفحہ 433، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (شرح زرقانی، جلد دوم، صفحہ 297، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت ابن ہشام مترجم، جلد اوّل، صفحہ 447، مطبوعہ ادارہ اسلامیات)

اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب ابوجہل کو قتل کر دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل کے قتل کے بارے میں بتایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کی قسم! جسکے ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مَیں نے بھی عرض کیا اللہ کی قسم! جسکے ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے اللہ کے دشمن! ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے تجھے رسوا کیا۔ (مسند الامام احمد بن حنبل، جلد دوم، صفحہ 165، روایت نمبر 4246، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امّت کا فرعون ہوتا ہے۔ اس امّت کا فرعون ابوجہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بری طرح قتل کیا۔ عفراء کے دونوں بیٹوں اور ملائکہ نے اسے قتل کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا کام تمام کیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 52، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1993ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’ابوجہل کو فرعون کہا گیا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ تو فرعون سے بڑھ کر ہے۔ فرعون نے تو آخر کہا اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ (یونس: 91)‘‘ کہ مَیں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ ’’مگر یہ آخر تک ایمان نہ لایا۔ مکہ میں سارا فساد اسی کا تھا اور بڑا متکبر اور خود پسند، عظمت اور شرف کو چاہنے والا تھا۔‘‘

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 247، ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰؑ کی طرح اپنی قوم کے راستبازوں کو درندوں اور خونیوں سے نجات دی اور موسیٰ کی طرح ان کو مکہ سے مدینہ کی طرف کھینچ لایا اور ابوجہل کو جو اس امّت کا فرعون تھا بدر کے میدان جنگ میں ہلاک کیا۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 523)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’بدر کے موقع پر کفار مکہ جب آئے۔ انہوں نے سمجھا کہ بس اب ہم نے مسلمانوں کو مار لیا اور ابوجہل نے کہا ہم عید منائیں گے اور خوب شرابیں اڑائیں گے اور سمجھا کہ بس

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرہ:22)

ترجمہ: اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا (الاحزاب:22)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے، ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

اب مسلمانوں کو مار کے ہی پیچھے ہٹیں گے۔لیکن اسی ابوجہل کو مدینہ کے دولڑکوں نے (کفار مکہ مدینہ والوں کو نہایت ذلیل خیال کرتے تھے اوران کو ارائیں کہا کرتے تھے) قتل کر دیا۔‘‘ یعنی صرف سبزیاں اگانے والے، کاشت کاری کرنے والے۔ان کو جنگ کا کیا پتہ؟ بہرحال ان لڑکوں نے قتل کر دیا‘‘ اوراسے ایسی حسرت دیکھنی نصیب ہوئی کہ اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہوسکی۔(عرب میں رواج تھا کہ جو سردار ہوتا وہ اگر لڑائی میں مارا جاتا تو اسکی گردن لمبی کر کے کاٹتے تا کہ پہچانا جاوے کہ یہ کوئی سردار تھا) عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے دیکھا (جب یہ بے حس وحرکت زخمی پڑا تھا) اور پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا مجھے اور تو کوئی افسوس نہیں۔صرف یہ ہے کہ مجھے مدینہ کے دو ارائیں بچوں نے مار دیا۔عبداللہؓ نے دریافت کیا کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ اب میری یہ خواہش ہے کہ میری گردن ذرا لمبی کر کے کاٹ دو۔انہوں نے کہا میں تیری یہ خواہش بھی پوری نہ ہونے دوں گا اوراس کی گردن کو ٹھوڑی کے پاس سے سختی سے کاٹ دیا اور وہ جو عید منانی چاہتا تھا وہی اس کیلئے ماتم ہوگیا اور وہ شراب جو اس نے پی تھی اسے ہضم ہونی بھی نصیب نہ ہوئی۔‘‘ (خطبات محمود، جلد1، صفحہ 11)

مشرکین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کنکریاں پھینکے جانے کے واقعہ کے بارے میں اس طرح لکھا ہے۔صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں دعا کر رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا۔انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! بس کیجیے۔آپؐ نے اپنے رب سے دعا مانگنے میں بہت اصرار کر لیا ہے اور آپؐ زرہ پہنے ہوئے تھے۔

آپؐ خیمے سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ (القمر:46-47) عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما قیل فی درع النبی ﷺ والقمیص فی الحرب، حدیث 2915)

اسکی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ ’’غرض کیا مہاجر اور کیا انصار سب مسلمان پورے زور وشور اور اخلاص کے ساتھ لڑے۔مگر دشمن کی کثرت اور اسکے سامان کی زیادتی کچھ پیش نہ جانے دیتی تھی اور نتیجہ ایک عرصہ تک مشتبہ رہا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا وابتہال میں مصروف تھے اور آپؐ کا اضطراب لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا مگر آخر ایک کافی لمبے عرصہ کے بعد آپؐ سجدہ سے اٹھے اور خدائی بشارت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کہتے ہوئے سائبان سے باہر نکل آئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 362-363)

امام رازیؒ سورۂ انفال کی آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب قریش نے چڑھائی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ قریش قبیلہ اپنے گھوڑوں اور سامانِ فخر کے ساتھ اس حالت میں آیا کہ وہ تیرے رسول کو جھٹلا رہے ہیں اور تکذیب کر رہے ہیں۔

اے اللہ! مَیں تجھ سے وہ چیز طلب کرتا ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ! مٹھی بھر مٹی لیں اور ان کفار کی طرف پھینک دیں۔پھر جب دونوں لشکروں کی آپس میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ وادی کے کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی بھر مٹی پکڑاؤ جسے آپؐ نے ان کفار کے چہروں کی طرف پھینک دیا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ یعنی چہرے مسخ ہو جائیں، تو مشرکین اپنی آنکھیں مسلنے لگے جس کے نتیجہ میں وہ شکست خوردہ ہو گئے۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔یعنی کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی جسے آپؐ نے پھینکا فی الحقیقت آپؐ نے اسے نہیں پھینکا تھا کیونکہ آپؐ کا پھینکنا اتنا ہی اثر انداز ہوسکتا ہے جتنا کہ ایک انسان کا پھینکنا اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اللہ نے اسے پھینکا ہے جس کے نتیجے میں اس مٹی کے ذرّات ان کی آنکھوں تک پہنچ گئے۔تو یہ پھینکنے کی صورت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی لیکن اس کا اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوا۔

(تفسیر الکبیر از امام رازی، جلد8، جزء15، صفحہ 112، مکتبہ دار الکتب العلمیة بیروت، 2004ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس میدان جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سائبان سے ’’باہر آکر آپؐ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو کشت وخون کا میدان گرم پایا۔اس وقت آپؐ نے ریت اور کنکر کی ایک مٹھی اٹھائی اوراسے کفار کی طرف پھینکا اور جوش کے ساتھ فرمایا۔شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ’’دشمنوں کے منہ بگڑ جائیں‘‘ اور ساتھ ہی آپؐ نے مسلمانوں سے پکار کر فرمایا یکدم حملہ کرو۔مسلمانوں کے کانوں میں اپنے محبوب آقاؐ کی آواز پہنچی اور انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگا کر یکدم حملہ کر دیا۔دوسری طرف ادھر آپؐ کا مٹھی بھر کر ریت پھینکنا تھا کہ ایسی آندھی کا جھونکا آیا کہ کفار کی آنکھیں اور منہ اور ناک ریت اور کنکر سے بھرنے شروع ہو گئے۔آپؐ نے فرمایا یہ خدائی فرشتوں کی فوج ہے جو ہماری نصرت کو آئی ہے اور روایتوں میں مذکور ہے کہ اس وقت بعض لوگوں کو یہ فرشتے نظر بھی آئے۔بہرحال عتبہ، شیبہ اور ابوجہل جیسے رؤسائے قریش تو خاک میں مل ہی چکے تھے۔مسلمانوں کے اس فوری دھاوے اور آندھی کے اچانک جھونکے کے نتیجہ میں قریش کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے اور جلد ہی کفار کے لشکر میں بھاگڑ پڑ گئی اور تھوڑی دیر میں میدان صاف تھا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 363)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید ومولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہوگئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔اِسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے......یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد5، صفحہ 65)

بہرحال تھوڑی دیر بعد مشرکین میں ناکامی اور اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔ان کی صفیں مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں سے درہم برہم ہوگئیں۔ان میں بھگدڑ مچ گئی۔مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو شکست فاش دی۔

حضرت سعدؓ کا کفار کے خلاف شدید جذبہ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ آخرکار جب دشمن نے شکست کھا کر ہتھیار پھینک دیے اور صحابہؓ ان کو گرفتار کرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سعدؓ کے چہرے پر اس منظر سے ناگواری کے آثار ہیں یعنی مسلمانوں کے اس عمل کو وہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا اے سعد! ایسا لگتا ہے کہ تم قوم کی اس حرکت کو یعنی مشرکوں کو گرفتار کرنے کو ناپسند کر رہے ہو۔انہوں نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکوں کے ساتھ ہماری یہ پہلی اور کامیاب جنگ ہے۔لہٰذا اس میں میرے نزدیک مشرکوں کو زندہ رکھنے کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ قتل کر دینا بہتر ہے۔(السیرة الحلبیہ، جلد2، صفحہ 230، دار الکتب العلمیة بیروت 2002ء) کہتے ہیں مَیں قید کرنے کو ناپسند کر رہا ہوں۔مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

جنگ بدر میں فرشتوں کا نزول اس کے بارے میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (الانفال:10) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا اس وعدے کے ساتھ کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

غزوۂ بدر میں نزولِ ملائکہ کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا یہ جبرئیل ہیں۔انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑا ہوا ہے اور جنگی آلات سے آراستہ ہیں۔سیرت ابنِ ہشام میں متعدد صحابہ کی روایات بدر کے دن فرشتوں کے نزول پر دلالت کرتی تھیں۔

(ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ، جلد6، صفحہ 214، بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

صحابہؓ کی ان کے بارے میں بہت ساری روایات ہیں۔حضرت جبرئیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں اہلِ بدر کو کیا مقام دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بہترین مسلمان یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔جبرئیل نے کہا اور اسی طرح وہ ملائکہ بھی افضل ہیں جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شھود الملائکة بدرًا، حدیث 3992)

ایک سیرت نگار نے یہ بھی روایت لکھی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ہم مشرک تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ جنگ میں آفت کس پر پڑتی ہے تا کہ ہم بھی لُوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہوجائیں۔چنانچہ اسی اثنا میں کہ ہم پہاڑ پر تھے ایک بادل کا ٹکڑہ ہمارے قریب ہوا۔ہم نے اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی۔مَیں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

ارشاد نبوی ﷺ

رحم کا لفظ رحمٰن سے ہے، جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ ملالے گا
اور جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلقی کر لے گا۔

(ترمذی، کتاب البر والصلة)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

سنو اور اطاعت کرو،
خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

حَیْزُوم آگے بڑھو۔ میرے چچازاد بھائی کے تو دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ یہ آواز سن کے اسی جگہ مرگیا اور رہا میں تو میں بھی ہلاکت کے قریب ہوگیا تھا۔ پھر مَیں نے اپنے آپ پر قابو پالیا۔

(سیرت ابن ہشام، صفحہ 431، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

سہیل بن عمرو جو اس وقت کافر تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن چتکبرے گھوڑوں پر سفید لوگوں کو دیکھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان تھے اور قریشی افراد کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے۔ غرض بدر میں فرشتوں کو صرف مسلمانوں نے ہی نہیں دیکھا بلکہ کفار نے بھی دیکھا ہے۔

(ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 6 صفحہ 215 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

ابواُسَید مالک بن رَبیعہ جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے ان کی روایت ہے کہ یہ واقعہ ان کی بینائی جاتے رہنے کے بعد کا ہے۔ جب انہوں نے واقعہ بتایا، اس وقت بتا رہے ہیں جب ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آج میں بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تم کو (جب یہ سنا رہے تھے اس وقت ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی لیکن بدر کا واقعہ کے بارے میں ان کو بتا رہے ہیں کہ جب میری بینائی تھی اور بدر میں مَیں نے خود یہ دیکھا) اگر میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بھی دکھاتا جس سے فرشتے نکلے۔ مجھے اس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ شبہ۔ ابوداؤد مَازِنیؓ سے روایت ہے جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا بیشک میں نے بدر کے روز ایک مشرک کا تعاقب کیا تا کہ اس پر وار کروں تو اچانک میں نے دیکھا کہ میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر گر پڑا۔ میں نے جان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اَور نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کے شملے انہوں نے اپنی پیٹھوں پر لٹکائے ہوئے تھے اور حُنَین کے روز سرخ عمامے ان کی علامت تھے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عمامے عربوں کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جو انہوں نے اپنی پیٹھوں پر لٹکائے ہوئے تھے مگر حضرت جبرئیلؑ کے سر پر زرد عمامہ تھا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے بدر کے سوا کسی اَور جنگ میں قتال نہیں کیا۔ وہ دوسری جنگوں میں تعداد اور مدد کو بڑھانے کیلئے شریک ہوتے تھے، کسی کو مارتے نہیں تھے۔ (سیرت ابن ہشام، صفحہ 431-432، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) سیرت ابن ہشام کی یہ روایت ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتوں کا نزول محض مومنوں کیلئے بطور بشارت اور ان کے دلی اطمینان کیلئے تھا وگرنہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک نہیں ہوئے۔ یہ تصور بھی بعض احادیث صحیحہ جو ہیں اس کے منافی ہے۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک ہوئے۔ البتہ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نصرت کیلئے تو ایک ہی فرشتہ کافی تھا تو ہزاروں فرشتے کیوں نازل ہوئے۔

امام ابنِ کثیر صحیحین میں موجود عرصہ جنگ میں فرشتوں کے نزول کی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے فرشتوں کا نزول اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع بطور خوشخبری تھی ورنہ اللہ اس کے بغیر بھی اپنے دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے۔ اس لیے اس نے فرمایا مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے اور سورۂ محمد میں فرمایا اللہ چاہے تو خود ہی ان کافروں سے بدلہ لے لے لیکن وہ آزماتا ہے۔ (ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 6، صفحہ 218-219، بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’جنگِ بدر میں خدا تعالیٰ نے بادلوں میں سے ہی اپنا چہرہ ظاہر کیا یعنی ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی جس سے کفار کو شدید نقصان اور مومنوں کو جنگی لحاظ سے عظیم الشان فائدہ پہنچا اور پھر مومنوں کی مدد اور کفار پر رعب طاری کرنے کیلئے ملائکہ بھی دلوں پر نازل ہوئے بلکہ جنگِ بدر میں کئی کفار نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا اور قُضِیَ الْاَمْرُ کے ماتحت عرب کے سردار چن چن کر مارے گئے۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 458)

اسی طرح تفسیر صغیر میں سورۃ آل عمران کی آیت 127 کے تحت تفسیری نوٹ میں لکھا ہے: ’’اس میں بتایا ہے کہ فرشتوں کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ خواب یا کشف میں خوشخبری ملنے سے انسان کی ہمت بڑھتی ہے ورنہ اصل مراد یہی تھی کہ خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔‘‘ (تفسیر صغیر، صفحہ 96، سورۃ آل عمران زیر آیت 127)

بہرحال یہ ایک کشفی رنگ تھا جو ایک حقیقی حالت تھی لوگوں نے بھی دیکھا اور غیروں نے بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں یہ آپؑ کا جو بیان ہے کتاب التبلیغ، آئینہ کمالات اسلام میں ہے۔ اس میں عربی میں ذکر ہے تو عربی والے بعض دفعہ کہتے ہیں کہ آپ لمبے اقتباس پڑھتے ہیں تو ہمیں ترجمہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ عربی بھی پڑھ دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’وَ قَدْ جَرَتْ عَادَتُهٗ وَ سُنَّتُهٗ اَنَّهٗ يَخْتَارُ الْاِخْفَاءَ وَالْكَتْمَ فِيْ وَاقِعَاتٍ قَضَتْ حِكْمَتُهٗ اِخْفَاءَهَا وَ يَخْلُقُ الْاَهْوَاءَ فَتَحْشُرُ الْآرَاءُ اِلٰى جِهَاتٍ أُخْرٰى۔ وَ إِذَا أَرَادَ اِخْفَاءَ صُوْرَةِ نَفْسِ وَاقِعَةٍ فَرُبَّمَا يَرٰى فِيْ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ الْوَاقِعَةَ الْكَبِيْرَةَ صَغِيْرَةً مَهُوْنَةً، وَالْوَاقِعَةَ الصَّغِيْرَةَ الْمَسْنُوْنَةَ كَبِيْرَةً نَادِرَةً وَالْوَاقِعَةَ الْمُبَشِّرَةَ مُخَوِّفَةً وَالْوَاقِعَةَ الْمُخَوِّفَةَ مُبَشِّرَةً۔ فَهٰذِهٖ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ مِنَ الْوَاقِعَاتِ مِنْ سُنَنِ اللّٰهِ كَمَا مَضٰى۔ أَمَّا الْوَاقِعَةُ الْكَبِيْرَةُ الْعَظِيْمَةُ الَّتِيْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّرِيَهَا صَغِيْرَةً حَقِيْرَةً فَنَظِيْرُهَا فِي الْقُرْآنِ وَاقِعَةُ بَدْرٍ لِمَنْ يَتَدَبَّرُ وَ يَرٰى۔ فَاِنَّ اللّٰهَ قَلَّلَ اَعْدَاءَ الْاِسْلَامِ بِبَدْرٍ فِيْ مَنَامِ رَسُوْلِهٖ لِيُذْهِبَ الرَّوْعَ عَنْ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يَقْضِيَ مَا أَرَادَ مِنَ الْقَضَاءِ۔ وَ أَمَّا الْوَاقِعَةُ الَّتِيْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّرِيَهَا كَبِيْرَةً نَادِرَةً فَنَظِيْرُهَا فِي الْقُرْآنِ بِشَارَةُ مَدَدِ الْمَلَائِكَةِ كَيْ تَقَرَّ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا تَأْخُذَهُمْ خِيْفَةٌ فِيْ ذَالِكَ الْمَأْوٰى۔ فَاِنَّهٗ تَعَالٰى وَعَدَ فِي الْقُرْآنِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَبَشَّرَهُمْ بِأَنَّهٗ يُمِدُّهُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ مَا جَعَلَ هٰذَا الْعَدَدَ الْكَثِيْرَ إِلَّا لَهُمْ بُشْرٰى۔ لِاَنَّ فَرْدًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَقْدِرُ بِاِذْنِ رَبِّهٖ عَلٰى اَنْ يَّجْعَلَ عَالِيَ الْاَرْضِ سَافِلَهَا فَمَا كَانَ حَاجَةٌ اِلٰى خَمْسَةِ آلَافٍ بَلْ اِلٰى خَمْسَةٍ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ شَاءَ اَنْ يُّرِيَهُمْ نُصْرَةً عَظِيْمَةً فَاخْتَارَ لَفْظًا يَفْهَمُ مِنْ ظَاهِرِهٖ كَثْرَةُ الْمُمِدِّيْنَ وَ اَرَادَ مَا اَرَادَ مِنَ الْمَعْنٰى۔ ثُمَّ نَبَّهَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ فَتْحِ بَدْرٍ اَنَّ عِدَّةَ الْمَلَائِكَةِ مَا كَانَتْ مَحْمُوْلَةً عَلٰى ظَاهِرِ اَلْفَاظِهَا بَلْ كَانَتْ مُؤَوَّلَةً بِتَأْوِيْلٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهِ الْأَرْفَعِ وَالْاَعْلٰى۔ وَ فَعَلَ كَذَالِكَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُهُمْ بِهٰذِهِ الْبُشْرٰى وَيَزِيْدَهُمْ حُسْنَ الظَّنِّ وَالرِّجَاءِ‘‘ (التبلیغ، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 447 تا 449)

اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اسکی یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ عادت اور سنت ہمیشہ سے جاری ہے کہ وہ ان واقعات کو خفیہ اور پوشیدہ رکھتا ہے جن کی حکمت ان کا اخفا چاہتی ہے اور لوگوں کی خواہشات اور آرا اصل حقیقت کے برخلاف ہوتی ہیں۔ بعض اوقات اس بڑے واقعہ کو ایک چھوٹا اور معمولی واقعہ دکھاتا ہے اور چھوٹے واقعہ کو بڑا اور نادر واقعہ کے طور پر بیان کرتا ہے اور خوشخبری دینے والے واقعہ کو ڈرانے والا اور ڈرانے والے واقعہ کو خوشخبری دینے والا واقعہ دکھاتا ہے۔ یہ واقعات کی چار اقسام ہیں جو کہ اللہ کی سنت کے مطابق جاری وساری ہیں۔ وہ عظیم اور بڑا واقعہ جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسے چھوٹا اور حقیر کر کے دکھائے وہ واقعہ جنگ بدر کا ہے اس کے لئے جو چاہے کہ تدبر کرے اور آنکھیں کھولے۔ پس اللہ نے بدر کے موقع پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں دشمنان اسلام کو کم کر کے دکھایا۔ موقع پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دشمنان اسلام کو کم کر کے دکھلایا تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کا ڈر دور ہو جائے اور تا کہ اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہ پورا ہو کر رہے اور وہ واقعہ جسے اللہ نے چاہا کہ بڑا اور نادر کر کے دکھائے تو اس کی نظیر قرآن میں فرشتوں کی مدد کی خوشخبری کا واقعہ ہے تا کہ مومنوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچے اور معرکے میں انہیں کوئی ڈر نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومنوں سے وعدہ کیا اور انہیں خوشخبری دی کہ وہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد کو آئے گا۔ اس عدد کو زیادہ کر کے اس لیے دکھایا تا کہ ان کیلئے خوشخبری ہو۔ حالانکہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہی یہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم سے زمین کو تہ و بالا کر دے۔ اس کیلئے پانچ ہزار کی نہیں بلکہ پانچ کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو عظیم نصرت دکھائے تو اس نے وہ لفظ اختیار کیا جس سے امداد کرنے والے کی کثرت ظاہر ہوتی ہے اور یہی مراد لیا تھا۔ پھر اس نے فتح بدر کے بعد مومنوں کو خبر دی کہ فرشتوں کی تعداد ظاہری الفاظ پر محمول نہیں تھی بلکہ اس کی وہ تاویل تھی جو کہ اللہ بلند و برتر جانتا ہے اور اللہ نے ایسا اس لیے کیا تا کہ اس خوشخبری کے ذریعے ان کے دلوں کو اطمینان ہو اور انہیں حسن ظن اور امید میں بڑھائے۔

مشرکین کی شکست کے بارے میں لکھا ہے کہ تھوڑی دیر بعد مشرکین کے لشکر میں ناکامی اور اضطراب کے آثار ہو گئے جب کھلی جنگ شروع ہوئی تو آثار نمودار ہو گئے۔ ان کی صفیں مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں سے درہم برہم ہونے لگیں۔ معرکہ اپنے انجام کے قریب جا پہنچا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا۔ پھر مشرکین کے جتھے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے مارتے کاٹتے اور پکڑتے باندھتے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ ان کو بھرپور شکست ہوگئی۔ (الرحیق المختوم مترجم، صفحہ 299، المکتبۃ السلفیۃ لاہور 2000ء)

پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ معرکہ مشرکین کی شکستِ فاش اور مسلمانوں کی فتحِ مبین پر ختم ہوا اور اس میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے لیکن مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کیے گئے جو عموماً قائد اور سردار اور بڑے بڑے سربرآوردہ حضرات تھے۔

(الرحیق المختوم مترجم، صفحہ 306، المکتبۃ السلفیۃ لاہور 2000ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش — در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے جو صحابہؓ تھے وہ یہ تھے۔

کل چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے تھے۔ مہاجر جو تھے ان میں عُبَیدہ بن حارِث بن مُطَّلِب، عُمَیر بن ابی وقاص، ذُوالشِّمالَین یعنی عمیر بن عبد عمرو، عاقل بن بُکَیر، مِہْجَع مولیٰ عمر بن خطاب، صَفْوَان بن بَیْضَاء۔ اور انصار میں سے سعد بن خَیْثَمہ، مبشر بن عبد المنذِر، یزید بن حارِث، عُمَیر بن حُمَام، رافع بن مُعَلّٰی، حَارِثہ بن سُرَاقہ۔

مشرکین کے مقتولین جو تھے وہ ستر مشرکین تھے جو ہلاک ہوئے۔ زیادہ تر قریش کے سردار تھے۔ چند اہم اور نامور مقتولین کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان، حارث بن حَضْرَمی، عامر بن حضرمی، عبیدہ بن سعید بن عاص، عاص بن سعید بن عاص، عُقْبَہ بن ابی مُعَیط، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوالبختری عاص بن ہِشام، نضر بن حارث، عاص بن ہِشام، عاص بن ہشام کا نام دو دفعہ ہے یا دو شخص ہیں۔ ابوالعاص بن قیس، امیہ بن خَلَف، ابوجہل جس کا نام عَمرو بن ہشام تھا۔ ان میں سے اکثریت ان کی تھی جو مکے میں مسلمانوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیا کرتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام، صفحہ 476 تا 480، دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء) (کتاب المغازی للواقدی، جلد 1 صفحہ 145، عالم الکتب بیروت 1984ء) اس بارے میں باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

کچھ دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

فلسطین کے مسلمانوں کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ مظلوموں کی دادرسی فرمائے۔ ان کو ایسی لیڈر شپ یا راہنما عطا فرمائے جو ان کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ان کی صحیح راہنمائی کرنے والے ہوں اور انہیں ظلموں سے نکالنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ ان کی اب بہت زیادہ مظلومیت کی حالت ہو چکی ہے اور لگتا ہے کوئی ان کو سنبھالنے والا نہیں۔ کوئی ان کو راہنمائی کرنے والا نہیں۔

مسلمان اگر ایک ہو جائیں تو ان مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔

اسی طرح سویڈن میں اور بعض دوسرے ملکوں میں بھی جو آزادیٔ رائے اور مذہبی آزادی کے نام پر غلط کام کرنے والوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور اس بہانے سے جو مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر آئے دن کچھ نہ کوئی ایسی حرکتیں کرتے ہیں جو مسلمانوں کے جذبات کو تکلیف پہنچانے والی ہیں انتہائی کریہہ حرکتیں ہیں۔ قرآن کریم کی بے حرمتی ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کے پکڑ کے سامان فرمائے۔ اس میں بھی مسلمان حکومتوں کا قصور ہے جن میں پھوٹ کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتیں اس قسم کی غلط حرکتیں کرتی ہیں۔ اگر کوئی ردّعمل ہوگا مسلمانوں کی طرف سے تو وہ بھی عارضی ہی ہوگا اور ایسا ہوگا جس کا کوئی اثر نہ ہو۔ پس مسلمان راہنماؤں اور امہ کیلئے بہت دعائیں کریں اس کی بہت ضرورت ہے۔

پھر فرانس میں جو حالات ہیں یہاں بھی مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جو مسلمانوں کا ردّعمل ہے وہ بھی غلط ہے یا دوسروں کا بھی ساتھ مل کے۔ توڑ پھوڑ سے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کو اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق کرنے ہوں گے۔ جب مسلمانوں کے قول و فعل اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں گے تو تبھی کامیابیاں بھی ملیں گی۔ بہرحال ہم تو دعا کر سکتے ہیں۔

خاص طور پر مسلمان دنیا کیلئے اور عمومی طور پر تمام دنیا کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ظلم سے محفوظ رکھے اور دنیا میں امن و امان کی صورتحال بھی پیدا ہو جائے۔ سب ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں ورنہ دنیا جس طرف جا رہی ہے کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اسی طرح پاکستان میں جو احمدی ہیں ان کیلئے بھی بہت دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہر شر سے محفوظ رکھے۔

فرانس میں کہنے کو تو بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں اور سمجھا جا رہا ہے کہ جو بندہ، لڑکا جس کو مارا گیا ہے اس کے حق میں بہت کچھ ہو رہا ہے لیکن عملاً جو پبلک کا رویہ ہے، وہاں کے لوگوں کا رویّہ ہے وہ اس طرح سے ہے کہ سنا ہے انہوں نے دونوں کیلئے جو فنڈ ریزنگ کی ہے، اس پولیس والے کیلئے بھی جس کو پکڑا گیا اور اس لڑکے کیلئے بھی جو مارا گیا ہے اس میں لڑکے کیلئے جو فنڈ ریزنگ ہے وہ صرف دو لاکھ یورو آئے ہیں اور جو پولیس والا ہے جس کو کہتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور حکومت بھی بیان دے رہی ہے اس کے حق میں اس کیلئے، اس کی مدد کیلئے ایک ملین سے زیادہ یورو جمع ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے اور ان لوگوں کو انصاف سے چلنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو ایک ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 36

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 36

قول فعل ایک طرح کا نہیں ہوتا؟

جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف: 3-4) یعنی اے مومنو! وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ ہے۔ اس کے عذاب کو بھڑکانے والا ہے۔

سوال کیسی باتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی جب تک عمل نہ ہو۔ اَور باتیں عنداللہ کچھ وقعت نہیں رکھتیں۔

سوال جلسہ سالانہ کا آغاز کب ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جلسہ سالانہ کا آغاز 1891 میں قادیان سے ہوا۔

سوال جلسہ سالانہ کا مقصد حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کا مقصد اللہ اور اس کی مخلوق سے خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا تھا۔

سوال حضور انور نے کارنان کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کارکنان یہ یاد رکھیں کہ یہاں آپ کسی جگہ کے خاص شہری ہونے یا کسی خاص قبیلے یا علاقے کے ہونے کی وجہ سے کام نہیں کر رہے بلکہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے کر رہے ہیں اور کیونکہ ہم نے اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا ہے اس لئے ایک احمدی کا نمایاں وصف چاہے وہ کہیں کا بھی شہری ہو یہ ہونا چاہئے کہ اس نے اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتے ہوئے خدمت کرنی ہے، اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے خدمت کرنی ہے، اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدمت کرنی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کر رہے ہیں تبھی آپ کا یہ جذبہ ہر وقت بیدار رہے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس نبی کے غلام ہیں جس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے کو مہمان کی عزت اور تکریم کرنے کے لئے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تین دن تک اس کی مہمان نوازی کرو۔

سوال کون سا سفر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بابرکت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سفر کئی طرح کے ہوتے ہیں لیکن بہت ہی بابرکت ہے وہ سفر جو دینی اور روحانی اغراض کے لئے کیا جائے۔

سوال جب مہمان کارکنان سے سخت رویّہ اختیار کرے تو اس وقت کارکن کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض دفعہ ایسے مواقع پیش آ جاتے ہیں کہ مہمان کی طرف سے کسی بات کا مطالبہ ہوتا ہے جو یا تو جلسے کے حالات کے مطابق جائز نہیں ہوتا یا فوری طور پر اس کو پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا تو مہمان اس بات پر سخت رویہ اختیار کر لیتے ہیں اور جواباً کارکن بھی اسی رویہ کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ ایک کارکن کو زیب نہیں دیتا۔ ہر حالت میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے اس لئے احتیاط کریں۔

سوال حضور انور نے ان کارکنان کو کیا نصیحت فرمائی جو گرم مزاج اور غصیلے ہوتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض نئے معاونین بھی ہوتے ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ اس خدمت کا اعزاز پایا ہے بعض طبیعت کے لحاظ سے گرم مزاج کے یا غصیلے ہوتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر اپنی طبیعت پر کنٹرول نہیں تو ڈیوٹی سے معذرت کر دیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ بداخلاقی کا مظاہرہ کیا جائے جو کسی بھی صورت ایک احمدی کارکن کو زیب نہیں دیتا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی خاطر آئے ہوئے مہمان ہیں۔ اس لئے مومن کی یہ شان ہے کہ ان کا احترام کرے۔

سوال وہ مہمان جو بے موقع مطالبے کارکنان سے کرتے ہیں ان کو اپنی غلطی کا احساس کب ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب اپنے رویے کی سختی کے بعد آپ کے نرم رویے اور درگزر اور پیار کو دیکھ کر مہمان خود ہی شرمندہ ہو کر اپنے بے موقع مطالبے سے دست بردار ہو جائے۔

سوال حدیث میں جو تین دن مہمان نوازی کی ہدایت دی ہے اس کی کیا حکمت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث میں جو تین دن کی مہمان نوازی کی جو ہدایت ہے یہ تو مہمان کو احساس دلانے کے لئے ہے کہ میزبان پر بوجھ نہ پڑے۔ لیکن اگر نظام جماعت کی طرف سے زائد عرصہ کی میزبانی ہو رہی ہے تو آپ لوگوں نے جو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا ہے تو آپ سب کو، تمام کارکنوں کو اتنا عرصہ خوش دلی سے میزبانی کرنی چاہئے۔

سوال حضور انور نے جلہ کے دنوں میں اپنے ماحول پر نظر رکھنے کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جلسے کے دنوں میں مختلف جگہوں سے مہمان بھی آئے ہوئے ہیں، ایک دوسرے کے لئے نئی شکلیں ہوں گی، پہچانتے بھی نہیں ہوں گے کیونکہ قادیان کی تھوڑی سی آبادی ہے، اس سے پانچ چھ گنا زیادہ آبادی باہر سے آئی ہوگی تو ایسے مجمعوں میں بعض دفعہ شرارتی عنصر یا ایسا طبقہ آ جاتا ہے جو شرارت کرنے والا ہو۔ اس لئے جب تک کسی کے بارے میں صحیح علم نہ ہو جائے محتاط بھی رہیں اور نظر بھی رکھیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی بعض حرکتیں شک میں ڈال دیتی ہیں۔ اگر کسی پہ شک ہو تو ہر احمدی کو نظر رکھنی چاہئے اور فوری طور پر انتظامیہ کو بھی بتا دینا چاہئے۔ خاص طور پر عورتوں میں نگرانی کی خاص ضرورت ہے۔☆☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا
وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا کیلئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی یہ اسم اعظم ہے

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

پر صبح کے وقت دشمنوں سے چھپ کر پہنچی تھیں۔ میں اُن سے کہتا ہوں آؤ اور ذرا میرے محبوب کے مخلصوں اور فدائیوں کو دیکھو کہ کن حالتوں میں اُنہوں نے اُس کا ساتھ دیا اور کن حالتوں میں اُنہوں نے توحید کے جھنڈے کو بلند کیا۔

اِس قسم کی فدائیت کی ایک اور مثال بھی تاریخوں میں ملتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کو دفن کر کے مدینہ واپس گئے تو پھر عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کیلئے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی کی باگ سعد بن معاذؓ مدینہ کے رئیس نے پکڑی ہوئی تھی اور فخر سے آگے آگے دوڑے جاتے تھے شاید دُنیا کو یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیریت سے اپنے گھر واپس لے آئے۔ شہر کے پاس اُنہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ اُحد میں اُس کا ایک بیٹا عمرو بن معاذؓ بھی مارا گیا۔ اُسے دیکھ کر سعد بن معاذؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اُمّی۔ اَے اللہ کے رسول! میری ماں آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی برکتوں کے ساتھ آئے۔ بڑھیا آگے بڑھی اور اپنی کمزور پھٹی آنکھوں سے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نظر آ جائے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ پہچان لیا اور خوش ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مائی! مجھے تمہارے بیٹے کی شہادت پر تم سے ہمدردی ہے۔ اِس پر نیک عورت نے کہا۔ حضور! جب میں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا تو سمجھو کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔ ’’مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔‘‘ کیا عجیب محاورہ ہے۔ محبت کے کتنے گہرے جذبات پر دلالت کرتا ہے غم انسان کو کھا جاتا ہے۔ وہ عورت جس کے بڑھاپے میں اُس کا عصائے پیری ٹوٹ گیا کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اس غم کو کھا جاؤں گی۔ میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہوگی بلکہ یہ خیال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اُس نے جان دی میری قوت کے بڑھانے کا موجب ہوگا۔ اَے انصار! میری جان تم پر فدا ہو تم کتنا ثواب لے گئے۔‘‘

(نبیوں کا سردار صفحہ 91 تا 93، مطبوعہ قادیان 2001ء)

سارے ہی مہاجر و انصار اللہ اور اسکے رسول کی خاطر جان فدا کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جب جسکو موقع ملا اُس نے خوشی سے جان نچھاور کی۔ جسکا نقشہ قرآن کریم نے دو الفاظ میں اس طرح کھینچا ہے مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ۔ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی فدائیت کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ جب مہاجر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے اور آنحضرت ﷺ نے ہر مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنایا تو انصار نے اُن سے اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ محبت کی اور وہ اپنی نصف جائیداد اُن کے حوالہ کرنے پر مصر تھے۔ لیکن ایک انصاری صحابی ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمٰن بن عوف سے یہ بھی کہا کہ مَیں اپنی ایک بیوی کو طلاق دیتا ہوں عدت کے بعد تم ان سے نکاح کر لو۔ یہ صحابی سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ جو شخص اپنے منہ بولے بھائی کیلئے اس قدر فدائیت کا نمونہ دکھا سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اُسکے جذبات کا کیا عالم ہوگا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے موقع پر جبکہ لڑائی ختم ہو گئی اور شہداء کی تدفین اور زخمیوں کی خبر گیری کا کام چل رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

’’کوئی جا کر دیکھے کہ سعد بن الربیع رئیسِ انصار کا کیا حال ہے آیا وہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے؟ کیونکہ میں نے لڑائی کے وقت دیکھا تھا کہ وہ دشمن کے نیزوں میں بری طرح گھرے ہوئے تھے۔ آپؐ کے فرمانے پر ایک انصاری صحابی ابیّ بن کعب گئے اور میدان میں ادھر ادھر سعد کو تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر انہوں نے اونچی اونچی آوازیں دینی شروع کیں اور سعد کا نام لے لے کر پکارا مگر پھر بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ مایوس ہو کر وہ واپس جانے کو تھے کہ انہیں خیال آیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر تو پکاروں شاید اس طرح پتہ چل جاوے۔ چنانچہ انہوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔ سعد بن ربیع کہاں ہیں مجھے رسول اللہ نے ان کی طرف بھیجا ہے۔ اس آواز نے سعد کے نیم مردہ جسم میں ایک بجلی کی لہر دوڑا دی اور انہوں نے چونک کر مگر نہایت دھیمی آواز میں جواب دیا۔ ’’کون ہے میں یہاں ہوں۔‘‘ ابیّ بن کعب نے غور سے دیکھا تو تھوڑے فاصلہ پر مقتولین کے ایک ڈھیر میں سعد کو پایا جو اس وقت نزع کی حالت میں جان توڑ رہے تھے۔ ابیّ بن کعب نے ان سے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہاری حالت سے آپؐ کو اطلاع دوں۔ سعد نے جواب دیا کہ رسول اللہ سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ خدا کے رسولوں کو جو ان کے متبعین کی قربانی اور اخلاص کی وجہ سے ثواب ملا کرتا ہے خدا آپؐ کو وہ ثواب سارے نبیوں سے بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے اور آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اور میرے بھائی مسلمانوں کو بھی میرا اسلام پہنچانا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تم میں زندگی کا دم ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر سعد نے جان دے دی۔‘‘ (سیرت خاتم النّبیین صفحہ 501)

جنگ بدر کے موقع پر ایک انصاری صحابی نے آنحضرت ﷺ سے جبکہ آپؐ بار بار مشورہ طلب فرما رہے تھے کہا: ’’ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ تُو اور تیرا ربّ جاؤ اور دشمن سے جنگ کرتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور یا رسول اللہ! دشمن جو آپ کو نقصان پہنچانے کیلئے آیا ہے وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یا رسول اللہ! جنگ تو ایک معمولی بات ہے، یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے آپ ہمیں حکم دیجئے کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دو اور ہم بِلا دریغ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیں گے۔

یہ وہ فدائیت اور اخلاص کا نمونہ تھا جس کی مثال کوئی سابق نبی پیش نہیں کر سکتا۔ موسیٰ کے ساتھیوں کا حوالہ تو اُن لوگوں نے خود ہی دے دیا تھا حضرت مسیح کے حواریوں نے دشمن کے مقابلہ میں جو نمونہ دکھایا انجیل اِس پر گواہ ہے۔ ایک نے تو چند روپوں پر اپنے اُستاد کو بیچ دیا۔ دوسرے نے اُس پر لعنت کی اور باقی دس اُس کو چھوڑ کر اِدھر سے اُدھر بھاگ گئے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ساتھی صرف ڈیڑھ سال کی صحبت کے بعد ایمان میں اتنے پختہ ہو گئے کہ وہ اُن کے کہنے پر سمندر میں کودنے کیلئے بھی تیار تھے۔‘‘

(نبیوں کا سردار صفحہ 74، مطبوعہ قادیان 2001ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی تھی۔ صحابہ اپنے محبوبؐ کی باتوں پر کس طرح عمل کرتے تھے ملاحظہ فرمائیں:

’’صحابہؓ نے جن کو اپنے آقا کی ہر خواہش کے پورا کرنے کا عشق تھا آپؐ کی اس نصیحت پر اس خوبی کے ساتھ عمل کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ خود ان قیدیوں میں سے ایک قیدی ابوعزیز بن عمیر کی زبانی روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے، لیکن خود کھجور وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ ان کے پاس اگر روٹی کا چھوٹا ٹکڑا بھی ہوتا تھا تو وہ مجھے دے دیتے تھے اور خود نہیں کھاتے تھے اور اگر میں کبھی شرم کی وجہ سے واپس کر دیتا تھا تو وہ اصرار کے ساتھ پھر مجھی کو دے دیتے تھے۔‘‘

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 365)

’’آپؐ نے قیدیوں کے آرام و آسائش کے متعلق ایسے تاکیدی احکام صادر فرمائے کہ ان سے متأثر ہو کر صحابہ نے اپنی قمیصیں اتار اتار کر قیدیوں کو ہاں اپنے خون کے پیاسے قیدیوں کو دے دیں۔ خود خشک کھجوروں پر گزارہ کیا۔ اور انہیں پکا ہوا کھانا دیا۔ آپ پیدل چلے اور انہیں سوار کیا۔ کیا دنیا کی کسی قوم میں کسی زمانہ میں اس کی مثال ملتی ہے؟‘‘ (سیرت خاتم النّبیین صفحہ 411)

عشق و محبت کی کچھ انوکھی داستان مزید ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت اسید بن حُضَیر انصاری رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ بڑے بامذاق آدمی تھے ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو میں (محبت سے) اپنی چھڑی چبھوئی۔ اس پر وہ کہنے لگے حضوؐر میں نے تو بدلہ لینا ہے۔ حضوؐر نے فرمایا اچھا آؤ اور بدلہ لے لو۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ حضوؐر آپ نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میں تو ننگے بدن ہوں اس پر حضوؐر نے بدلہ دینے کیلئے اپنی قمیص کو اوپر اٹھایا۔ اسید بن حُضَیر حضوؐر سے لپٹ گئے اور جسدِ مبارک کے بوسے پر بوسے لینے لگے اور کہنے لگے کہ حضور میرا تو یہ مقصد تھا۔ (میں نے تو یہ برکت حاصل کرنے کیلئے دل میں یہ تدبیر سوچی تھی)

(حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 72، مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب)

ضمناً عرض ہے کہ اُسَید بن حُضَیر ’’قبیلہ اوس کے خاندان بنو عبدالاشھل سے تھے اور اکابر صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا والد جنگ بُعاثِ میں قبیلہ اوس کا قائد اعظم تھا۔ اُسَید نہایت مخلص اور نہایت سمجھدار تھے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ انصار میں سے تین اشخاص اپنی افضلیت میں جواب نہیں رکھتے تھے یعنی اُسَید

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں
روحانیت میں ترقی کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر پہلو سے جائزہ لے کر
اپنی کمیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

بن الحُضیر - سعد بن معاذ اور عبَّاد بن بِشر اور اس میں شُبہ نہیں کہ اُسید بڑے پائے کے صحابی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اُسید کی بڑی عزت کرتے تھے۔" (سیرت خاتم النّبیین صفحہ 229)

حدیبیہ کے مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے عشق و محبت کا جس رنگ میں مظاہرہ کیا اس کی نظیر بھی کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ اس موقع پر کفار کا ایک بہت بڑا رئیس بھی موجود تھا۔ اور اس نے خود وہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس قدر اس سے متاثر ہوا کہ وہ قریش کے پاس جا کر کہنے لگا :

وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَ وَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَ كِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ تَعَظَّمَهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللهِ اَنْ يَّتَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَّكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاءَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ النَّظَرَ اِلَيْهِ تَعْظِيْمًا لَّهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۲ ص ۱۹۲، بخاری: ۲۷۳۱)

خدا کی قسم! مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم اصحاب محمد، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ واللہ! وہ رینٹ یا تھوک یا بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ مریں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہی سے نہیں دیکھ سکتا۔ انہوں نے تم پر رشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اس کو قبول کرلو۔

یہ محبت صرف بیرونی واقفیت رکھنے والے صحابہ اور صحابیات کے دلوں میں ہی نہیں پائی جاتی تھی بلکہ اہلی اور خانگی زندگی کی واقف و رازدان بیویاں اس سے بھی زیادہ محبت و الفت رکھتی تھیں۔ چنانچہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں ان کا باپ (حضرت ابوسفیانؓ - ناقل) ایک بڑی مدت کے بعد انہیں ملنے کے لئے آیا۔ وہ چونکہ ابھی تک داخل اسلام نہیں ہوئے تھے اس لئے جب وہ ملنے آئے اور ایک بستر پر بیٹھنے لگے تو اُن کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر جلدی سے اُن کے نیچے سے کھینچ لیا اور اس کو لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔ ان کا والد یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور کہنے لگا یَا بُنَیَّةُ مَا اَدْرِیْ اَرَغِبْتِ لِیْ عَنْ هٰذَا الْفِرَاشِ اَمْ رَغِبْتِ بِهٖ عَنِّیْ۔ کہ اے میری بیٹی مجھے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ بستر تُو نے میرے نیچے سے اس لئے کھینچا ہے کہ یہ عمدہ بستر کہیں خراب نہ ہوجائے یا تُو نے میری ایسی اعلیٰ شان سمجھی ہے کہ تیرے نزدیک یہ معمولی اور حقیر بستر میرے بیٹھنے کے قابل نہیں۔ یہ بات سن کر اُمّ حبیبہ کہنے لگیں بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللهِ وَاَنْتَ مُشْرِكٌ نَجِسٌ۔ کہ نہیں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ مشرک نجس ہیں۔ آپ کی یہ شان کب ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھیں۔

ان کا باپ غصہ میں کہنے لگا وَاللهِ لَقَدْ اَصَابَكَ بَعْدِیْ شَرٌّ (زاد المعاد جلد اوّل) کہ خدا کی قسم تجھے تو گمراہی لاحق ہوگئی ہے ورنہ میرے پاس تو تیرے ایسے خیالات ہرگز نہ تھے۔ حضرت امّ حبیبہؓ پھر بولیں کہ میرے باپ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے وَاَنْتَ تَعْبُدُ حَجَرًا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَاعَجَبًا مِنْكَ يَا اَبَتِ وَاَنْتَ سَيِّدُ قُرَيْشٍ وَكَبِيْرُهَا۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 82) اور آپ پتھر کے اُن بے جان بُتوں کو پوجتے ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں۔ اَے میرے باپ آپ تو قریش کے سردار ہیں کچھ عقل اور سمجھ سے بھی کام لیں اور بتوں کی پرستش چھوڑ دیں۔ ان کا باپ اس کا کیا جواب دے سکتا تھا۔ تھوڑی دیر ٹھہرا اور پھر چلا گیا۔ (ماخوذ از الفضل 13/ اکتوبر 1938، صفحہ 4)

اللہ تعالیٰ صحابہ کے درجات بلند فرمائے کہ انہوں نے ایمان لانے کا حق ادا کردیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 13

ہوتی۔ پس جو شخص یا قوم یا مذہب دعا کا قائل ہے، اسے اسکا بھی قائل ہونا پڑے گا کہ محمد رسول اللہ دنیا میں اکیلا انسان ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکات کا مورد ہے۔ اس کے برابر تو کیا کوئی اس کا پاسنگ بھی نہیں ہے۔

مخلوق پر کمال شفقت اور خالق سے کمال محبت

مضمون لمبا ہو گیا کیونکہ حکایت لذیذ بود۔ دراز تر گفتم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوق پر شفقت پر لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ گواہ ہے۔ انسان تو انسان جانور تک آپ کی شفقت سے محروم نہیں رہے۔ زندہ درگور کرنا آپ نے بند کیا، عورتوں اور لڑکیوں کو آپ نے ورثہ دیا۔ مثلہ کرنا آپنے موقوف کیا۔ غلاموں، ادنیٰ قوموں، عورتوں غرض ہر گرے ہوئے انسان کو اٹھا کر آپ نے آگے بڑھایا۔ پھر کفار کا یہ کہنا کہ محمدؐ تو اپنے ربّ کے عشق میں دیوانہ ہو گیا ہے۔ اس محبت کے سمجھ لینے کو کافی ہے جو آپ کو اپنے خدا سے تھی۔ یہاں تک کہ دم وصال بھی بالرفیق الاعلیٰ کے ہی کلمات منہ سے سنائی دیتے۔

زندہ نبی

کمال حسن وہی دل پسند ہے جو عارضی نہ ہو بلکہ دیرپا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف حسن مجسم تھے۔ بلکہ احسان مجسم بھی تھے۔ آپ کی خوبیاں آپ تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ ان میں یہ بھی کمال ہے کہ جو شخص جتنا جتنا آپ کی اتباع اور محبت کے ساتھ ان کو اختیار کرے اتنا اتنا وہ بھی مقبول بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔

جب سے اس جہان میں آپ کا ورود ہوا سنت اللہ یہی ہوگئی کہ درگاہ الوہیت میں داخلہ کیلئے پہلے یہی پوچھا جاتا ہے کہ تم محمدؐ کی امت میں ہو یا نہیں۔ دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ محمدؐ سے کتنی مشابہت پیدا کی ہے۔ ان دونوں سوالوں کے تسلی بخش جواب پر آستانہ احدیت میں داخلہ کی اجازت ہوتی ہے اور حسبِ مراتب جگہ ملتی ہے۔ تمام پہلی شریعتوں کے طومار لپیٹ دیئے گئے۔ اور تمام گزشتہ انبیاء کا سکّہ منسوخ ہو چکا۔ اب صرف ایک شریعت رائج الوقت اور ایک نبی زندہ نبی ہے اور تا قیامت زندہ رہے گا۔ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ ثبوت کیلئے یہی مشاہدہ کافی ہے کہ آپکی بعثت سے آج تک کسی اور نبی کے متبع نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھے اپنے نبی کے فیض سے الٰہی کلام اور الہام کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ فیض آپ کے آنے کے بعد صرف امت محمدیہ سے ہی مخصوص اور محدود ہو گیا ہے۔ جس میں آج تک ہزاروں لاکھوں ایسے گذرے ہیں اور موجود ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے طفیل دروازہ کلام الٰہی کا کھلا اور خدا تعالیٰ کا وصال اور قرب نصیب ہوا۔ پس اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نبی ہیں کہ آپ لوگوں کو خدا سے ملاتے اور ہمکلام کراتے ہیں اور آپ کی مماثلت، آپ کی مشابہت، آپ کی متابعت اور آپ کی محبت خدا تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہے۔ جتنا جتنا کوئی اخلاق میں، عادات میں، عبادات میں، علم میں، محبت الٰہی میں آپ کا مشابہ ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی خدا تعالیٰ کے ہاں اسکا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر مقام وصل الٰہی یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اور یہی وہ شفاعت ہے جو دنیا میں انسانوں کیلئے آپ کے فیض سے جاری ہے اور آخرت میں یہی ایک بڑے پیمانہ پر ظاہر ہوگی۔ کسی اور نبی کا اتباع اب کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں بنا سکتا نہ کسی اور شریعت پر عمل کرنا اسے کسی درجہ کا وارث کرسکتا ہے۔ اب یہ رتبہ محمدؐ اور صرف محمدؐ میں ہو کر مل سکتا ہے۔ جسے شوق ہو اور ضرورت ہو وہ اٹھے اور اسی دروازہ کے رستہ سے محبوب الٰہی کے دربار میں حاضر ہو۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ۔ ہم خود گواہ ہیں اس زندہ نبی کے فیض سے یہ زمانہ بھی محروم نہیں رہا اور حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا پرتو بڑی شان اور تجلی سے دنیا میں ظاہر ہوا۔ والصلوٰۃ والسلام علےٰ محمدؐ و آلہ و اصحابہ و علی المسیح الموعود۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (النساء:150)

ترجمہ: اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران:194)

ترجمہ: اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنیوالے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لے آئے

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

دُنیا کو آزادی دینے والا نبی

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ)

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ مَیں بھی الفضل کے خاص نمبر کیلئے مضمون لکھوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس نمبر میں جو رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ درجہ اور ارفع شان کے اظہار کیلئے شائع ہونے والا ہے مضمون لکھنا ایک ثواب کا کام ہے۔ پس باوجود اسکے کہ ان دنوں میں سخت عدیم الفرصت ہوں اور پھر ساتھ ہی بیمار بھی ایک مختصر سا مضمون لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو ایسا شاندار ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ مَیں کس پہلو کو اختیار کروں اور کس کو چھوڑوں اور انتخاب کی آنکھ خیرہ ہو کر رہ جاتی ہے لیکن مَیں اس زمانہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مضمون کیلئے آپؐ کی زندگی کے احسن حصہ کو لیتا ہوں کہ کس طرح آپؐ نے دنیا کو اس غلامی سے نجات دلائی ہے جو ہمیشہ سے دنیا کے گلے کا ہار ہو رہی تھی اور وہ عورتوں کی غلامی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے عورتیں ہر ملک میں غلام اور مملوک کی طرح تھیں اور ان کی غلامی مردوں پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھی کیونکہ لونڈیوں کے بچے آزادی کی روح کو کامل طور پر جذب نہیں کر سکتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ سے عورت اپنی خوبصورتی یا خوب سیرتی کے زور سے بعض مردوں پر حکومت کرتی چلی آئی ہے لیکن یہ آزادی حقیقی آزادی نہ تھی کیونکہ یہ بطور حق کے حاصل نہ تھی بلکہ بطور استثناء کے تھی اور ایسی استثنائی آزادی کبھی صحیح جذبات کے پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہوئی ہے اس وقت تک کسی مذہب اور قوم میں عورت کو ایسی آزادی حاصل نہ تھی کہ اسے بطور حق کے وہ استعمال کر سکے۔ بیشک بعض ملک جہاں کوئی بھی قانون نہ تھا وہ ہر قسم کی قیود سے آزاد تھے لیکن اسے بھی آزادی نہیں کہا جا سکتا اسے آوارگی کہا جائیگا۔ آزادی وہ ہے جو تمدن اور تہذیب کے قواعد کو پورا کرتے ہوئے حاصل ہو ان قواعد کو توڑ کر جو حالت پیدا ہو وہ آزادی نہیں کہلا سکتی کیونکہ وہ بلند ہمتی پیدا کرنے کا موجب نہیں بلکہ پست ہمتی پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اس سے قبل عورت کی یہ حالت تھی کے وہ اپنی جائیداد کی مالک نہ تھی اس کا خاوند اس کی جائیداد کا مالک سمجھا جاتا تھا اسے اسکے باپ کے مال میں سے حصہ نہ دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے خاوند کے مال کی بھی وارث نہیں سمجھی جاتی تھی گو بعض ملکوں میں اس کی حین حیات وہ اس کی متولی رہتی تھی۔ اسکا نکاح جب کسی مرد سے ہو جاتا تھا تو یا تو وہ ہمیشہ کیلئے اسکی قرار دے دی جاتی تھی اور کسی صورت میں اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی تھی اور یا پھر اس کے خاوند کو تو اختیار ہوتا تھا کہ اُسے جدا کر دے لیکن اُسے اپنے خاوند سے جدا ہونے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔ خواہ اسے کس قدر ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ خاوند اگر اس کو چھوڑ دے اور اس سے سلوک نہ رکھے یا کہیں بھاگ جائے تو اس کے حقوق کی حفاظت کا کوئی قانون مقرر نہ تھا۔ اس کا فرض سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اور اپنے آپ کو لے کر بیٹھی رہے اور محنت مزدوری کر کے اپنے آپ کو بھی پالے اور بچوں کو بھی پالے۔ خاوند کا اختیار سمجھا جاتا تھا کہ وہ ناراض ہو کر اسے مار پیٹ لے اور اس کے خلاف وہ آواز نہیں اٹھا سکتی تھی۔ اگر خاوند فوت ہو جائے تو بعض ملکوں میں وہ خاوند کے رشتہ داروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی وہ جس سے چاہیں اس کا رشتہ کر دیں خواہ بطور احسان کے یا قیمت لے کر بلکہ بعض جگہ وہ خاوند کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔ بعض خاوند بیویوں کو فروخت کر دیتے تھے یا جوئے اور شرطوں میں ہار دیتے تھے اور وہ بالکل اپنے اختیارات کے دائرہ میں سمجھے جاتے تھے۔ عورت کا بچوں پر کوئی اختیار نہ سمجھا جاتا تھا نہ خاوند کا زوجیت کی صورت میں نہ اس سے علیحدگی کی صورت میں۔ عورت گھر کے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رکھتی تھی اور دین میں بھی خیال کیا جاتا تھا کہ وہ کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ دائمی نعمتوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ خاوند عورتوں کی جائیداد کو اڑا دیتے تھے اور اسکو بغیر کسی گذارہ کے چھوڑ دیتے تھے۔ وہ بیچاری اپنے مال میں سے صدقہ خیرات یا رشتہ داروں کی خدمت کرنے کی مجاز نہ تھی جب تک کہ خاوند کی مرضی نہ ہو اور وہ خاوند جس کے دانت اسکی جائیداد پر ہوتے تھے کبھی اس معاملہ میں راضی نہ ہوتا تھا۔ ماں باپ جن کا نہایت ہی گہرا اور محبت کا رشتہ ہے ان کے مال سے وہ محروم کر دی جاتی تھی حالانکہ جس طرح لڑکے ان کی محبت کے حقدار ہوتے ہیں اسی طرح لڑکیاں ہوتی ہیں جو ماں باپ اس نقص کو دیکھ کر اپنی لڑکیوں کو اپنی زندگی میں کچھ دیدیتے تھے ان کے خاندانوں میں فساد پڑ جاتا تھا کیونکہ لڑکے یہ تو نہ سوچتے تھے کہ باپ ماں کر مرنے کے بعد وہ ان کی سب جائیداد کے وارث ہوں گے ہاں یہ ضرور محسوس کرتے تھے کہ ان کے ماں باپ ان کی نسبت لڑکیوں کو زیادہ دیتے ہیں۔ اسی طرح خاوند جس سے کامل اتحاد کا رشتہ ہوتا تھا اس کے مال سے بھی اسے محروم رکھا جاتا تھا خاوند کے دُور دُور کے رشتہ دار تو اس کی جائیداد کے وارث ہو جاتے اور وہ عورت جو اسکی محرم راز اور عمر بھر کی ساتھی ہوتی جسکی محنت اور جس کے کام کا بہت سا دخل خاوند کی کمائی میں تھا وہ اس کی جائیداد سے محروم کر دی جاتی تھی یا پھر وہ خاوند کی ساری ہی جائیداد کی نگران قرار دے دیجاتی لیکن وہ اس کے کسی حصہ میں تصرف سے محروم تھی وہ اس کی آمد کو تو خرچ کر سکتی تھی لیکن اس کے کسی حصہ کو استعمال نہیں کر سکتی تھی اور اس طرح بہت سے صدقات جاریہ میں اپنی خواہش کے مطابق حصہ لینے سے محروم رہتی تھی۔ خاوند اس پر خواہ کس قدر ہی ظلم کرے وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتی تھی یا جن قوموں میں جدا ہو سکتی تھی ایسی شرائط پر کہ بہت سی شریف عورتیں اس جدائی سے موت کو ترجیح دیتی تھیں۔ مثلاً جدائی کی یہ شرط تھی کہ خاوند یا عورت کی بدکاری ثابت کی جائے اور پھر اس کے ساتھ ظلم بھی ثابت کیا جائے اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ تھا کہ بہت سی صورتوں میں جب عورت کا خاوند کے ساتھ رہنا ناممکن ہوتا تھا تو اسے کامل طور پر جدا کرنیکی بجائے صرف علیحدہ رہنے کا حق دیا جاتا تھا جو خود ایک سزا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنی زندگی کو بے مقصد بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہے یا پھر یہ ہوتا تھا کہ خاوند جب چاہے عورت کو جدا کر دے لیکن عورت کو اپنی علیحدگی کا مطالبہ کرنے کا کسی صورت میں اختیار نہ تھا۔ اگر خاوند اسے معلقہ چھوڑ دیتا یا ملک چھوڑ جاتا اور خبر نہ لیتا تو عورت کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اس کا انتظار عمر بھر کرتی رہے اور اسے اپنی عمر کو ملک اور قوم کیلئے مفید طور پر بسر کرنے کا اختیار نہ تھا۔ شادی کی زندگی بجائے آرام کے اس کیلئے مصیبت بنجاتی تھی۔ اس کا کام ہوتا کہ وہ خاوند اور بیوی دونوں کا کام بھی کرے اور خاوند کا انتظار بھی کرے۔ خاوند کا فرض یعنی گھر کے اخراجات کیلئے کمانا بھی اسکے سپرد ہو جاتا اور عورت کی ذمہ واری کہ بچوں کی نگہداشت اور ان کی پرورش کرے یہ بھی اسکے سپرد رہتا۔ ایک طرف قلبی تکلیف دوسری طرف مادی ذمہ واریاں۔ یہ سب اس بیکس جان کیلئے روا رکھی جاتی تھیں۔ عورتوں کو مارا پیٹا جاتا اور اسے خاوند کا جائز حق تصور کیا جاتا۔ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتوں کا زبردستی خاوند کے رشتہ داروں سے نکاح کر دیا جاتا تھا یا اور کسی شخص کے پاس قیمت لیکر بیچ دیا جاتا بلکہ خاوند خود اپنی عورتوں کو بیچ ڈالتے۔ پانڈوں جیسے عظیم الشان شہزادوں نے اپنی بیوی کو جوئے میں ہار دیا اور ملک کے قانون کے سامنے دروپدی جیسی شریف شہزادی اُف نہ کر سکی۔ بچوں کی تعلیم یا پرورش میں ماؤں کی رائے نہ لیجاتی تھی اور ان کا بچوں پر کوئی حق نہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اگر ماں اور باپ میں جدائی واقع ہو تو بچوں کو باپ کے سپرد کیا جاتا تھا۔ عورت کا گھر سے کوئی تعلق نہ سمجھا جاتا تھا نہ خاوند کی زندگی میں نہ بعد۔ جب چاہتا خاوند اسے گھر سے نکال دیتا تھا اور وہ بے خانماں ہو کر اِدھر اُدھر پھرتی رہتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ان سب ظلموں کو یک قلم مٹا دیا گیا۔ آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت خاص طور پر سپرد فرمائی ہے۔ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ مرد اور عورت بلحاظ انسانیت برابر ہیں اور جب وہ ملکر کام کریں تو جس طرح مرد کو بعض حقوق عورت پر حاصل ہوتے ہیں اُسی طرح عورت کو مرد پر بعض حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ عورت اسی طرح جائیداد کی مالک ہو سکتی ہے جس طرح مرد ہو سکتا ہے اور خاوند کا کوئی حق نہیں کہ عورت کے مال کو استعمال کرے جب تک کہ عورت خوشی سے بطور ہدیہ اسے کچھ نہ دے۔ اس سے جبراً مال لینا یا اس طرح لینا کہ شبہ ہو کہ عورت کی حیا انکار سے مانع رہی ہے نادرست ہے۔ خاوند بھی جو بھی کچھ بطور ہدیہ اسے دے وہ عورت کا ہی مال ہوگا اور خاوند اسے واپس نہیں لے سکے گا۔ وہ اپنی ماں اور اپنے باپ کے مال کی اسی طرح وارث ہوگی جس طرح کہ بیٹے اپنے ماں باپ کے وارث ہوتے ہیں۔ ہاں چونکہ خاندانی ذمہ داریاں مرد پر ہوتی ہیں اور عورت پر صرف اپنی ذات کا بار ہوتا ہے اس لئے اسے مرد سے آدھا حصہ ملے گا۔ اسی طرح ماں بھی اپنے بیٹے کے مال سے اسی طرح حصے پائیگی جس طرح باپ۔ گو مختلف حالات اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے کبھی باپ کے برابر اور کبھی کم حصہ اسے ملے گا۔ وہ اپنے خاوند کے مرنے پر اس کے مال کی بھی وارث ہوگی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو کیونکہ اسے دوسرے کا دست نگر نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کی شادی بے شک ایک پاک اور مقدس عہد ہے جس کا توڑنا بعد اسکے کہ مرد اور عورت نے ایک دوسرے سے انتہائی بے تکلفی پیدا کر لی نہایت معیوب ہے لیکن یہ نہیں کہ اگر عورت اور مرد کی طبیعت میں خطرناک اختلاف ثابت ہو یا مذہبی، جسمانی، مالی، تمدنی، طبعی مغائرت کے باوجود انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ اس عہد کی خاطر اپنی عمر کو برباد کر دیں اور اپنی پیدائش کے مقصد کو کھو دیں۔ جب ایسے اختلافات پیدا ہو جائیں اور مرد اور عورت متفق ہوں کہ اب وہ اکٹھے نہیں رہ سکتے تو وہ اس معاہدہ کو بہ رضامندی باطل کر دیں اور اگر مرد اس خیال کا ہو اور عورت نہ ہو تو آپس میں اگر کسی طرح سمجھوتا نہ ہو سکے تو ایک پنچایت ان کے درمیان فیصلہ کرے جس کے دو ممبر ہوں ایک مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے۔ پھر اگر وہ فیصلہ کریں کہ ابھی عورت اور مرد کو اور کچھ مدت ملکر رہنا چاہیئے تو چاہیئے کہ ان کے بتائے ہوئے طریق پر مرد اور عورت ملکر رہیں لیکن جب اس طرح بھی اتفاق نہ پیدا ہو تو مرد عورت کو جُدا کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں اس نے جو مال اسے

دیا ہے وہ اسے واپس نہیں لے سکتا بلکہ مہر بھی اسے پورا ادا کرنا ہوگا۔ برخلاف اس کے اگر عورت مرد سے جُدا ہونا چاہے تو وہ قاضی سے درخواست کرے اور اگر قاضی دیکھے کہ کوئی بد اخلاقی کا محرک اسکے پیچھے نہیں ہے تو وہ اسے اس کی علیحدگی کا حکم دے اور اس صورت میں اسے چاہئے کہ خاوند کا ایسا مال جو اسکے پاس محفوظ ہو یا مہر اسے واپس کر دے اور اگر عورت کا خاونداس کے حقوق مخصوصہ کو ادا نہ کرے یا اس سے کلام وغیرہ چھوڑ دے یا اس کو الگ سلائے تو اسکی مدت مقرر ہونی چاہئے اور اگر وہ چار ماہ سے زائد اس کام کا مرتکب ہو تو اسے مجبور کیا جائے کہ یا اصلاح کرے یا طلاق دے اور اگر وہ اس کو خرچ وغیرہ دینا بند کر دے یا کہیں چلا جائے اور اس کی خبر نہ لے تو اس کا نکاح فسخ قرار دیا جائے (تین سال تک کی مدت فقہائے اسلام نے بیان کی ہے) اور اسے آزاد کیا جائے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کر لے اور ہمیشہ خاوند کو اپنی بیوی اور بچوں کے خرچ کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ خاوند کو اپنی بیوی کو مناسب تنبیہ کا اختیار ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ جب وہ تنبیہ سزا کا رنگ اختیار کرے تو اس پر لوگوں کو گواہ مقرر کرے اور جرم کو ظاہر کرے اور گواہی پر اسکی بنیاد رکھے اور سزا ایسی نہ ہو جو دیر پا اثر چھوڑنے والی ہو۔ خاوند اپنی بیوی کا مالک نہیں وہ اسے بیچ نہیں سکتا نہ اسے خادموں کی طرح رکھ سکتا ہے اسکی بیوی اس کے کھانے پینے میں اس کے ساتھ شریک ہے اور اس کے ساتھ سلوک اپنی حیثیت کے مطابق اسے کرنا ہوگا اور جس طبقہ کا خاوند ہے اس سے کم سلوک اسے جائز نہ ہوگا۔ خاوند کے مرنے کے بعد اسکے رشتہ داروں کو بھی اس پر کوئی اختیار نہیں وہ آزاد ہے۔ نیک صورت دیکھ کر اپنا نکاح کر سکتی ہے اس سے اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں نہ اسے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک خاص جگہ پر رہے۔ صرف چار ماہ دس دن تک اسے خاوند کے گھر ضرور رہنا چاہئے تا اس وقت تک وہ تمام حالات ظاہر ہو جائیں جو اسکے اور خاوند کے دوسرے متعلقین کے حقوق پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ عورت کو اسکے خاوند کی وفات کے بعد سال بھر تک علاوہ اسکے ذاتی حق کے خاوند کے مکان میں سے نہیں نکالنا چاہئے تا اس عرصہ میں وہ اپنے حصہ سے اپنی رہائش کا انتظام کر سکے۔ خاوند بھی ناراض ہو تو خود گھر سے الگ ہو جائے عورت کو گھر سے نہ نکالے کیونکہ گھر عورت کے قبضہ میں سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کی تربیت میں عورت کا بھی حصہ ہے اس سے مشورہ لے لینا چاہئے اور اسے بچہ کے متعلق کوئی تکلیف نہیں دینی چاہئے۔ دودھ پلوانے، نگرانی وغیرہ بچہ کے متعلق تمام امور میں اس سے پوچھ لینا چاہئے اور اگر عورت اور مرد آپس میں نبھاؤ کو ناممکن پا کر جدا ہونا چاہیں تو چھوٹے بچے ماں ہی کے پاس رہیں۔ ہاں جب بڑے ہو جائیں تو تعلیم وغیرہ کیلئے باپ کے سپرد کر دیئے جائیں جب تک بچے ماں کے پاس رہیں ان کا خرچ باپ دے بلکہ ماں کو ان کیلئے جو وقت خرچ کرنا پڑے اور کام کرنا پڑے تو اس کی بھی مالی مدد خاوند کو کرنی چاہئے۔ عورت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور دینی انعامات بھی وہ ہر قسم کے پا سکتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات پائیگی اور اس دنیا میں بھی حکومت کے مختلف شعبوں میں وہ حصہ لے سکتی ہے اور اس صورت میں اسکے حقوق کا ویسا ہی خیال رکھا جائے گا جس طرح کہ مردوں کے حقوق کا۔

یہ وہ تعلیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دی جب اسکے بالکل برعکس خیالات دنیا میں رائج تھے۔ آپ نے ان احکام کے ذریعہ عورت کو اس غلامی سے آزاد کرا دیا۔ جس میں وہ ہزاروں سال سے مبتلا تھی جس میں وہ ہر ملک میں پابند کی جاتی تھی جس کا طوق ہر مذہب اسکی گردن میں ڈالتا تھا۔ ایک شخص نے ایک ہی وقت میں ان دیرینہ قیود کو کاٹ دیا اور دنیا بھر کی عورتوں کو آزاد کر دیا اور ماؤں کو آزاد کر کے بچوں کو بھی غلامی کے خیالات سے محفوظ کر لیا اور اعلیٰ خیالات اور بلند حوصلگی کے جذبات کے ابھرنے کے سامان پیدا کر دیئے۔

مگر دنیا نے اس خدمت کی قدر نہ کی۔ اس نے وہی بات جو احسان کے طور پر تھی اسے ظلم قرار دیا۔ طلاق اور خلع کو فساد قرار دیا۔ ورثہ کو خاندان کی بربادی کا ذریعہ۔ عورت کے مستقل حقوق کو خانگی زندگی کا تباہ کرنے والا اور وہ اسی طرح کرتی چلی گئی اور کرتی چلی گئی اور تیرہ سو سال تک وہ اپنی نابینائی سے اس بینا کی باتوں پر ہنستی چلی گئی اور اس کی تعلیم کو خلاف اصول فطرت قرار دیتی چلی گئی یہاں تک کہ وقت آ گیا کہ خدا کے کلام کی خوبی ظاہر ہو اور جو تہذیب و شائستگی کے دعویدار تھے وہ رسول کریم صلعم کے تہذیب سکھانے والے احکام کی پیروی کریں۔ ان میں سے ہر اِک حکومت ایک ایک کر کے اپنے قوانین کو بدلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول کی پیروی کرے۔

انگریزی قانون جو طلاق اور خلع کیلئے کسی ایک فریق کی بدکاری اور ساتھ ہی ظلم اور مار پیٹ کو لازمی قرار دیتا تھا 1923ء میں بدل دیا گیا اور صرف بدکاری بھی طلاق اور خلع کا موجب تسلیم کر لی گئی۔

نیوزی لینڈ میں 1912ء میں فیصلہ کر دیا گیا کہ سات سالہ پاگل کی بیوی کا نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے اور 1925ء میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر خاوند یا بیوی عورت اور مرد کے حقوق کو ادا نہ کریں تو طلاق یا خلع ہو سکتا ہے اور تین سال تک خبر نہ ملنے پر طلاق کو جائز قرار دیا گیا (بالکل اسلامی فقہا کی نقل کی ہے مگر تیرہ سو سال اسلام پر اعتراض کرنے کے بعد)

آسٹریلیا کی ریاست کوئنز لینڈ میں پانچ سالہ جنون کو وجہ طلاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ٹسمانیا میں 1919ء میں قانون پاس کر دیا گیا کہ بدکاری، چار سال تک خبر نہ لینا، بدمستی اور تین سال تک عدم توجہی، قید، مار پیٹ اور جنون کو وجہ طلاق قرار دیا گیا ہے۔ علاقہ وکٹوریا میں 1923ء میں قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ خاوند اگر تین سال خبر نہ لے، بدکاری کرے، خرچ نہ دے یا سختی کرے، قید، مار پیٹ یا عورت کی طرف سے بدکاری یا جنون یا سختی اور فساد کا ظہور ہو تو طلاق اور خلع ہو سکتا ہے۔

مغربی آسٹریلیا میں علاوہ اوپر کے قوانین کے حاملہ عورت کی شادی کو بھی فسخ قرار دیا گیا ہے (اسلام بھی اسے ناجائز قرار دیتا ہے)

کیوبا جزیرہ میں 1918ء میں فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ بدکاری پر مجبور کرنا، مار پیٹ، گالی گلوچ، سزا یافتہ ہونا، بدمستی، جوئے کی عادت، حقوق کا ادا نہ کرنا، خرچ نہ دینا، متعدی بیماری یا باہمی رضامندی کو طلاق یا خلع کی کافی وجوہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔

اٹلی میں 1919ء میں قانون بنا دیا گیا ہے کہ عورت اپنے مال کی مالک ہوگی اور اس میں سے صدقہ خیرات کر سکے گی یا اسے فروخت کر سکے گی (اس وقت تک یورپ میں عورت کو اس کے مال کا مالک نہیں مانا جاتا تھا)

میکسیکو امریکہ میں بھی اوپر کے بیان کردہ وجوہ کو طلاق و خلع کیلئے کافی وجہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور ساتھ ہی باہمی رضامندی کو بھی اس کے جواز کیلئے کافی سمجھا گیا ہے۔ یہ قانون 1917ء میں پاس ہوا ہے۔

پرتگال میں 1915ء میں، ناروے میں 1909ء میں، سویڈن میں 1920ء اور سوئٹزرلینڈ میں 1912ء میں ایسے قوانین پاس کر دیئے گئے کہ جن سے طلاق اور خلع کی اجازت ہو گئی ہے۔ سویڈن میں باپ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اٹھارہ سال تک کی عمر تک بچہ کے اخراجات ادا کرے۔

یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ میں گو قانون اب تک یہی کہتا ہے کہ بچہ پر باپ کا حق ہے لیکن عملاً اسلامی طریق پر اصلاح شروع ہو گئی اور جج، عورت کے احساسات کو تسلیم کرنے لگے ہیں اور مرد کو مجبور کر کے خرچ بھی دلوایا جاتا ہے لیکن ابھی تک اس قانون میں بہت کچھ خامیاں ہیں گو مرد کے حقوق کی حفاظت زیادہ سختی سے کی گئی ہے عورت کو اس کے مال پر تصرف بھی دلایا جا رہا ہے لیکن ساتھ ہی بعض ریاستوں میں یہ بھی قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ اگر خاوند اپاہج ہو جائے تو بیوی پر بھی اس کے اخراجات کا مہیا کرنا لازمی ہوگا۔

عورتوں کو ووٹ کے حقوق دیئے جا رہے ہیں اور ان سے قومی امور میں مشورہ لینے کیلئے بھی راہیں کھولی جا رہی ہیں لیکن یہ سب باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورے تیرہ سو سال کے بعد ہوئی ہیں اور ابھی کچھ ہونی باقی ہیں۔ بہت سے ممالک میں ابھی عورت کو باپ اور ماں اور خاوند کے مال کا وارث نہیں قرار دیا گیا اور اسی طرح اور کئی حقوق باقی ہیں جن میں اسلام اب بھی باقی دنیا کی رہنمائی کر رہا ہے لیکن ابھی اس نے اسکی راہنمائی کو قبول نہیں کیا لیکن وہ زمانہ دُور نہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو ان معاملات میں بھی دنیا قبول کریگی جس طرح اس نے اور معاملات میں قبول کیا اور آپ کا جہاد عورتوں کی آزادی کے متعلق اپنے پورے اثرات اور نتائج ظاہر کریگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

مرزا محمود احمد

(بحوالہ الفضل قادیان 12/جون 1928ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے
وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیرخواہی میں کوتاہی کرتا ہے
تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت حرام کر دے گا۔ (مسلم، کتاب الایمان)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ آصفہ قمر کا نکاح عزیزم سہیل عطار ابن مکرم حسین عطار صاحب آف شوراپور کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ سکہ ہند حق مہر پر مورخہ 27/اپریل 2023ء کو بمقام گلبرگہ مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ مڈکیری نے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کیلئے بابرکت کرے۔

(محمد عبد اللہ استاد احمدی، گلبرگہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب نماز کا وقت ہو جائے تو دیر نہ کرو اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو
یا عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔

(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری ✿ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

دنیا میں ہزاروں حسین گزرے اور ہزاروں موجود ہیں لاکھوں اہل علم گزرے اور لاکھوں موجود ہیں۔ ہر طرح کی خوبیاں رکھنے والے بہت سے گذر چکے ہیں اور بہت سے موجود ہیں۔ دیندار اور خدا سے تعلق رکھنے والے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ بادشاہ، فاتح، موجد، فلاسفر، غرض ہر بات میں کمال رکھنے والے نہ کبھی مفقود ہوئے نہ ہونگے۔ مگر مجھے تو کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو تمام کے تمام کمالات انسانی اپنے اندر رکھتا ہو۔ کوئی ایسا حسن نہ ہو جو اس میں بدرجہ کمال موجود نہ ہو۔ پھر وہ ان تمام خوبیوں سے دوسروں کو بھی آراستہ کر سکتا ہو۔ کنجوس حسین کے نام سے مجھے نفرت ہے۔ اور بد شکل محسن سے بھی کوسوں بھاگتا ہوں۔ متکبر نہ ہو مجھے دیکھے تو مسکرائے بلکہ خود بلائے۔ اسکی صحبت سے میرا دل گرم اور سینہ منور ہو اور اسکے نام کی لذت سے میری زبان تمام اور لذات کو بھول جائے اور اس کی یاد سے میرا تاریک کنج دماغ روضہ من ریاض الجنہ بن جائے۔

ماضی اور حال دونوں زمانوں کو میرے علم اور نظر اور تخیل نے گھنگول ڈالا۔ جسے دیکھتا ہوں اس میں کہیں نہ کہیں کوئی نقص پاتا ہوں۔ کوئی نہ کوئی کمی نظر آتی ہے۔ میں پہلے ہی اپنے دوستوں میں عیب چین مشہور ہوں۔ جب نظر پڑتی ہے تو پہلے نقص پر ہی۔ اس لئے جہاں اور لوگ ٹھہر گئے میں وہاں سے منہ بناتا ہوا آگے روانہ ہوا۔ یا اللہ تمام دنیا میں کوئی ایسا حسین بھی ہوا ہے جو بے عیب ہو جس پر تمام انسانی کمالات ختم ہوں۔ ہوگا تو سہی اور ضرور ہوگا۔ بادشاہ دیکھے مگر عیاش اور حریص۔ فلاسفر اور حکماء دیکھے مگر نکمے۔ حسین دیکھے مگر بے ہودہ بہادر دیکھے مگر ظالم اور خود پرست شاعر دیکھے مگر یاوہ گو اور بزدل، اہل قلم دیکھے مگر بے علم اور متخیل۔ ریفارمر دیکھے مگر خشکی، اہل اخلاق دیکھے مگر ناقص غرض بازار عالم میں ہر پھر کر سب کو دیکھا۔ ناامیدی سی ہوگئی۔ گوہر مراد نہ ملا۔ اتنے میں کسی نے کہا ذرا زمرۂ انبیاء پر بھی تو نظر کرو۔ دنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر نہ جاؤ۔ جب ان کو دیکھا تو وہ ناامیدی دور ہوئی۔ عجب لوگ نظر آئے۔ جن کا کام حسن، کلام حسن، شکل اچھی، اخلاق اچھے، عادات پسندیدہ، کوئی کونہ تاریک نہ تھا۔ دل کو بڑی ڈھارس ہوئی۔ ان سب کا جائزہ لیا۔ آخر گوہر مراد مل گیا۔ یعنی جسکی تلاش اور جستجو تھی وہ نکل آیا اور نکلا بھی کہاں سے عرب کے جھلستے ریگستان اور بے آب و گیاہ کوہستان کی کان سے۔ جہاں نہ علم نہ عقل نہ ہدایت نہ تہذیب نہ تمدن نہ حکومت نہ سلطنت، اور ملا بھی وہ جسے انسان کامل کہوں، سب سے بڑا آدمی کہوں سمجھ میں نہیں آتا کیا کہوں آنکھیں اس کے حسن کو دیکھ کر خیرہ ہوگئیں اور حریص فطرت اس کے احسانات کو لے لیکر کمر شکستہ۔ نام پوچھا تو محمدؐ! سبحان اللہ! میں بھی تو "محمدؐ" ہی کی تلاش میں تھا۔ یعنی جس میں کوئی نقص نہ ہو۔ سراسر خوبیاں ہی ہوں۔ ہر تعریف کے لائق صفت موجود ہو۔ ہر حسن نمایاں ہو، کمالات انسانی کا خاتم۔ نہ ایسا کوئی ہوا نہ ہو۔ صدقے اس نام کے، نام بھی کسی نے چن کر ہی رکھا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کمال انسانیت کے معیار

میرا معیار دنیا کے سب سے بڑے انسان کیلئے کیا تھا؟ وہ کن کمالات اور محاسن کا مجموعہ ہو؟ سنئے:

(1) کمال درجہ کا جسمانی حسن اور دماغ اور عقل رکھتا ہو (2) حسب و نسب کے لحاظ سے چوٹی کے شرفاء میں سے ہو (3) کمال اخلاق سے مزین ہو اور ہر قسم کے اخلاق دکھانے کا اسے موقعہ بھی ملا ہو (4) کمال علم (5) کمال تعلیم یا اضافہ علم (6) کمال جذب اور قوت قدسی (7) کمال کامیابی (8) کمال شفقت اور خیر خواہی مخلوقات کیلئے رکھتا ہو (9) کمال محبت اور تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو (10) کوئی فرضی یا مجہول الاحوال انسان نہ ہو بلکہ ایسا ہو کہ اسکی ہر حرکت اور سکون ہر قول اور فعل اور زندگی کے ہر شعبہ کا مفصل علم بکثرت ثقہ راویوں کی معرفت ہم کو ملا ہو (11) مجسم زندگی ہو اور دوسروں کو اپنے اثر سے زندہ کرتا ہو۔ سفلی اور حیوانی زندگی نہیں بلکہ حیات ابدی اور ایسی زندگی جس میں روح القدس نازل ہو کر اس خاک تیرہ کو بقعۂ نور بنا وے۔

سو یہ سب باتیں ہم نے محمدؐ اور صرف محمد ہی میں پائیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حسن جسمانی

میانہ قد، موزوں اندام، سرخ و سفید رنگ، چوڑی پیشانی، ناک لمبی اور سیدھی، گردن اونچی، سر بڑا، سینہ کشادہ، آنکھیں سیاہ، پسینہ میں خوشبو، جلد نہایت نرم، تیز رفتار، گفتگو نہایت شیریں اور دل آویز، ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے ایک ایک فقرہ الگ الگ۔ آواز بلند، بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ قہقہہ نہ مارتے تھے بلکہ مسکراتے تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ خوش لباس تھے، جامہ زیب تھے، خوشبو پسند فرماتے تھے۔ نہایت صاف و پاک رہتے تھے۔ ہمیشہ مسواک کرتے تھے۔ خوشی کے وقت چہرہ کندن کی طرح چمکنے لگتا۔ ہمیشہ چست رہتے تھے۔ سر سے پیر تک جسم میں کوئی عیب نہ تھا بدبودار چیزوں سے سخت نفرت تھی۔ عبداللہ بن سلام یہودی نے جب پہلے پہل آپؐ کو دیکھا تو بے اختیار بول اٹھے کہ "خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔" جابر کہتے ہیں آپؐ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ براءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص آپؐ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیبا اور حریر بھی آپؐ کی جلد سے زیادہ نرم نہیں دیکھے۔ مشک اور عنبر میں بھی آپ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی۔ جس گلی کوچے سے نکل جاتے وہ معطر ہو جاتا۔ خود آئینہ دیکھ کر دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ۔ اے اللہ! جس طرح تو نے میری بناوٹ اور جسم کو خوبصورت بنایا ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی نہایت اعلیٰ کردے۔

عقل کا کمال

اگرچہ عقل کا کمال اخلاق کے اظہار سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کے اخلاق نہایت اعلیٰ ہوں، اس عقل بہر حال نہایت بہرحال اعلیٰ تسلیم کرلینی پڑیگی۔ مگر اور دنیا کی باتوں میں بھی آپ کی عقل عجیب ممتاز نظر آتی ہے۔ مثلاً آپ کی دنیا سے بے تعلقی آپ کے کمال عقل پر دلالت کرتی ہے۔ لاکھوں جاں نثار موجود ہیں۔ تمام عرب زیر نگین ہے۔ فتوحات وغیرہ کا مال چلا آتا ہے۔ مگر انتقال ہوا تو کھدر کی ایک تہ بند اور پیوند لگا ہوا ایک کمبل آپ کے اوپر تھا۔ زرہ ایک یہودی کے ہاں گروی پڑی تھی۔ ترکہ میں نہ کوئی لونڈی چھوڑی نہ غلام، نہ روپیہ نہ پیسہ، دو دو مہینے گھروں میں آگ نہ جلتی تھی۔ کبھی نفیس اور امیرانہ کھانے عادتاً نہ کھاتے تھے۔ تمام عمر نہایت سادہ اور زاہدانہ طور سے زندگی بسر کردی یہ کمال عقل کی دلیل ہے۔

ایک نمونہ آپ کے کمال عقل کا آپ کی سپہ سالاری اور فوج کا انتظام ہے۔ ہمیشہ میدان جنگ میں فوج کو اس ترتیب سے جماتے اور اس طرح لڑاتے کہ باوجود دشمن کی کثرت اور اپنی قلت کے ہمیشہ فتح آپ کو ہی ہوتی تھی۔ صرف احد میں کچھ چشم زخم پہنچا۔ وہ بھی آپ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے۔

پھر آپ کے عقل کا کمال یہ ہے کہ اکیلے اٹھے اور باوجود ہر قسم کی مخالفتوں کے اکیلے ہی تمام عرب پر غالب آگئے اور جب وفات پائی تو تمام عرب شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک آپ کے زیر نگین تھا۔

پھر آپ کے عقل کا کمال یہ ہے کہ آپ نے جنگ کرکے نہیں بلکہ ہمیشہ صلح کے طریقوں سے اس ملک اور اس قوم کو مغلوب کیا۔ حکمت عملی سے تمام فتوحات آپ کی ہوئیں۔ بغیر جنگ کے فتح مکہ، رشتہ داریوں کی وجہ سے قوموں کا مطیع ہونا۔ معاہدات کی وجہ سے اسلام کو امن ملنا۔ یہ سب نمونے آپکی عقل و فراست کے ہیں۔

اسی طرح مختلف ضروریات کے پورا کرنے اور موزوں لوگوں کا انتخاب۔ یہودیوں اور منافقین کی کارروائیاں اور فسادات مٹانے کیلئے باموقعہ تجاویز۔ مؤلفۃ القلوب لوگوں کا خاص خیال اور یہ سب باتیں ایک ایسے ملک میں جس میں کوئی سیاست کوئی اتحاد، کوئی گورنمنٹ نہ تھی، آپ کی فراست اور دور اندیشی پر دلیل ہیں۔

حدیبیہ میں 1400 دماغ آپ کی رائے سے مخالف تھے۔ ایک ایک نے اس وقت درخت کے نیچے اپنی جان دینے پر بیعت کی تھی۔ اور دب کر صلح کر لینا اسلام کی تباہی کے مترادف سمجھتے تھے۔ مگر ایک اور صرف ایک صحیح عقل والا دماغ تھا جس نے سب کی مخالفت کی اور بظاہر گویا ہر طرح دب کر صلح کی۔ پھر واقعات نے بتادیا کہ وہ ذلت نہیں تھی بلکہ اسلام کی فتح اور حقیقی عزت اور ظہور کا آغاز وہی عہد نامہ تھا جس کے سبب مذہبی آزادی فریقین کو ملی اور اسلام اپنے عقلی دلائل اور سچے روحانی اثر سے ایک سیلاب کی طرح پھیلنا شروع ہوگیا۔

عمر خطابؓ جیسا مدبر اور عقلمند شخص بھی کوئی گذرا ہے مخالفین اسلام سے پوچھو۔ وہ متفق اللفظ ہیں اس بات پر کہ عمرؓ دنیا کے بے نظیر مدبروں اور عقلمندوں میں ایک درخشندہ گوہر تھا۔ پھر اسی عمرؓ کو آنحضرتؐ کی مجلسوں میں بار بار غلطیاں کرتے اور عقل سیکھتے دیکھو پھر استاد اور شاگرد کا مقابلہ کرو تو معلوم ہوگا کہ عمرؓ ایک قطرہ تھا اس سمندر کے آگے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نسب کے لحاظ سے چوٹی کے شرفا میں سے تھے

اعلیٰ نسب بھی آدمی کا ایک بڑا حسن ہے۔ جسمانی اور اخلاقی محاسن بہت سے نسباً انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ ابراہیمؑ اللہ کا خلیل، انبیاء کا باپ اور مذہبی اقوام کا مورث اعلیٰ بھی پھر اسکے خاندان کی بڑی شاخ یعنی اسماعیل کی نسل، پھر اس نسل میں سب سے معزز قوم قریش۔ پھر قریش میں سب سے عزت دار بنو ہاشم پھر اس میں عبد المطلب جیسے سردار کا پوتا عبداللہ کا بیٹا اور آمنہ کا لخت جگر، کیوں کر نہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ نسباً شریف ہو۔ قوم آزاد، ملک آزاد، حرم خداوندی کے سایہ میں پلنے والا، شکل وصورت میں ابراہیم سے ہو بہو مشابہ، کریم ابن کریم ابن کریم، "وہ نبی"، دعائے خلیل مثیل موسیٰ، نوید مسیحا، صلی اللہ علیہ وآلہ سلم، غرض اس نے جو یہ کہا "انا سید ولد آدم"۔ تو درحقیقت سچ کہا۔

اعلیٰ ترین اخلاق

خود دعویٰ کیا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ

الۡاَخۡلَاقِ کلام خداوندی نے تصدیق کی کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۔اوائل عمر میں حضرت خدیجہؓ نے گواہی دی کہ تو وہ شخص ہے جو صلہ رحمی اور مہمان نوازی کرتا ہے۔اور جو نایاب اخلاق ہیں وہ تجھ میں پائے جاتے ہیں۔اور ہر مصیبت کے وقت لوگوں کیلئے سینہ سپر ہوکر کھڑا ہو جاتا ہے۔کیا تُو کہیں ہلاک ہوسکتا ہے؟ مرنے کے بعد راز دار عائشہؓ نے گواہی دی کہ ’’کَانَ خُلُقُهُ الۡقُرۡآنُ‘‘ وہ تمام باتیں جنہیں قرآن نے بُرا کہا ہے آپؐ میں نہ تھیں اور جس کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ سب آپ کیا کرتے تھے۔پھر تمام قوم نے آپ کو صادق اور امین کا خطاب دے رکھا تھا۔قرآن نے آج تک دنیا کو چیلنج دے رکھا ہے فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کوئی گناہ یا عیب میرا نبوت کے دعویٰ سے پہلے ثابت کرو قیصر کے دربار میں کفار کا لیڈر اور قریش کی فوج کا جرنیل ابوسفیان اقرار کرتا ہے کہ ہم نے کبھی آج تک اس شخص کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔

ایک ایک خلق بیان کروں تو ایک کتاب بن جائے۔صرف دو تین پر اکتفا کرتا ہوں:

شجاعت

حنین کے موقعہ پر مخالف تیر اندازوں کے حملہ سے ساتھی سب علیحدہ ہو جاتے ہیں مگر وہ اکیلا دشمنوں کے سامنے آگے بڑھتا جاتا ہے اور پکار کر کہتا جاتا ہے میں وہ نبی ہوں۔اس میں جھوٹ نہیں۔عبدالمطلب کا بیٹا ہی ہوں۔ایک غزوہ میں آپ اکیلے ایک جگہ سو جاتے ہیں۔دشمن کا سردار سر پر پہنچ جاتا ہے اور تلوار سونت کر جگاتا ہے اور کہتا ہے بتا اب اس وقت کون تجھے بچا سکتا ہے۔وہ شجاعت مجسم لیٹے لیٹے ہی کہتا ہے۔اللہ۔اور اس دبدبہ اور رعب اور ہیبت سے کہتا ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے ڈر کے مارے تلوار گر پڑتی ہے۔

علیؓ شیر خدا جیسا بہادر انسان فرماتا ہے کہ آنحضرتﷺ ہمیشہ لڑائی میں سب سے زیادہ خطرناک مقام پر ہوا کرتے تھے اور آپ کے ارد گرد وہی لوگ کھڑے ہو سکتے تھے جو بڑے بہادر ہوں اور دشمن کی سخت یورش کے وقت ہم آپ کی پناہ لیا کرتے تھے۔

عفو اور رحم

21 سال کے دن رات مظالم سہنے کے بعد آپ مکہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوتے ہیں۔کعبہ کے صحن میں کھڑے ہیں۔بڑے بڑے رؤساء اور اکابر کفار پیش ہوتے ہیں۔ارشاد ہوتا ہے بتاؤ تم سے اب کیا سلوک کیا جائے۔وہ اپنی بے بسی دیکھ کر یہی کہتے ہیں کہ آپ شریف اور کریم ہیں جو کریں گے بہتر کریں گے۔حکم ہوتا ہے جاؤ تم سب آزاد ہو۔نہ صرف یہ کہ کوئی سزا نہ ملے گی بلکہ تمہارے کئے پر ملامت بھی نہیں کروں گا دشمن جانی ابوجہل کا بیٹا مسلمان ہوکر آیا تو حکم دیا کہ اس کے باپ کا ذکر برے الفاظ میں کوئی نہ کرے کیونکہ طبعاً اس سے بیٹے کو رنج پیدا ہوگا۔چاہتے تو ایک ایک کی گردن اڑوا دیتے مگر باوجود اختیار ہونے کے اور حق کے ہونے کے پھر وہ نمونہ عفو اور کرم کا دکھایا کہ دنیا اس کا مثل لانے سے عاجز ہے۔

طائف کے اوباش کئی میل تک پتھراؤ کرتے چلے آئے۔فرماتے کہ مجھے ہوش نہ تھا کہ کدھر جارہا ہوں۔سر سے پیر تک لہولہان تھا۔حکم الٰہی آیا کہ اگر چاہو تو ابھی عذاب نازل کردوں۔فرمایا نہیں مجھے امید ہے کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ایک خدا کی عبادت کریں گے۔

احد کا میدان ہے۔سر زخمی ہوگیا۔چہرہ میں زرہ گھس گئی۔چار دانت سامنے کے ٹوٹ گئے۔اس وقت دعا ہو رہی ہے کہ اَے ربّ میری اس قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نادانی سے مخالفت کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ساری عمر کبھی آپؐ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا۔

آپ پر دونوں قسم کے زمانے آئے۔پہلا جوانی، مغلوبیت، مصیبت، مخالفت اور مفلسی کا۔پھر حکومت فتوحات، بادشاہی، عزت اور دولت کا۔دونوں زمانوں میں آپ نے وہ کمال اخلاق کا دکھایا کہ دنیا حیرت سے انگشت بدندان ہے۔پہلے زمانہ میں حیا، عفت، صدق، امانت، صبر، وقار، قناعت، استقلال اور استقامت۔بیخوف تبلیغ، اولوالعزمی وغیرہ اخلاق نہایت نمایاں طور پر ظاہر ہوئے اور دوسرے زمانہ میں رحم، کرم، عفو، بخشش، سخاوت، ثابت قدمی، ایثار، چشم پوشی، شجاعت، اطاعت قانون، پابندی عہد، حلم، خاکساری اور دنیاوی راحت و آرام سے کنارہ کشی۔حسن معاشرت غرض کہاں تک بیان ہوسکے۔

کمالِ علم

علم انسان کی بہترین زینت بلکہ مدعائے انسانیت ہے۔آدم کا کمال اس کا علم ہے۔علم کی اتنی پیاس کہ تمام عمر خدا سے رَبِّ زِدۡنِيۡ عِلۡمًا کا ہی سوال رہا۔اگر علم کا اتھاہ سمندر دیکھنا ہو تو قرآن اور احادیث کا مطالعہ کرو۔پھر ان جوامع الکلم کو دیکھو جو آپ نے بیان فرمائے ہیں اور جن میں ایک ایک فقرہ میں علوم کے خزانے ہیں۔پھر آپ کی زندگی کو دیکھو کہ بے نظیر جرنیل، بے نظیر خطیب، بے نظیر مرشد، بے نظیر مفتی، بے نظیر مجسٹریٹ، بے نظیر مدرس، بے نظیر خاوند، بے نظیر باپ، بے نظیر دوست، بے نظیر مدبر، بے نظیر مبلغ، غرض کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہ تھا جس میں آپ کا کمال حسن ظاہر نہ ہو۔پھر ہر حکم جو دیا اس میں حکمت تھی۔پھر علم کا وہ سمندر کہ اسلام کا ہر شعبہ آپ کے اقوال اور افعال کی بنا پر قائم ہوا۔پھر آج تک پیشگوئیاں آئندہ کی پوری ہوتی چلی آرہی ہیں۔پھر قیامت، برزخ، حشر، نشر، جنت، دوزخ کا تفصیلی علم۔پھر سب سے زیادہ ضروری اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا علم جو گویا دنیا میں بالکل موجود ہی نہ تھا۔

کمال تعلیم

جو تعلیم اور شریعت آپ دنیا کیلئے لائے اس میں ایسی خصوصیات ہیں جو کسی اور تعلیم میں نہیں ہیں وہ آسان ہے، وہ عالمگیر ہے، وہ مکمل ہے، وہ مدلل ہے۔یہ چاروں باتیں دنیا کی کسی بہتر سے بہتر شریعت یا تعلیم میں بھی پائی نہیں جاتیں یا تو ان میں مشکل اور ناقابل عمل باتیں ہیں یا وہ مختص القوم یا مختص الملک ہیں، یا وہ غیر مکمل ہیں یا وہ بے دلیل زبردستی منوائی جاتی ہیں۔ان کے ساتھ عقلی دلائل نہیں بیان کئے گئے۔

کمال جذب یعنی قوت قدسی

فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ حضرت موسیٰ کے ماننے والوں نے کہا اور 30 روپیہ کے بدلہ اپنے خداوند کو پکڑوا دینا اور چار سپاہیوں کے ڈر سے تین دفعہ مسیح ناصری پر لعنت کرنا، یہ نمونہ ہے جو دنیا کے دو بڑے مقتدر رہنماؤں کے صحبت یافتہ اصحاب نے دنیا کو دکھایا۔باقی سب ان کے نیچے ہی ہیں۔مگر جو نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے سچی قربانیوں اور جاں نثاروں کا پیش کیا ہے اس کا ہزارواں حصہ بھی ہمیں تاریخ میں کسی جگہ نظر نہیں آیا۔

عبداللہ ابن سلول منافق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی میں کچھ باتیں کہیں۔اس کے لڑکے کو اس کا علم ہوا تو حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ حکم دیں تو میں خود اپنے باپ کا سر اڑا دوں۔حالانکہ میں اپنے باپ کا بڑا خدمت گزار ہوں۔احد کی جنگ میں صحابہ نے جو جاں نثاری کے نمونے آپ کی تصدق ہونے کے پیش کئے وہ تاریخ عالم میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ایک دفعہ حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کی بیویوں نے ناراض کیا ہے۔آپؐ اس وقت الگ بالا خانہ پر تھے۔حضرت عمر مزاج پرسی کو گئے۔دربان نے انکو اندر نہ جانے دیا۔وہیں سے آواز دی یا رسول اللہ! عمر اپنی حفصہ کی سفارش کیلئے نہیں آیا۔اگر ارشاد ہو تو حفصہ کا سر کاٹ کر قدموں میں ڈال دوں۔غرض ایک شراب عشق محمدﷺ تھی جو تمام صحابہ نے پی رکھی تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر قول و فعل ہر حرکت و سکون انہوں نے عاشقانہ نظر سے دیکھا اور ہم تک پہنچایا۔وہ شمع رسالت کے پروانے تھے اور آپ کی قوت قدسی کا نمونہ۔پس ثابت ہوا کہ جیسا کہ آپ کی جسمانی اور اخلاقی حالت نہایت خوب اور اعلیٰ تھی اسی طرح آپ کی روحانی قوت بھی کمال درجہ کا جذب اور اثر اپنے اندر رکھتی تھی۔

شراب عرب کی گھٹی میں پڑی تھی۔گھر گھر بنتی تھی اور کم از کم پانچ وقت پی جاتی تھی۔آپ کا نقیب حکم پاکر نکلا اور اعلان کر دیا کہ آج سے شراب حرام۔اسی وقت مدینہ میں جتنی شراب تھی سب لنڈھا دی گئی۔گلیوں میں بارش کے پانی کی طرح بہتی تھی۔پھر پتہ نہ لگا کہ شراب کہاں گئی۔وہ عادی شراب کس طرح غائب ہوگئے۔لوگوں نے برتن تک توڑ دیئے جن کی رگوں میں بجائے خون کے شراب دوڑا کرتی تھی۔ان کے منہ سے پھر کسی نے اسکا نام بھی نہیں سنا۔کیا یہ تعجب نہیں کہ ایک فرد واحد اَن پڑھ نے عرب کے ان اُجڈوں، گنواروں، جاہلوں، مشرکوں، توہم پرستوں، جھوٹوں، ڈاکوؤں، قاتلوں، شرابیوں، چوروں، زانیوں، غاصبوں، خائنوں، کینہ وروں، بے وفاؤں، مفلسوں، مفسدوں، دہریوں، بے عزتوں اور فتنہ پردازوں کو تھوڑے عرصہ میں متقی، نیک، صالح، صدیق، عقلمند، عالم، عفیف، منتظم، مدبر، امین، باحیا، دیندار، شجاع، صاحب اخلاق حسنہ، امیر، حاکم، بادشاہ اور اہل اللہ بنا کر دنیا کا استاد، فاتح اور مصلح بنا دیا۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کمال کامیابی

آپ کی کامیابی بھی بے نظیر اور مستقل تھی۔آپ کے دعویٰ کے وقت تمام شہر، تمام قوم، اور تمام ملک آپ کا مخالف تھا۔اور جو مظالم آپ پر یا آپ کے ماننے والوں پر کئے گئے وہ سنکر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔مگر 23 سال کے قلیل عرصہ میں تمام ملک عرب نے آپ کے آگے اپنا سرنگوں کر دیا اور لا الہ الا اللہ کے سوا اور کوئی بت یا معبود اس سرزمین میں باقی نہ رہا۔مخالفین اور ان کے حمایتی جتنے معبود تھے سب ہار گئے اور پیروں میں آگرے۔یہ تو فوری کامیابی تھی۔

مستقل کامیابی یہ کہ اسلام تمام متمدن اور مہذب دنیا پر قلیل عرصہ میں پھیل گیا اور جڑھ پکڑ گیا۔پھر کامیابی یہ کہ دنیا سے شرک کا نام اُٹھ گیا۔اس وقت تمام مذہبی قومیں مؤحد ہونے کی مدعی اور ایک خدا کی قائل ہیں۔اور یہ پھل اس لا الہ الا اللہ کی آواز کا نتیجہ ہے جو 1300 سال ہوئے عرب کے ریگستان سے بلند ہوئی تھی۔اس سے بڑھ کر یہ کہ علاوہ توحید کے اسلام کے دوسرے اصول اور مسائل علمی طور پر دوسری قومیں مفید سمجھ کر اپنے ہاں داخل کر رہی ہیں۔مثلاً طلاق، خلع، شراب اور نشوں کا ترک کرنا، مشورے سے کام کرنا، گوشت خوری سود پر روک تھام، مردوں عورتوں کا الگ الگ رکھنا وراثت میں لڑکیوں اور عورتوں کو حصہ دینا ختنہ کرانا، حلال حرام کی تمیز، رشتوں میں، کھانوں میں، کمائی میں وغیرہ وغیرہ۔

ایک عظیم الشان کامیابی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوئی اور کسی انسان کو دنیا میں حاصل نہیں ہے وہ یہ کہ آپ پر کروڑوں انسان 1300 سال سے ہر روز ہر وقت اور ہر گھڑی زمین کے ہر ملک اور ہر حصہ میں درود بھیجتے ہیں اور آپ کیلئے خاص رحمتوں اور خاص برکتوں کی دعا کرتے ہیں۔اگر دعا کوئی چیز ہے، اگر اس کا کوئی اثر ہے اور انسان کی توجہ میں کوئی طاقت ہے اور کوئی خدا اس زمین و آسمان کا ہے جو دعاؤں کو سنتا اور انکو قبول کرتا ہے تو پھر یہ بھی یقینی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کوئی شخص ایسا نہیں جو اس فیض اور نعمت سے بہرہ یاب ہوا ہو۔آپ کو دنیا میں سب سے افضل اور سب سے زیادہ مورد رحمت الٰہی ثابت کرنے کے لئے یہی اور صرف یہی ایک خصوصیت کافی تھی، اگر اور کوئی نہ بھی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — قیامِ امن کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کا اُسوۂ حسنہ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

(محمد انعام غوری، ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

يَّهۡدِيۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ

(سورۃ المائدہ:17)

ترجمہ: اللہ اسکے ذریعہ (یعنی کتابٌ مبین، روشن کتاب قرآن کریم کے ذریعے) جو اُس کی (یعنی اللہ کی) رضا کی پیروی کریں، سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اسلام کے معنے ہی امن وسلامتی کے ہیں اور بانئ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالمگیر امن وسلامتی کے پیغامبر ہیں۔

یادرکھنا چاہئے کہ امن، سکھ، چین بنیادی طور پر دوطرح کا ہوتا ہے:

(1) انفرادی امن (2) اجتماعی امن

انفرادی نوعیت کا امن وسکون انسان کی اپنی ذات، اسکے دل، دماغ اور جسمانی صحت نیز اپنے اہل وعیال سے متعلق اور افراد خاندان کے حوالے سے اور اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے یا اپنے دائرۂ کار کے لحاظ سے تعلق رکھتا ہے۔

اور اجتماعی امن انسان کی معاشرتی زندگی یعنی اپنے محلہ اپنے شہر یا اپنے ملک یا روئے زمین کے مجموعی امن وامان سے تعلق رکھتا ہے۔

● ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ امن وسکون کی زندگی گزارے، اُسکی اپنی صحت اچھی رہے، مناسب خوراک ملے، رہائش کا مناسب انتظام ہو، اچھی بیوی ملے، نیک وصالح اولاد عطا ہو۔ خاندان کے افراد والدین، بھائی بہن اور دیگر اقارب دور ونزدیک کے، سب خیریت سے رہیں۔ آپس میں لڑائی جھگڑا وغیرہ نہ ہو۔

● ہر متمدّن معاشرہ کے ہر فرد کی یہی خواہش ہوتی ہے خواہ پڑھا لکھا ہو یا اَن پڑھ ہو۔ مالدار ہو یا غریب ہو۔ گورا ہو یا کالا ہو، عربی ہو یا عجمی ہو، مشرقی ہو یا مغربی کہ اُس کو امن وسکون اور سُکھ چین کی زندگی نصیب ہو۔

خواہ اس کیلئے دوسرے شخص کو تکلیف میں مبتلا کرنا پڑے اور ذاتی مفاد کے حصول کیلئے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور جب دوسرا شخص اپنے امن کے حصول کیلئے، اپنی تکلیف کے ازالہ کیلئے، اپنے نقصان کی تلافی کیلئے وہی سلوک کرتا ہے جو پہلے شخص نے اسکے ساتھ روا رکھا تھا تو پھر دوطرفہ بدامنی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

اور یوں شخصی بے چینی اور بدامنی کا دائرہ گھر سے نکل کر محلہ تک اور محلہ سے شہر اور شہر بہ شہر ہوتے ہوئے پورے ملک کو اپنی چپیٹ میں لے لیتا ہے اور بالآخر یہی گردشِ ایام بین الاقوامی بدامنی پر منتج ہوتی ہے۔

یہ کوئی فرضی داستان یا کہانی نہیں ہے آج کی دنیا کے مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں نظر دَوڑا کر دیکھ لیں۔ عالمی بے چینی اور بدامنی جس نے دن کا چین اور راتوں کی نیند اُڑا رکھی ہے ایک ایسی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف زبان زد عام ہے اور پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا کے ہر پلیٹ فارم پر اس کا شور ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شخصی، قومی اور بین الاقوامی امن کو کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے اِسکا جواب یہ ہے کہ صرف اعلانات کرنے اور نعرے لگانے سے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور یہ سفر اپنے گھر سے شروع کرکے ہمسایوں، محلہ داروں، شہریوں اور ملکی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک پہنچنے اور پہنچانے کی ضرورت ہے۔

آیئے اس حوالے سے محسنِ انسانیت حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں اور اسلامی تعلیمات اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کا کچھ تذکرہ کرتے ہیں۔

گھروں کا امن:

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ گھروں میں امن کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اس کیلئے میاں بیوی کے حقوق اور فرائض کا خیال رکھنا ہوگا۔ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، اپنے آرام سے بڑھ کر اپنے ساتھی کے آرام کا خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ آئے دن میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑوں سے گھر کا امن برباد ہوجاتا ہے۔ بچوں کی تربیت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پُرامن عائلی زندگی کے حوالے سے چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

● ترمذی کی ایک حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک میں بہتر ہے اور مَیں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ کو تربیتی اور قومی ضروریات کے مدنظر متعدد شادیاں کرنی پڑیں اور بیک وقت نَو بیویاں آپ کے گھر میں رہیں۔ سب ہی آپ کے حسنِ سلوک اور عدل وانصاف سے مطمئن اور راضی خوش رہیں۔

● مسلم کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایثار کا پہلو مدنظر رکھتے ہوئے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں کوئی عیب نظر آتا ہے یا اُسکی کوئی ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اُسکی پسند بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگیں گی، اُن کو مدنظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہیئے۔

● کسی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ فرمانے لگیں آپ تمام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے، بکری خود دوہ لیتے تھے اور ذاتی کام خود کرلیا کرتے تھے۔ (مسند احمد)

رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرمالیتے۔ (مسلم)

● اسی طرح حضرت عائشہؓ کی ہی گھریلو زندگی کے بارہ میں یہ شہادت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہنے والے تھے۔ آپؐ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آپؐ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا اور نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔ (ترمذی)

ہمارے آقا ومطاع حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن واحسان کے اِن جلوؤں نے بلاشبہ آپؐ کی اہلی زندگی کو نہایت پُرامن اور جنت نظیر بنا دیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی تمام بیویاں ہمیشہ آپؐ پر فدا ہوتی تھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

محلہ داروں کا امن:

گھر سے نکل کر دائیں بائیں آگے پیچھے کے پڑوسیوں، ہمسایوں سے تعلق کا مرحلہ آتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ تاکیدی حکم ہے کہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرو اسی طرح قریبی رشتہ داروں سے، یتامیٰ سے اور مسکینوں سے اور قریب کے ہمسایہ سے اور دوُر کے ہمسایہ سے بھی نیز جس جگہ اکٹھے کام کرتے ہیں وہاں بھی ایک دوسرے سے نیک سلوک کرو۔

(النساء:37)

اس سلسلہ میں چند احادیث بھی پیش کرتا ہوں:

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ مجھے کس طرح معلوم ہو کہ مَیں اچھا کر رہا ہوں یا بُرا کر رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرزِ عمل اچھا ہے اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے بُرے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویّہ بُرا ہے۔ (ابن ماجہ)

● حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حسنِ سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ اُسے وارث ہی نہ بنادے۔ (بخاری)

● حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔ (تین مرتبہ یہی الفاظ آپؐ نے دہرائے) آپؐ سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! کون مومن نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا، وہ جس کا پڑوسی اُسکی شرارتوں اور اُسکے اچانک واروں سے محفوظ نہ ہو۔ (بخاری)

اچانک حملے مختلف طریقوں سے ہوتے رہتے ہیں کبھی رات کے وقت ریڈیو، ٹی وِی پر اونچی آواز سے پروگرام سنتے رہتے ہیں جس سے پڑوسی آرام کی نیند سو نہیں سکتا۔ کبھی گھر کا کچرا ہمسایہ کے دروازے کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

● حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوذر! جب بھی تم کبھی اچھا سالن پکاؤ تو اس کا شوربہ کچھ زیادہ کرلیا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھو یعنی کسی نہ کسی پڑوسی کو بھی سالن بھجوایا کرو۔ (مسلم)

جب سب محلہ والے اپنے اپنے پڑوسیوں کا اسقدر خیال رکھ رہے ہوں گے اور ہر قسم کی ایذاءرسانی سے اجتناب کر رہے ہوں گے تو ظاہر ہے پورے محلہ میں امن وامان ہی رہے گا۔

شہر کا امن:

عام شہریوں کے حقوق وفرائض کا جہاں تک تعلق ہے اس کا صحیح علم ہونا اور اسکے مطابق ادائیگی کی کوشش کرنا، پورے شہر کو امن کا گہوارہ بنانے کا موجب ہوتا ہے اس ضمن میں چند ہدایات اور ارشادات سماعت فرمائیں۔

● ایک یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے جب بھی ملیں تو السلام علیکم کہا کریں یعنی تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ ہمارے یہاں ہندوستان میں مختلف مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے طریق کے مطابق نمستے۔ ست سری اکال۔ گڈ مارننگ وغیرہ کے الفاظ سے ایک دوسرے کو خیرسگالی کا پیغام دیتے ہیں۔ پھر آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔ اس سے واقفیت اور محبت بڑھتی ہے اور نفرت وکدورت دور ہوتی ہے۔

● دوسرا یہ کہ راستوں میں گند نہ ڈالیں بلکہ راہ گیروں کو تکلیف دینے والی چیزیں ہٹانے دور کرنے کی کوشش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

● پھر یہ بھی ہدایت ہے کہ پبلک مقامات پر بلند آواز سے لڑنا جھگڑنا مناسب نہیں اس سے لوگوں کے امن وآرام میں خلل پڑتا ہے جہاں بچے اور عورتیں بھی ہوتی ہیں ایسے واقعات سے اُنہیں بہت پریشانی اور گھبراہٹ ہوجاتی ہے۔

● راستہ کے درمیان حلقہ باندھ کر یا مجلسیں لگا کر کھڑے ہونے سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ خبردار! راستوں پر نہ بیٹھنا۔ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان مجلسوں سے چارہ نہیں۔ ہم ان جگہوں پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں اور آپس میں مشورے کرتے ہیں۔ فرمایا، اگر تم رہ نہیں سکتے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذاء نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔'' (متفق علیہ)

● یہ بھی ہدایت ہے کہ بیماروں کی عیادت کی جائے اور اُن کو نیک مشوروں اور حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ اُن کی صحتیابی کیلئے دعا بھی کی جائے۔

● یہ بھی ہدایت ہے کہ جو فوت ہو جائیں اُن کی تجہیز و تدفین میں مدد دی جائے اور اپنے اپنے طریق کے مطابق میّت کے اعزاز و اکرام کے ساتھ آخری رسوم ادا کی جائیں۔ ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ تو ایک غیر مسلم یہودی کا جنازہ ہے آپؐ نے فرمایا کیا اُسکے اندر روح نہیں تھی۔ یعنی انسانیت کے لحاظ سے سب انسان ایک جیسے ہیں۔

اس طرح کی بے شمار ہدایات ہیں جو شہریوں کو آرام پہنچانے اور ان کیلئے امن و امان کی فضا پیدا کرنے کیلئے ضروری ہیں خاکسار نے وقت کی رعایت سے صرف چند کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث مزید پیش کرتا ہوں۔

● حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی غرض سے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو، یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (مسلم)

● حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کی عزت نہیں کرتا۔ (ترمذی)

● حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال (یعنی اللہ کا کُنبہ) ہیں پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اُس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی علامت یہ قرار دی ہے کہ اس سے کسی انسان کو بلاوجہ تکلیف نہ پہنچے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔'' (ترمذی)

● صرف انسانوں سے ہی نہیں، جانوروں کو بھی تکلیف میں ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کو بلّی کو تکلیف دینے کی وجہ سے سزا دی گئی اُس نے بلّی کو بند کر کے بھوکا مار دیا۔ نہ کھانا دیا نہ پانی اور نہ اُس کو چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھا کر گزارہ کر سکے۔ اس ظلم کی وجہ سے وہ جہنم کی آگ میں ڈال دی گئی۔ (مسلم)

● حضرت عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ آپؐ کسی ضرورت کیلئے باہر تشریف لے گئے۔ ہم نے حُمرہ نامی ایک چڑیا دیکھی اسکے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ ہم نے اسکے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ حُمرہ نے سر پر منڈلانا شروع کر دیا۔ اس دوران حضورؐ واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اسے بچوں کی وجہ سے پریشان کیا ہے۔ اسکے بچوں کو واپس لوٹا دو۔ پھر آپؐ نے دیکھا کہ کسی نے چیونٹیوں کے بل کو جلایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے مناسب نہیں کہ وہ کسی جاندار کو آگ سے جلائے۔ (ابوداؤد)

بظاہر یہ چھوٹی اور معمولی ہدایات نظر آتی ہیں لیکن دوسرے انسانوں اور دیگر مخلوقات کو تکلیف سے بچانے اور اُنہیں آرام و راحت پہنچا کر اُن کیلئے امن قائم کرنے کے لحاظ سے بہت اہم اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

حکومت کے حقوق و فرائض:

اب تک عام انسانوں کے باہمی تعلقات اور اُن کے حقوق و فرائض پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب اسلامی تعلیم کی روشنی میں حکومت اور ریاست کے حقوق و فرائض کے متعلق بھی کچھ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلا فرض کسی بھی حکومت کا یہ ہے کہ رعایا کی بنیادی ضروریات جیسے انکی مناسب خوراک، مناسب لباس اور حکومت کے وسائل کے مطابق اُن کی رہائش کا انتظام کرنا۔

چنانچہ ان بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی کے حوالے سے قرآن کریم نے یہ رہنما اصول بیان فرمایا ہے کہ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۔ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى
(طٰہٰ: 119 تا 120)

یعنی اے انسان تیری یہ بنیادی ضرورت تسلیم کی گئی ہے کہ تو نہ بھوکا رہے اور نہ بغیر لباس کے رہے اور نہ بغیر چھت کے کھلے آسمان تلے پڑا جلتا رہے۔

اگر چہ بھوک، پیاس اور لباس کی ضروریات کا امداد باہمی کے طور پر افراد بھی ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور مختلف تنظیمیں اور NGO بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی میں جُتی رہتی ہیں۔ لیکن حکومت کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کیلئے ایسے مستقل ذرائع اور وسائل مہیا کرنے کا انتظام کرے جن سے اُن کو ضرورت کے مطابق کھانا کپڑا اور مکان میسر آ جائے اور جسقدر کوئی حکومت اس اہم ذمہ داری کو ادا کرنے میں غفلت یا بد انتظامی کے سبب ناکام رہے اُسی کے مطابق رعایا میں بے چینی اور بدامنی پیدا ہوجاتی ہے اور پھر اسکے نتیجہ میں مختلف جرائم پنپنے لگتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ انسانوں کو اُن کے مناسب حال روزگار مہیا کیا جائے اور اُن کو اُن کی صلاحیتوں کے مطابق اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے اور انہیں مانگنے اور سوال کرنے کی عادت سے بچایا جائے۔ اس ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات اور آپؐ کا عملی نمونہ پیش کرتا ہوں۔

● حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

● حضرت مقداد بن معدیکربؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں۔ (بخاری)

● اگر چہ آنحضرت ﷺ مانگنے اور سوال کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اوپر والا ہاتھ یعنی دینے والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ (یعنی مانگنے والے کے ہاتھ) سے افضل ہے۔ تاہم کوئی حقیقی ضرورت مند سائل آپ کے دربار سے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جاتا تھا لیکن اگر کسی کے سوال کو رد فرماتے تو پھر اُس کیلئے بہتر متبادل کا انتظام بھی فرما دیتے تھے۔

● چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری سوالی بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اُسے کچھ عطا فرمانے کی بجائے پوچھا تمہارے گھر میں کچھ ہے؟ اُس نے عرض کیا: ایک چادر اور ایک چھاگل ہے۔ فرمایا دونوں چیزیں لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گیا۔ پھر آپؐ نے اپنے صحابہ کے درمیان ان دونوں چیزوں کی نیلامی کروائی۔ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم میں یہ دونوں چیزیں خریدتا ہوں دوسرے نے کہا میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ حضورؐ نے دو درہم میں وہ دونوں چیزیں دے دیں اور اُس انصاری کو فرمایا یہ لو ایک درہم سے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر گھر دے دو اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ کلہاڑی خرید کر لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خود لکڑی کا دستہ ڈالا اور فرمایا جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر فروخت کرو اور پندرہ دن سے پہلے میں تجھے ادھر آتا نہ دیکھوں چنانچہ وہ شخص لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچتا رہا یہاں تک کہ جب وہ حضورؐ کے پاس آیا تو اُس نے دس درہم کمالئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تیرے لئے خود کما کر کھانا اس بات سے زیادہ اچھا ہے کہ تو در در مانگتا پھرے۔ (ابوداؤد)

● مزدور کی مزدوری کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مزدور کا پسینہ سوکھنے سے پہلے اُس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔ (ابن ماجہ)

نیز فرماتے ہیں جو شخص مزدور کو اُس کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن میں اُس کی طرف سے جھگڑوں گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی مالک مزدور کی مزدوری نہ دے تو پھر حکومت کا فرض ہے کہ اُس کو دلوائے۔

معزز حضرات! حکومت کا بنیادی فرض یہ بھی ہے کہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک روا رکھے اور ہر قسم کی ناانصافی اور ظلم کو مٹانے کی کوشش کرے۔

عصرِ حاضر میں عدل و انصاف کا فقدان ہی تمام تر بدامنی اور بے چینی کا موجب اور عالمی بے سکونی کا سبب ہے۔ اس ضمن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار دُنیا کے صاحب اقتدار لوگوں کو توجہ دلا رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کیپٹل ہل واشنگٹن ڈی سی میں سن 2012ء میں اپنے خطاب میں فرمایا:

''قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ تمام لوگ بحیثیت انسان برابر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ نہ ہی کسی غیر عربی کو عربی پر کوئی برتری حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے سکھایا کہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے نہ ہی کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت ہے۔ چنانچہ اسلام کی یہ واضح تعلیم ہے کہ تمام قوموں اور نسلوں کے لوگ برابر ہیں۔ آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ سب لوگوں کو بلا امتیاز اور بلا تعصب یکساں حقوق ملنے چاہئیں۔ یہ وہ بنیادی اور سنہری اصول ہے جو بین الاقوامی امن اور ہم آہنگی کی بنیاد رکھتا ہے۔''

بین الاقوامی تعلقات:

ملکی اور قومی حقوق و فرائض کے بعد اب بین الاقوامی تعلقات کے بارہ میں اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بالخصوص موجودہ ماحول میں جبکہ ہر بڑی طاقت چھوٹی طاقتوں کو دباتی چلی جا رہی ہے اور مختلف حیلوں، بہانوں سے چھوٹی طاقتوں کا قافیہ حیات تنگ کرنے کے درپے ہو گئی ہیں۔ اگر اس تمام لڑائی جھگڑے، جنگ و جدال کے اسباب پر غور کیا جائے تو بڑی وجہ یہی سامنے آتی ہے کہ محض ایک دوسرے کے ملک پر طمع کی نظر رکھنے یا آپس میں ایک دوسرے سے ناجائز فائدہ اٹھانے یا اُس کو زیر کر کے اپنی بالادستی قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اسلام اس خود غرضی کی بنیاد کو ختم کرنے کیلئے قرآن کریم کی سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر 132 میں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی آنکھیں اس عارضی متاع (یعنی دنیاوی ساز و سامان) کی طرف اُٹھا اُٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے اُن میں سے بعض قوموں کو دنیوی زندگی کی زینت کے

طور پر عطا کی ہیں تا کہ ہم ان کے اعمال کی آزمائش کریں اور یاد رکھ کہ جو تیرے رب نے تجھے دیا ہے وہی تیرے لئے اچھا اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔

اور دوسرا بنیادی حکم سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 9 میں یہ دیا کہ اَے مومنو! کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُسکے ساتھ انصاف نہ کرو۔ تم بہرحال انصاف کا معاملہ کرو یہ بات تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اُس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

آج دیکھ لیں مغربی طاقتیں بھی اور مشرقی طاقتیں بھی، شمالی طاقتیں بھی اور جنوبی طاقتیں بھی ایک دوسرے کے ساز وسامان پر طمع ولالچ کی نظر رکھے ہوئے ہیں اور ملک گیری اور دوسروں کو زیر کرنے اور اپنی بالادستی قائم کر کے اپنے مفادات کا تحفّظ کرنے میں لگی ہوئی ہیں خواہ اسکے نتیجہ میں دوسری قوموں اور ملکوں کا جس رنگ میں بھی نقصان ہو اور جس رنگ میں بھی وہ ملک اور قومیں تباہ ہوتی رہیں اس کی کسی کو فکر نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آج سے کئی سال قبل فرمایا تھا: ''آج کے زمانے میں سیاست گندی ہوچکی ہے۔ انصاف اور تقویٰ سے عاری ہے۔ وہ مسلم ریاستیں جو اسلام کے نام پر اپنی برتری کا دعویٰ کرتی ہیں اُن کی وفا بھی آج اسلامی اخلاق سے نہیں اور اسلام کے بلند وبالا انصاف کے اصولوں سے نہیں بلکہ اپنی اغراض کے ساتھ ہے...... (دوسری طرف) غیر قومیں انصاف کے نام پر بڑے بڑے دعوے کر رہی ہیں گویا وہی ہیں جو دنیا میں انصاف کو قائم رکھنے پر مامور کی گئی ہیں اور ان کے بغیر، ان کی طاقت کے بغیر انصاف دنیا سے مٹ جائے گا۔ مگر جب آپ تفصیل سے دیکھیں تو انصاف کا یعنی اُس انصاف کا جو قرآن کریم پیش کرتا ہے ایک طرف بھی فقدان ہے اور دوسری طرف بھی فقدان ہے۔''

(خلیج کا بحران، صفحہ 14)

مذہبی تعلقات:

پھر امن کے حوالے سے مذہبی تعلقات کا بھی بہت اہم عمل دخل ہے۔ آجکل مذہبی تعلیمات کو صحیح رنگ میں نہ جاننے اور نہ سمجھنے اور بانیانِ مذاہب کی اصل تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر نام نہاد مذہبی رہنماؤں کے ذاتی نظریات وخیالات کی اندھی تقلید کے نتیجہ میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان منافرت پھیلائی جارہی ہے اور یوں مذہبی آزادی اور رواداری کا فقدان لوگوں کے امن وسکون کو اسقدر برباد کر رہا ہے کہ لوگ مذہب سے ہی بیزار اور برگشتہ ہوتے جارہے ہیں اور جو مذہب سے جُڑے ہوئے ہیں اُن میں سے بھی اکثر محض رسمی طور پر جُڑے ہوئے ہیں ورنہ اُنہیں اپنے مذہب کی صحیح تعلیمات اور عقائد کا بھی کچھ علم نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں اسلام کی امن بخش تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ایک الگ روشن باب ہے جسکی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔

مختصر طور پر اس قدر عرض کر دیتا ہوں کہ

● قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ اللہ جو ربّ العالمین ہے وہ صرف رب المسلمین نہیں ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں اپنے ہادی اور پیغمبر بھیجے ہیں اسلئے کسی مذہب کو خواہ اُسکی اصل حالت کو تبدیل بھی کر دیا گیا ہو لیکن کلّیۃً اُس مذہب کو خراب نہیں کہا جاسکتا۔

● پھر یہ کہ اپنے مذہب اور مسلک کو پھیلانے کیلئے کسی پر بھی زبردستی کرنا یا جنگ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قرآن کریم کا یہ واضح حکم ہے کہ لَاۤ اِكۡرَاهَ فِی الدِّيۡنِ۔ یعنی دین میں کسی قسم کا کوئی جبر جائز نہیں۔ پس یہ بالکل غلط الزام ہے کہ اسلام، دین کو تلوار سے پھیلانے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلامی جنگیں محض دفاعی جنگیں تھیں یا فتنہ وفساد کو دور کرنے اور امن وامان قائم کرنے کیلئے کی گئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس الزام کو عملی طور پر بھی دور کرنے کیلئے اِس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو بغیر تلوار کے دنیا میں بھیجا ہے تا آپ کے ذریعے اور آپ کے خلفاء کرام اور جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کو دنیا میں پھیلا کر یہ ثابت کرے کہ اسلام اپنی امن بخش تعلیمات کے ذریعہ ہی پھیل سکتا ہے اُسکو کسی تلوار یا جنگ وجدال کی ضرورت نہیں ہے۔

● اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کیلئے ہادی اور رسول بنا کر بھیجا ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے خاتم النّبیین بنا کر مبعوث فرمایا ہے اسکے باوجود آپؐ نے یہ برداشت نہیں کیا کہ کوئی امتی آپؐ کو دوسرے نبیوں سے افضل بتا کر امن کے ماحول کو خراب کرے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی بازار میں سودا بیچ رہا تھا اُسے ایک مسلمان نے ایک چیز کی تھوڑی قیمت بتائی جو اُس یہودی کو ناگوار گزری اور اُس نے کہا اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ اس بات پر مسلمان کو غصہ آگیا اور اُس نے اُس یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ وہ یہودی رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم آپؐ کی ذمہ داری اور امان میں ہیں اور اس مسلمان نے مجھے تھپڑ مار کر زیادتی کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے نبیوں کے مابین فضیلت نہ دیا کرو۔ (بخاری)

بہرحال یہ حتمی اور یقینی بات ہے کہ جب تک بنی نوع انسان میں انفرادی اور قومی لحاظ سے تحمّل اور برداشت کا ظرف وسیع نہیں ہوگا۔ جب تک دوسروں کو تکلیف سے بچانے اور آرام پہنچانے کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا۔ جب تک دوسروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے ذاتی مفاد کو قربان کرنے اور ایثار کا نمونہ دکھانے کا احساس پیدا نہیں ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب تک عدل وانصاف سے کام نہیں لیا جائے نہ گھروں میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ نہ محلوں میں امن قائم ہوسکتا ہے، نہ شہر میں امن قائم ہوسکتا ہے اور نہ ملک میں امن قائم ہوسکتا ہے اور نہ بین الاقوامی امن قائم ہوسکتا ہے۔ اور اس کیلئے آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں لازماً دنیا کو اسلام کی امن بخش تعلیمات اور محسنِ انسانیت، رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نصائح اور اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا ہوگا اسکے بغیر دنیا امن وامان کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔

یہی پیغام ہے جو ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دُنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں اور سربراہانِ مملکت کو پہنچا رہے ہیں اور اُس عالمگیر تباہی سے جو نہ صرف دروازے پر کھڑی ہے بلکہ قوموں اور ملکوں کے اندر داخل ہوچکی ہے متنبہ کرتے چلے جارہے ہیں۔ چنانچہ چند ماہ قبل جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

''یہ تو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ امن بڑی اہم چیز ہے۔ امن کی باتیں ہوتی ہیں، ہر کوئی کہتا ہے امن بہت اہم چیز ہے اور امن کی حالت ہی گھر کے سکون اور سلامتی کی بھی ضمانت ہے اور بین الاقوامی سطح پر بھی سکون وسلامتی کی ضمانت ہے اور خواہش بھی رکھتے ہیں کہ ہر سطح پر امن قائم ہو لیکن صرف خواہش امن پیدا نہیں کر دیتی کیونکہ یہاں بھی امن کی خواہش خودغرضی لئے ہوئے ہوتی ہے اور یہی ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔''

''دُنیا میں یہی نظارے ہمیں نظر آتے ہیں عام لوگوں میں بھی اور لیڈروں میں بھی۔ سیاستدانوں کی آپس کی لڑائیاں اور اقتدار میں آنے پر ایک دوسرے پر ظلم جو اپنے ہی ملکوں میں ہم دیکھ رہے ہیں، ایک دوسرے پر جو کر رہے ہیں وہ اسی سوچ کا نتیجہ ہے۔ پس اگر صرف امن کی خواہش ہے تو وہ فساد کا ذریعہ ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں خودغرضی شامل ہے کیونکہ جو لوگ امن چاہتے ہیں وہ اس رنگ میں امن کے متمنی ہیں کہ صرف انہیں اَور ان کے قریبیوں کو یا ان کی قوم کو امن حاصل رہے۔ ورنہ دوسروں کیلئے اور دشمنوں کیلئے وہ یہی چاہتے ہیں کہ اُنکے امن کو مٹا دیں۔ پس اگر اس اصول کو رائج کر دیا جائے کہ اپنے لئے اَور معیار اور دوسرے کیلئے اَور تو دنیا میں جو بھی امن قائم ہوگا وہ چند لوگوں کا امن ہوگا، ساری دنیا کا امن نہیں ہوگا...... جو ساری دنیا کا امن نہ ہو وہ حقیقی امن نہیں کہلا سکتا۔ حقیقی امن تبھی ہوگا جو ذاتی، خاندانی، نسلی، قومی، ملکی ترجیحات سے بالا ہو کر قائم کرنے کی کوشش کی جائے، ایک مرکزی محور کے حصول کیلئے کی جائے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان اس بات کو سمجھ لے اور اس کا فہم واِدراک پیدا کرلے کہ میرے اوپر ایک بالا ہستی ہے جو میرے لئے ہی امن نہیں چاہتی بلکہ تمام دنیا کیلئے امن چاہتی رہے، جو میرے گھر اور ملک کیلئے ہی امن نہیں چاہتی بلکہ تمام ملکوں کیلئے امن چاہتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم امن کا نقطۂ محور، یہ احساس ہے کہ ایک بالا ہستی مجھے دیکھ رہی ہے جس کیلئے میں نے اپنے قول وفعل کو ایک کرنا ہے۔ ہمیشہ اس اصول پر چلنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اِس سنہری اصول کو سامنے رکھنا ہوگا کہ دوسرے کیلئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

پس اگر اپنی دنیا وعاقبت سنوارنی ہے، امن وسلامتی سے رہنا ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ، اس روشن کتاب کی ہدایت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ اس روشن کتاب کی ہدایت کو پڑھنا اور سامنے رکھنا چاہئے تبھی سُبُلَ السَّلٰمِ پر چلنے والے ہوں گے۔ سلامتی کے راستے پر چلنے والے ہوں گے۔ اس کتاب کا کوئی حکم بھی ایسا نہیں جو انسانی امن برباد کرنے والا ہے۔ پس یہ پیغام ہے جو اپنوں اور غیروں کو دینا ہمارا کام ہے آج اور یہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔

آج یہ کام مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر ہم نے بھی گھریلو سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اسکے مطابق اپنا کردار ادا نہ کیا تو ہمارے امن وسلامتی میں رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے، نہ ہی ہماری نسلوں کی امن وسلامتی میں رہنے کی کوئی ضمانت ہے اور نہ ہی دنیا کے امن وسلامتی کی کوئی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں ہمیں یہ فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' (اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی ستمبر 2022ء)

......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز اصل میں دعا ہے، نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے
وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے، اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کیلئے تیار رہے۔

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 54)

طالب دعا: افرادِ خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اَرول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ
تم تمام دنیا کیلئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد3، صفحہ 48)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

سیرت صحابہ : حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(فیروز احمد نعیم، مبلغ سلسلہ و امیر ضلع جماعت احمدیہ دہلی)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب:24)

ترجمہ: مومنوں میں ایسے مرد ہیں، جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہے۔ اور انہوں نے ہرگز اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

قابل احترام صدر جلسہ ومعزز حاضرین و سامعین جلسہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خاکسار کی تقریر کا موضوع سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ ہے۔

سامعین کرام! ہر دور میں جب اللہ اپنے پیاروں کو اس زمین پر بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت کیلئے آسمانی اور زمینی نشان بھی ظاہر کرتا ہے اور ایسے ساتھی عطا کرتا ہے جو عین ان کے عکس ہوا کرتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے دور اول میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں صدیق اکبر عطا کیا وہیں دور آخر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو نورالدین عطا کیا۔

خاکسار بالترتیب دونوں معطی النبوت کے سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ وباللہ توفیق انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے افضل شخصیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خلیل بنانا چاہتے تھے، جن کو قرآن کریم میں اللہ نے سچائی کی تائید کرنے والا اور حق و سچ کا پیکر و پرتو قرار دیا، جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب و جوا اور ہمہ جہتی منکرات سے اجتناب کیا، جن کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان کے مقام و مرتبہ تک کبھی نہیں پہنچ سکتا، وہ جنہیں آپ ﷺ نے مسلمانوں کی امامت تفویض کی، جنہیں جنت کے سبھی دروازوں سے داخل ہونے کی دعوت دیں گے، وہ جس نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اس قدر مدد کی کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احسانات کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ چکائیں گے۔

سامعین کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر حسان بن ثابت انصاریؓ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کہتے ہیں:

"جب تمہارے دل میں کبھی کوئی درد آمیز یاد تمہارے کسی اچھے بھائی کے متعلق پیدا ہو تو اس وقت اپنے بھائی ابوبکرؓ کو بھی یاد کر لیا کرو۔ اسکی ان خوبیوں کی وجہ سے جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد سب لوگوں میں سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ منصف مزاج تھا اور سب سے زیادہ پورا کرنے والا تھا اپنی ان ذمہ داریوں کو جو اس نے اٹھائیں۔ ہاں ابوبکرؓ وہی تو ہے جو غار ثور میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ دوسرا شخص تھا جس نے اپنے آپ کو آپؐ کی اتباع میں بالکل محو کر رکھا تھا اور وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا تھا اسے خوبصورت بنا دیتا تھا اور وہ ان سب لوگوں میں سے پہلا تھا جو رسولؐ پر ایمان لائے۔"

سامعین کرام! یہ صدیق اکبر اسلام کا وہ مردِ جلیل تھا جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کیلئے عشق رسول، اطاعت رسول، حلم، عفو، جواں مردی، غیرت اسلام، غریب پروری، احسان، حسن سلوک کی عظیم مثالیں قائم کرنی تھیں۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عربی قصیدہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ کی مدح میں فرماتے ہیں جسکا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"وہ اللہ کے نبی کے پاس صدق دل سے آئے تو روشن کر دیئے گئے اور کدورت پیدا کرنے والی تاریکی کا کوئی اثر باقی نہ رہا، وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ اڑے اور نبی محترم کیلئے دست بازو بن گئے۔ ہم اور تم آج باغوں میں مزے کرتے ہیں حالانکہ وہ قتل کے میدان میں روز محشر کی طرح حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے خلوص نیت سے اللہ کیلئے وطن کی محبت چھوڑ دی اور رسول کریم ﷺ کے پاس ایک عاشق شیدا کی طرح آئے۔

(سر الخلافۃ، صفحہ 182)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ تھا اور عثمان بن عامر ان کے والد کا نام تھا اور کنیت ابوبکر تھی اور آپ کا لقب عتیق اور صدیق تھا۔ آپ کی ولادت 573ء میں ہوئی آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر تھا اور ان کی کنیت ام الخیر تھی۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے پیشہ اور مقام کے بارہ میں تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے، نرم مجاز شخص، اسکے حسب ونسب اور اسکی اچھائی برائی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، آپ تجارت کرنے والے شخص تھے، اچھے اخلاق نیکیوں کے مالک تھے آپ کی قوم کے لوگ ان زائد باتوں کی وجہ سے آپ کے پاس آتے اور آپ سے محبت رکھتے تھے ان کی وجہ سے، آپ کے تجربات کی وجہ سے اور آپ کی اچھی مجلسوں کی وجہ سے۔ (تاریخ طبری، جلد 1 صفحہ 540)

سامعین کرام! آپؓ کا قبول اسلام کے متعلق بہت سے واقعات روایات میں درج ہیں چند ایک پیش خدمت ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت ابوبکرؓ کا قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو اسوقت حضرت ابوبکرؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے واپس تشریف لائے تو آپؓ کی ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آپ کا دوست تو (نعوذ باللہ) پاگل ہوگیا ہے اور وہ عجیب عجیب باتیں کرتا ہے کہتا ہے کہ مجھ پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں حضرت ابوبکرؓ اسی وقت اٹھے اور رسول کریم ﷺ کے مکان پر پہنچ کر آپ کے دروازے پر دستک دی رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ آپ تشریح نہ کریں اور مجھے صرف اتنا بتائیں کہ آپ نے کہا کہ خدا کے فرشتے مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور مجھ سے باتیں کرتے ہیں؟ رسول کریم ﷺ نے اخیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کو ٹھوکر لگ جائے تشریح کرنی چاہی مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ تشریح نہ کریں مجھے صرف اتنا بتائیں کہ آپ نے یہ بات کہی ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے تمہیدی طور پر بات کرنی چاہی مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ نہیں نہیں آپ صرف یہ بتائیں کہ یہ بات درست ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور پھر انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ میں نے دلائل بیان کرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ میرا ایمان مشاہدہ پر ہو دلائل پر اس کی بنیاد نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ کو صادق اور راستباز تسلیم کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی غرض جس بات کو مکہ والوں نے چھپایا اس کو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عمل سے واضح کر دکھایا۔ (تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 251)

اور از خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اسے کچھ نہ کچھ تردد ضرور ہوا سوائے ابوبکرؓ کے کہ جب میں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو انہوں نے ذرا برابر بھی تردد پیش نہیں کیا۔

(ابن ہشام، جلد 1 صفحہ 267)

سامعین کرام! قبول اسلام کے بعد آپ پر مظالم کا دور شروع ہوا اور طرح طرح سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ راہ راست پر چلنے والوں کیلئے ابتلاء اور آزمائش کی سنت جاری ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اندر بھی یہ سنت الٰہی قایم رہی اور اس قدر ابتلا و محن سے دو چار ہوئے کہ دیو ہیکل پہاڑ بھی جواب دے جائیں لیکن ان نفوس قدسیہ نے اپنی جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کر دئے۔ کفار مکہ نے اسلام قبول کرنے والوں پر طرح طرح کے مظالم کیے، نہ صرف کمزور اور غلام مسلمان ہی ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے بلکہ خود آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ بھی مشرکین مکہ کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ انہیں بھی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا تم ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ بات نہیں کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر وہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور اس وقت کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نکلے اور مسجد حرام پہنچے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپؐ کے گرد اکٹھے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تم لوگوں کا برا ہو، أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (المومن: 29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے نشانات لے کر آیا ہے۔ اس پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف لپکے اور ان کو مارنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپؓ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آجاتے اور آپ کہتے جاتے تھے کہ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

سامعین کرام! حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا تو دیوانہ وار تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبداللہ، سعدؓ بن ابی وقاص، عبدالرحمانؓ بن عوف اور بہت سے دیگر جلیل القدر صحابہؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ کی ذاتی نیکی اور تقویٰ ہر ملنے والے کو ضرور متاثر کرتا تھا۔ آپؓ کی زندگی آنحضور ﷺ اور غریب مسلمانوں کیلئے وقف ہو چکی تھی۔ بہت سے غلاموں اور کنیزوں کی زندگیاں، جن پر اُن کے مالک شدید ظلم توڑا کرتے تھے، آپؓ کے طفیل آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوئیں۔ ان غلاموں میں حضرت بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ بھی شامل ہیں۔ خدا سے لو لگانے کیلئے آپؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی تھی۔ آپؓ کی عبادت کا منظر ایسا دلکش تھا کہ لوگ خاص طور پر آپؓ کو دیکھنے آتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے اور خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ نے قربان کر دیا۔

سامعین کرام! حضرت ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ کیلئے مال خرچ کرنے اور سخاوت میں سارے صحابہ کرام پر فوقیت رکھتے تھے۔ ترمذی کی حدیث ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اللہ کی راہ میں صدقات کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت عمرؓ نے کہا آج کا دن ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے گھر کا نصف مال اٹھا کر لے آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ ما ابقیت لاهلك تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ آدھا مال۔ پھر حضرت ابوبکرؓ ایک پوٹلی لیکر رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوبکر اپنے اہل و عیال کیلئے کیا چھوڑ آئے

ہواس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اسکے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ (مشکوۃ،صفحہ 554)

ایک اور روایت میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ کے مال نے جتنا مجھے فائدہ پہنچایا ہے اتنا کسی اور کے مال نے نہیں۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں نے دنیا میں تمام محسنون کے احسانات کا بدلہ اتار دیا ہے جبکہ صدیق اکبر کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔

سامعین کرام ! حضرت صدیق اکبرؓ کا مزاج سنت رسول اللہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، ان کا ہر عمل اتباع و اطاعت رسول کا مظہر تھا، ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے آج کس کا روزہ ہے، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرا۔ پھر فرمایا تم میں سے آج کس نے جنازہ میں شرکت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے۔ آپ نے پھر فرمایا: تم میں سے آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ ساری خصلتیں جمع ہو جائیں، وہ یقیناً جنت میں داخل ہو گا۔ (مسلم، 1028)

سامعین کرام ! ہجرت مدینہ کے مبارک سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس وفاداری اور جاں نثاری کا نمونہ دکھایا اسکی مثال نہیں ملتی۔ اپنی دو اونٹنیاں جو پہلے سے سفر ہجرت کیلئے تیار کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک اونٹنی آنحضرتؐ کی خدمت میں بلا معاوضہ پیش کر دی مگر نبی کریمؐ نے وہ قیمتاً قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پانچ ہزار درہم بھی بطور زادِ راہ ساتھ لئے۔ پھر غار ثور میں رسول خدا ﷺ کی مصاحبت کی توفیق پائی جسکا ذکر قرآن شریف میں ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو گیا۔ فرمایا: ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ: 40) یعنی دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

سفر ہجرت میں تاجدار عرب کا یہ بے کس سپاہی آپؐ کی حفاظت کی خاطر کبھی آگے آتا تو کبھی پیچھے کبھی دائیں تو کبھی بائیں اور اس طرح اپنے آقا کو بحفاظت یثرب پہنچایا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، صفحہ 45 مطبوعہ بیروت)

اسی سفر ہجرت کا واقعہ ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے ایک مشرک سراقہ کو تعاقب میں آتے دیکھا تو رو پڑے۔ رسول اللہؐ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا۔ ’’اپنی جان کے خوف سے نہیں آپؐ کی وجہ سے روتا ہوں کہ میرے آقاؐ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔‘‘

(مسند احمد، جلد 1، صفحہ 2، مطبوعہ مصر)

سامعین کرام ! غار ثور میں جب داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تمام غار کی صفائی کی سارے سوراخ بند کئے کہ کوئی سانپ یا بچھو نہ ہو ایک سوراخ رہ گیا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ران پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرمانے لگے سوراخ میں سے ایک سانپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاؤں پر ڈس لیا۔ لیکن اس محب کے پیکر نے اپنی محبت پر اس تکلیف کو حاوی نہیں ہونے دیا اور تکلیف اور محبت کے سنگم کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسوں ٹپک پڑے۔ کیسا عشق رسول تھا۔ وہ رسول خدا ﷺ سے محبت ہی تھی کہ جس جھنڈے کی گرہ کو رسول کریم ﷺ نے باندھا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ اس گرہ کو کھولنے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔

سامعین کرام ! بلاشبہ دنیا میں بہت سے عاشق گزرے ہوں گے، ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے محبوب کیلئے تاج شاہی کو ٹھکرا دیا اور ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے خوشنودی محبوب کیلئے وجہ محبوب میں بستر جماد یا اور ایسے بھی ہوں گے کہ پل بھر میں نظر اٹکی اور اگلے ہی لمحے جان سولی پر لٹکتی ہوئی نظر آئی مگر پورے شعور بھر پورا یقان ثابت قدمی، استقلال اور کامل یکسوئی سے عہد وفا نبھانا صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصف خاص ہے جس کے آگے دنیا کی ہر داستان وفا ماند پڑ جاتی ہے اور انہوں نے عشق و محبت کے اظہار کے ایسے انداز رقم فرمائے کہ قیامت تک ہر عاشق رسول ﷺ کی محبت میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتا رہے گا۔

سامعین کرام ! حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ کی عشق و محبت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ ہجرت کے موقع پر بھی اور آپؐ کی وفات کے موقع پر بھی حضرت ابوبکرؓ کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشقانہ تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ النصر نازل ہوئی جس میں آپؐ کی وفات کی مخفی خبر تھی تو آپؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اپنی رفاقت اور دنیاوی ترقی میں سے ایک کی اجازت دی ہے اور میں نے خدا تعالیٰ کی رفاقت کو ترجیح دی۔ تمام صحابہ اس پر خوش ہوئے لیکن حضرت ابوبکرؓ کی چیخیں نکل گئیں اور آپؓ بے تاب ہو کر رو پڑے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ پر ہمارے ماں باپ بیوی بچے سب قربان ہوں۔ آپؐ کیلئے ہم ہر چیز قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ گویا جس طرح کسی عزیز کے بیمار ہونے پر بکرا ذبح کیا جاتا ہے اُسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی قربانی آنحضرت ﷺ کیلئے پیش کی۔ حضرت عمرؓ سمیت تمام صحابہ حضرت ابوبکرؓ کے رونے اور اس طرح بات کرنے پر حیران تھے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ مجھے اتنے محبوب ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کے سِوا کسی کو خلیل بنانا جائز ہوتا تو میں ان کو خلیل بناتا مگر اب بھی یہ میرے دوست ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے مسجد میں کھلنے والی سب لوگوں کی کھڑکیاں بند کر دی جائیں سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے۔ اس طرح آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے اپنے ساتھ عشق کی داد دی کیونکہ یہ عشق کامل تھا جس نے اُنہیں بتا دیا کہ اس فتح و نصرت کی خبر کے پیچھے آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر ہے اور آپؓ نے اپنی اور اپنے عزیزوں کی جان کا فدیہ پیش کر دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی کسی بات پر تکرار ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ مزید جھگڑا بڑھنے کے پیش نظر وہاں سے جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا کرتہ پکڑ لیا کہ میری بات کا جواب دو اس وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کا کرتہ پھٹ گیا۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ کی خدمت میں جا کر اپنی غلطی تسلیم کی جس پر آپؐ نے فرمایا کہ جس وقت ساری دنیا میرا انکار کرتی تھی اُس وقت ابوبکر مجھ پر ایمان لایا اور ہر رنگ میں میری مدد کی۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکرؓ بھی پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی دیکھ کر اپنی غلطی تسلیم کرنے لگے۔ یہی حضرت ابوبکرؓ کا عشق تھا کہ وہ آپؐ کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے۔

سامعین کرام ! ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ کوئی غزوہ آپ سے نہ چھوڑا اور احد کے روز جب سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو آپ رسول اللہ کے ساتھ ڈٹے رہے اور تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا عظیم جھنڈا آپ کو عطا کیا۔ آغاز رسالت سے لیکر وفات نبوی ﷺ کی جاں نثارانہ رفاقت کی آپ ﷺ پر ان خدمات اور قربانیوں کا اتنا اثر تھا کہ فرماتے تھے کہ جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں ہے۔

سامعین کرام ! جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ مضطرب و پریشان ہو کر ہوش و ہواس کھو بیٹھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیقؓ کے ذریعہ سے ثبات عطا فرمایا اور اس موقع پر آپ نے عظیم موقف اختیار فرمایا اور منتشر امت کو جمع کر دیا جیسے آپؓ خدائی آواز بن کر آئے اور ببانگ دہل اعلان کیا وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (ال عمران: 145) یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے۔

یہ روحانی آواز سنتے ہی یکے بعد دیگرے ساری امت کے دل پر ایسی تسکین نازل ہوئی کہ ان کے دل ٹھنڈے ہو گئے اور حضرت عمرؓ اس آیت کو سن کر کھڑے نہ رہ سکے اور غم کے مارے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بکھری ہوئی امت کی شیرازہ بندی کا سہرا بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سر پر ہی ہے، آپ رضی اللہ نے فاسد کو درست کیا، منہدم کو تعمیر کیا بکھرے ہوؤں کو جوڑا منحرف کو سیدھا کیا۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ 51 تا 52)

آپ کے دور خلافت میں ہی اسلام عرب کی بڑی بڑی حکومتوں کے والی بنا دئے گئے فتوحات شام ہو، فتوحات ایران ہوں یا پھر ارتداد کی اٹھ رہی سداؤں کا خاتمہ ہو۔ قرآن کریم کو جمع کرنے کا عظیم کارنامہ ہو یہ سب کام آپ ہی کے دور خلافت میں ہوئے۔

سامعین کرام ! یہ محبت کا پیکر اپنا سب کچھ اللہ اور اس کے رسول پر قربان کرنے کے بعد اپنے رب کو راضی کرتا ہوا خلافت کے سوا دو سال بعد اپنے مولیٰ سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب خاکسار اپنی تقریر کا دوسرا حصہ آپ کے سامنے پیش کرے گا۔

سامعین کرام ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مھدی موعود بن کر آئے اور عین قرآنی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جیسے دور اول میں اپنے تائید و نصرت کے نظارے دکھائے تھے ویسے ہی دور آخر میں بھی اپنے نشان ظاہر کئے جیسے دور اول میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اعانت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو سنا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ساتھی عطا کیا عین ایسے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعا کی اور اللہ کے حضور فریاد رکھی کہ اے اللہ کوئی ساتھی عطا کر۔ اللہ نے اس نداء کو سنا اور حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ جیسے عظم المرتبت ساتھی عطا کیا۔

سامعین کرام ! قدرت ثانیہ کے مظہر اول، آسمان احمدیت کے روشن ستارے، کمالات روحانیت کے جامع، صفات نورانیہ کے خزانہ، معارف قرانیہ کے چشمہ رواں، شمع مہدویت کے پروانے، صدیقی جمال کے مظہر، فاروقی جلال کے آئینہ حاجی الحرمین سیدنا حضرت حافظ حکیم مولانا نور والدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ 1834ء میں بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت حافظ غلام رسول اور والدہ کا نام نور بخت تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب بتیس واسطوں کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ تک اور والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ فاروقی بھی ہیں اور علوی بھی۔

قرآن کریم آپ نے ماں کی گود میں میں پڑھا۔ شروع سے غضب کے حافظ تھے تیراکی کے شوقین تھے۔ بچپن سے ہی کتابوں کے بہت شوقین تھے۔ حصول علم کیلئے لاہور، رامپور، لکھنؤ دہلی اور بھوپال وغیرہ مقیم رہے۔ حصول علم کیلئے مکہ مدینہ بھی تشریف لے گئے، علم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس لوٹے اور بھیرہ میں قرآن مجید، احادیث کا درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا اور ساتھ ہی مطب شروع کر دیا۔ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں علاج کیلئے آتے تھے۔

1885ء میں حضرت مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار پہلی بار پڑھا اسکا اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپؓ حضورؑ کی زیارت کیلئے قادیان پہنچ گئے، ملاقات کے بعد حضور کے جانثار خادموں میں

شامل ہو گئے۔ 1889ء میں لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے نمبر پر بیعت کرنے کا فخر حاصل کیا۔ 1890ء میں جب حضور علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر بلا تامل حضرت ابوبکرؓ کی طرح حضور کے دعویٰ پر ایمان لے آئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں: مَیں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا...... اسکا نام اسکی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے...... جب وہ میرے پاس آکر مجھ سے ملا تو میں نے اسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری اس دعا کا نتیجہ ہے۔ جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے اور...... وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتا ہے اور میرا کلام سننے کیلئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے اور میرے مقام کی محبت کیلئے اپنے اصلی وطن کی یاد بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 581 تا 586)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قدرت ثانیہ کے ظہور کی مثال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پیش کی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے ہاتھ پر صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کو جمع کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ سے بہت سی باتوں میں مشابہت رکھتا تھا۔ مثلاً

(1) حضرت ابوبکر صدیقؓ مردوں میں سے پہلے شخص تھے جو آنحضرت ﷺ کے دعویٰ پر بغیر کسی تردد اور شک کے ایمان لائے چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: انی قلت یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت (بخاری، کتاب التفسیر) یعنی میں نے تم لوگوں سے کہا کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں تو تم نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے مگر ابوبکر نے تصدیق کی اور میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے اسکے ماننے میں تردد اور شک ظاہر کیا۔ لیکن ابوبکر وہ شخص تھا جس نے بغیر کسی تردد اور بغیر کسی تاخیر کے اسے قبول کر لیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت الحاج الحکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ سے متعلق فرماتے ہیں: انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے۔ تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 521)

اطاعت اور فدائیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل، مولانا نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا کہ

مولانا۔ مرشدنا۔ امامنا۔

میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے، جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے، وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ پھر فرماتے ہیں مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 36)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کے محاسن کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں: ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ اسی طرح آپ آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں: مجھ کو کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اسکے مال نے جو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دیا اور کئی سال سے دے رہا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 582)

سامعین کرام! آپ کی تمام بڑائی اور آپ کی تمام عظمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے روحانی وابستگی کی وجہ سے تھی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں ساری آمدنیوں کو چھوڑ کر جو دوسرے شہروں میں مجھے ہو سکتی ہیں کیوں قادیان میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔

اس کا مختصر جواب یہی دوں گا کہ میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے، جس کو چور اور قزاق نہیں لے جا سکتا۔ مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ پھر ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر میں چند روزہ دنیا کیلئے مارا مارا پھروں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا، ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس میرے دوست میرا مال میری ضرورتیں اس امام کی اتباع تک ہیں اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔ (سورہ جمعہ کی تفسیر صفحہ 63)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے احباب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

ہماری بابت کچھ بھی خیال نہ کرو۔ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا۔ ہم اگر بڑے تھے تو گھر رہتے۔ پاکباز تھے تو پھر امام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اگر کتابوں سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تھا تو پھر ہمیں کیا حاجت تھی۔ ہمارے پاس بہت سی کتابیں تھیں۔ مگر نہیں، ان باتوں سے کچھ نہیں بنتا...... اسی طرح ہم جس قدر یہاں ہیں اپنے اپنے امراض میں مبتلا ہیں...... اور یہاں علاج کیلئے بیٹھے ہیں تو پھر ہماری کسی حرکت پر ناراض ہونا عقل مندی نہیں...... صادق مامور ایک ہی ہے جو مسیح اور مہدی ہو کر آیا ہے۔ پس خدا سے مدد مانگو۔ ذکر اللہ کی طرف آؤ جو فحشاء اور منکر سے بچانے والا ہے۔ اسی کو اسوہ بناؤ اور اسی کے نمونہ پر چلو جو ایک ہی مقتدا اور مطاع اور امام ہے۔

(سورہ جمعہ کی تفسیر، صفحہ 66)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کے تعلق اور بیعت کے نتیجہ میں ہونے والے فوائد کے ذکر کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت غلام رسول راجیکی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ چودھری نواب خاں صاحب تحصیل دار جو مخلص احمدی تھے، جب دورہ پر راجیکی تشریف لاتے تو میرے پاس قیام کرتے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور عظمت شان کے متعلق اکثر تذکرہ کرتے رہتے۔ ایک دن اسی طرح کی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ نواب خان صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے حضرت حکیم نورالدین صاحب سے ایک دفعہ عرض کیا کہ مولانا آپ تو پہلے ہی با کمال بزرگ تھے آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اس پر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے فرمایا کہ نواب خان! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا آپ کی صحبت سے یہ فائدہ اٹھایا کہ دنیا کی محبت مجھ پر سرد پڑ گئی ہے۔ یہ سب مرزا صاحب کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عاجزی کی جو انتہا تھی اسکا ذکر ایک صحابی کے حوالے سے حضرت مصلح موعود نے کیا ہے۔ ایک صحابی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے کیلئے آیا آپ مسجد مبارک میں بیٹھے تھے اور دروازے کے پاس جوتیاں پڑی تھیں۔ ایک آدمی سیدھے سادے کپڑوں والا آ گیا اور آکر جوتیوں میں بیٹھ گیا۔ یہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے سمجھا کہ یہ کوئی جوتی چور ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی جوتیوں کی نگرانی شروع کر دی کہیں وہ لے کر بھاگ نہ جائے۔ کہنے لگے اس کے کچھ عرصے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے اور میں نے سنا کہ آپ کی جگہ کوئی اور شخص خلیفہ بن گیا ہے اس پر میں بیعت کرنے کیلئے آیا۔ جب میں نے بیعت کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ وہی شخص تھا جس کو میں نے اپنی بیوقوفی سے جوتی چور سمجھا تھا (یعنی حضرت خلیفہ اوّل) اور میں اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوا۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ جوتیوں میں آکر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آواز دیتے تو آپ ذرا آگے آ جاتے۔ پھر جب کہتے کہ مولوی نورالدین صاحب نہیں آئے تو پھر کچھ اور آگے آ جاتے۔ اس طرح بار بار کہنے کے بعد کہیں وہ آگے آتے تھے۔ تو یہ صحابی پھر بیان کرتے ہیں کہ میں ان کی اولاد کو بھی کہا کرتا تھا کہ یہ مقام جو انہوں نے حاصل کیا اس طرح عاجزی سے حاصل کیا تھا۔

سامعین کرام! غیروں کی نظر میں بھی آپؓ کا ایک عظیم مقام تھا مولانا محمد علی جوہر، نواب وقار الملک، مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی ظفر علی خاں، علامہ شبلی نعمانی، خواجہ حسن نظامی اور دوسرے مسلمہ مسلمان لیڈران آپکی عظمت شان اور جلالت مرتبت اور تبحر علمی کے دل سے قائل تھے، اور اسلامی رسائل میں آپ کی دینی رائے کو بڑی وقعت دی جاتی تھی۔ (ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ 5، جلد 11/46 نمبر 74)

سر سید احمد خان بانی علی گڑھ کالج اپنے ایک خط محررہ 8 مارچ 1897ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے سوال کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں:

”آپ نے تحریر فرمایا کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے۔ مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے۔ جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے۔ ...... اسکا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں کہ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے۔“

سامعین کرام! آپ رضی اللہ کا حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت اور تعمیل حکم کا یہ عالم تھا کہ آپ بلا توقف فوراً عمل کرتے تھے۔ جسکی ایک مثال آپ کے سامنے پیش ہے۔

ایک مرتبہ آپ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اسکے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔ (حیات نور، صفحہ 187)

سامعین کرام! آپ علیہ السلام اپنے ایک خاص پیارے مرید یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور

باقی صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ وسیرت طیبہ کے چند دلکش و دلنشین پہلوؤں کا تذکرہ

(دلاور خان، خادم سلسلہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

نوٹ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے متعلق اس مضمون کا پہلا حصہ گزشتہ سال کے سیرۃ النبی نمبر 7 جولائی 2022 میں شائع ہوا ہے۔ (ادارہ)

آپؐ کے اخلاق کے بارہ میں سوال

کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں۔ آپ نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن
(مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 91)

بعثت کا مقصد اعلیٰ اخلاق

خود آپ ﷺ فرماتے ہیں بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (کنز العمال، جلد 3، صفحہ 18، مطبوعہ حلب) یعنی میری بعثت کا مقصد انسانوں میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے عرب کے حبشیوں کو با اخلاق اور پھر با اخلاق سے با خدا انسان بنادیا۔

آپؐ کے اخلاق کے متعلق استفسار کا جواب

یزید بن بانبوس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک دن میں نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ سے رسول کریم ﷺ کے اخلاق سے متعلق استفسار کیا تو آپؓ نے فرمایا۔ رسول کریم ﷺ کے اخلاق قرآن تھے۔ پھر مجھے فرمایا کہ اگر تمہیں سورۃ المومنون یاد ہے تو سناؤ۔ میں نے اسکی پہلی دس آیات کی تلاوت کی۔ ان آیات میں یہ ذکر ہے کہ:

یقیناً مومن کامیاب ہوگئے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو زکوۃ کا حق ادا کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں سے نہیں یا ان سے (بھی نہیں) جن کے ان کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ پس یقیناً وہ ملامت نہیں کئے جائیں گے۔ پس جو اس سے ہٹ کر کچھ چاہے تو یہی لوگ ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کی نگرانی کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے ان آیات کی تلاوت سن کر فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق فاضلہ تھے۔
(مستدرک حاکم، تفسیر سورۃ مومنون)

آنحضرت ﷺ کی ظاہری و باطنی صفائی

”کھانا کھانے سے پہلے بھی آپ ہاتھ دھوتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلی کرتے اور آپ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔“ (بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب المضمضۃ بعد الطعام) (کتاب نبیوں کا سردار از قلم مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ، صفحہ 255)

لباس اور زیور میں سادگی اور تقویٰ

”آپؐ کی بیویوں کے زیورات نہ ہونے کے برابر تھے۔ صحابیات بھی آپ کی تعلیم پر عمل کر کے زیور بنانے سے احتراز کرتی تھیں۔ آپ قرآنی تعلیم کے مطابق فرماتے تھے کہ مال جمع رکھنا غریبوں کے حقوق تلف کر دیتا ہے اس لئے سونے چاندی کو کسی صورت میں گھروں میں جمع کر لینا قوم کی اقتصادی حالت کو تباہ کرنیوالا ہے اور گناہ ہے۔
(کتاب نبیوں کا سردار، صفحہ 262 تا 263)

قوم کے معزز لوگوں کا احترام

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو اس کا واجبی اکرام کرو۔ (ابن ماجہ)

وفود کا اکرام

”آنحضرت ﷺ کا ذاتی اسوہ یہ تھا، باوجود اسکے کہ آپ نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور لباس اور خوراک میں کوئی تکلف کا پہلو نہیں تھا۔ مگر آپ نے بیرونی قوموں کے وفود کے استقبال کیلئے خاص لباس رکھا ہوا تھا اور جب بھی کوئی وفد آتا تھا آپ اس خاص لباس کو پہن کر اس سے ملاقات فرماتے تھے تاکہ آپ باہر سے آنے والے مہمانوں کا واجبی اکرام کرسکیں اور آپ کو وفود کے اکرام کا اتنا خیال تھا کہ مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ میرے پیچھے وفود کے اکرام میں کمی نہ آنے دینا۔“
(چالیس جواہر پارے، صفحہ 99)

بستر میں سادگی

آپؐ کا بستر بھی نہایت سادہ ہوتا تھا۔ بالعموم ایک چمڑا یا اونٹ کے بالوں کا ایک کپڑا ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارا بستر اتنا چھوٹا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت کیلئے اٹھتے تو میں ایک طرف ہو کر لیٹ جاتی تھی اور بوجہ اس کے کہ بستر چھوٹا ہوتا تھا، جب آپ عبادت کیلئے کھڑے ہوجاتے تو میں ٹانگیں لمبی کر لیا کرتی اور جب آپ سجدہ کرتے تو میں ٹانگیں سمیٹ لیا کرتی۔
(بخاری، باب الصلوٰۃ علی الفراش) (کتاب نبیوں کا سردار، صفحہ 263 تا 264)

مکان اور رہائش میں سادگی

رہائشی مکان کے متعلق بھی آپ سادگی کو پسند کرتے تھے۔ بالعموم آپ کے گھروں میں ایک ایک کمرہ ہوتا تھا اور چھوٹا سا صحن۔ اس کمرہ میں ایک رسی بندھی ہوئی ہوتی تھی جس پر کپڑا ڈالکر ملاقات کے وقت میں آپ اپنے ملنے والوں سے علیحدہ بیٹھ کر گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ چارپائی آپ استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ زمین پر ہی بستر بچھا کر سوتے تھے۔ آپکی رہائش کی سادگی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حضرت عائشہؓ نے آپ کی وفات کے بعد فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں کئی دفعہ صرف پانی اور کھجور پر ہی گذارا کرنا پڑتا تھا یہاں تک کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی اس دن بھی ہمارے گھر میں سوائے کھجور اور پانی کے کھانے کیلئے اور کچھ نہیں تھا۔
(بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الرطب والتمر)
(کتاب نبیوں کا سردار، صفحہ 264)

غرباء کے مالوں کی حفاظت

”اسلام کی فتح کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے اموال آتے جنہیں آپ مستحقین میں تقسیم کر دیتے ...... اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے صدقہ کو اپنی اولاد کیلئے حرام کر دیا تا ایسا نہ ہو کہ آپ کے اعزاز اور احترام کی وجہ سے صدقہ کے اموال لوگ آپؐ کی اولاد میں ہی تقسیم کر دیا کریں اور دوسرے غریب محروم رہ جائیں۔“
(ماخوذ از کتاب نبیوں کا سردار از قلم خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 291 تا 292)

خدا کے تول میں اعلیٰ اور وزنی خلق

ابوداؤد میں ایک حدیث ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ (مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند القبائل) کہ خدا تعالیٰ کے تول میں کوئی چیز اعلیٰ اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔ دراصل اعلیٰ اخلاق ہی نیکی کی بنیاد اور روحانیت کی جڑ ہیں۔ اعلیٰ اخلاق نام ہے بنی نوع انسان کیساتھ اعلیٰ ترین سلوک کا اور اسلام کی تعلیم کے دو ہی بڑے ستون ہیں خدا تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بنی نوع انسان کے سب سے بڑے محسن ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ سے لیکر بندہ تک کے حقوق مقرر فرمائے ہیں اور بندوں میں بادشاہ سے لیکر غلام تک کے بارہ میں حقوق ادا کرنے کے متعلق احکام بیان فرمائے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مسکراتے ہوئے چہرہ سے بھی کسی کو ملو گے تو یہ ایک اعلیٰ خلق ہے اور اسکا تم ثواب حاصل کرو گے۔ نیز فرمایا راستے میں کانٹے ہٹا دو گے یا کوئی اور چیز جس سے ٹھوکر کھانے کا ڈر ہو تو یہ بھی ایک خلق ہے۔
(ماخوذ از کتاب خطابات مریم، جلد اوّل، صفحہ 298)

تحمل

تحمل بھی اخلاق فاضلہ میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا خلق ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت بھی عطا کی آپؐ ہر ایک کی بات سنتے اگر کوئی شخص سختی بھی کرتا تو آپ خاموش ہو جاتے۔ آپ جب باہر تشریف لے جاتے تو لوگ آپؐ کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے اور اپنی حاجات بیان فرماتے جب تک وہ اپنی بات ختم نہ کر لیتے آپؐ سنتے رہتے۔

عدل وانصاف

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک مقدمہ آتا ہے جس میں ایک بڑے خاندان کی عورت نے کسی کا مال لیا تھا جب بات ظاہر ہوگئی تو لوگوں نے چاہا کہ اس عورت کو سزا نہ ہونے دیں ایک بڑے گھر کی عورت ہے بدنامی ہوگی لوگوں نے اسامہ بن زید سے کہا کہ آپ رسول کریم ﷺ کے پاس سفارش لیکر جائیں اسامہ گئے ابھی بات شروع ہی کی تھی کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی اس قسم کا جرم کرتی تو میں اسے سزا دیئے بغیر نہ رہتا۔ (مسلم، کتاب الحدود)

جنگ بدر کا واقعہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو رسول کریم ﷺ کے چچا تھے اور ابھی اسلام نہ لائے تھے جنگ میں قید ہوئے جہاں قیدی بندھے ہوئے تھے اسکے قریب ہی آپ ﷺ کا خیمہ تھا۔ حضرت عباسؓ کے کراہنے کی آواز آپ کو پہنچی تو آپ ﷺ بے چین ہوگئے۔ صحابہ نے جو آپ ﷺ کی بے چینی اور کرب دیکھا تو حضرت عباسؓ کے ہاتھوں کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا جیسے میرے رشتہ دار ویسے دوسروں کے رشتہ دار۔ یا ان کی بھی رسیاں ڈھیلی کرو یا ان کی بھی کس دو۔ صحابہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے انہوں نے سب کی رسیاں کھول دیں اور پہرہ کا انتظام کر دیا۔

ایفائے عہد

ایک دفعہ ایک حکومت کا ایلچی آپؐ کے پاس آیا اور چند روز میں ہی اتنا متاثر ہوا کہ اسلام لے آیا اور عرض کی میں اسلام لا چکا ہوں کیا اعلان کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ مناسب نہیں تم اپنی حکومت کے ایلچی ہو اسی حالت میں واپس جاؤ۔ وہاں جا کر اگر تمہارے دل میں اسلام کی محبت قائم رہی تو پھر واپس آکر اسلام قبول کرنا۔ (ابوداؤد)

صبر واستقامت

صبر اور استقامت کا جو نمونہ آپؐ نے دکھایا تاریخ عالم اسکی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔ مکہ میں آپؐ کے ساتھ وہ ظلم کئے گئے کہ اس سے قبل کسی نبی کے ساتھ ایسا سلوک روا نہ رکھا گیا ہوگا مگر آپؐ نے خدا تعالیٰ کی راہ میں صبر سے کام لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب رسالہ اسلام اور جہاد میں فرماتے ہیں: ”خدا کے پاک ور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی۔“ (روحانی خزائن، جلد 17، گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ 5)

چشم پوشی

ایک اعلیٰ درجہ کا خلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بندہ کسی دوسرے بندہ کا گناہ دنیا میں چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ قیامت کے دن چھپائے گا۔ (مسلم) نیز یہ بھی آپؐ سے مروی ہے کہ

آپؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ہر شخص کا گناہ توبہ سے مٹ جائے گا مگر جو اپنے گناہوں کا آپ اظہار کرتے پھریں ان کا کوئی علاج نہیں۔

آپؐ کے دن کا آغاز

آپؐ کے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا۔ اسکی خوبصورتی اور دلآویزی کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں بھی بیان نہیں کرسکتی کہ کس طرح اپنے مولیٰ کے حضور گڑ گڑاتے اور اصلاح امت کیلئے دعائیں کرتے۔ بگڑتی انسانیت کو سنوارنے کیلئے عرش الٰہی کو ہلاتے۔ کفر کے اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کے شہر میں لانے کیلئے التجائیں کرتے۔ کھڑے کھڑے پاؤں متورم ہوجاتے۔ نماز فجر کے بعد صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے۔ انکا حال احوال دریافت فرماتے۔ ان میں اگر کوئی غیر حاضر ہوتا تو اس کے بارہ میں معلوم فرماتے۔ اگر کوئی صحابی سفر پر گئے ہوتے تو اس کیلئے دعا کرتے۔ کوئی بیمار ہوتا تو عیادت کرتے۔(کنز العمال، جلد 7، صفحہ 153، باب الجلوس والمجالس)

دلنشیں معاشرت

آپ ﷺ کی دلنشیں معاشرت کا نقشہ حضرت علیؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نہایت عمدہ اخلاق کے مالک اور نرم خو تھے۔ ترش رو تھے نہ تند خو۔ کوئی فحش بات زبان پر نہ لاتے۔ چیخ چیخ کر کلام نہ فرماتے۔ عیب نہ نکالتے۔ بخل نہ کرتے۔ جو بات پسند نہ آتی اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ تین باتوں سے آپؐ کلیۃً آزاد تھے۔ جھگڑا، تکبر، لایعنی وفضول باتوں سے پرہیز کرتے۔ آپؐ کسی کی مذمت نہ کرتے۔ کسی کی غیبت نہ کرتے اور کسی کی بھی پردہ دری نہ کرتے۔ آپ صرف ان امور سے متعلق گفتگو فرماتے جن میں ثواب کی امید ہو۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تو دوسرے گفتگو کرتے۔ مگر جب ایک شخص کلام کر رہا ہوتا تو باقی خاموشی سے سنتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات مکمل کر لیتا۔ آپؐ صحابہ کی بات توجہ سے سنتے۔ آپ ان باتوں سے خوش ہوتے جن پر صحابہ خوش ہوتے آپؐ اجنبی شخص کے گفتگو اور سوال میں تلخی پر صبر فرماتے۔

(شمائل النبی ﷺ تصنیف الامام حضرت ابن عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی 209 ہجری تا 279 ہجری)

ضرورت مند کی ضرورت پوری فرماتے

آنحضرت ﷺ ہمیشہ ضرورت مند کی ضرورت پوری فرماتے۔ دوسروں کو بھی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کی طرف توجہ دلاتے۔ فرمایا کرتے تھے اگر کسی ضرورت مند کو دیکھو تو اسے دے سکتے ہو تو ضرور دو ورنہ اس کی مدد کیلئے دوسروں کو تحریص کرو کیونکہ نیک سفارش کا بھی اجر ہوتا ہے۔ مبالغہ آمیز تعریف ہرگز پسند نہ فرماتے سوائے اسکے کہ وہ جائز حدود کے اندر ہو۔

(بخاری، کتاب الادب)

آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور بلندی کردار کے بارہ حضرت خدیجہؓ کی گواہی

آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور بلندی کردار کے بارہ میں حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے فرماتی ہیں۔ آپؐ صلہ رحمی کرنے والے، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والے، گمشدہ اخلاق اور نیکیوں کو زندہ کرنے والے، مہمان نواز اور حق میں مصائب پر مدد کرنے والے ہیں۔

(بخاری، کتاب بدء الوحی)

آپؐ اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان فیض پہنچانے کا واسطہ بن گئے

پس یہ حقیقت ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی صفات کے کامل ظہور کیلئے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی کامل تجلی آپ ﷺ پر ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ کی راہ میں انتہائی درجہ تک فنا ہوکر وہ اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ○ (النجم 8 تا 9) یعنی آپ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک واسطہ بن گئے۔ فیض پہنچانے کا اور یہ واسطہ آپ صرف اپنے زمانہ کیلئے نہیں تھے بلکہ ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دستور قرار دیا گیا کہ اب اللہ تعالیٰ کا قرب صرف آپ کے ہی واسطہ سے ملے گا۔

آپؐ ہمدردی مخلوق کی خاطر اور محبت الٰہی کے جوش میں بے تاب اسے ملنے کیلئے قریب ہوئے تو پیارا خدا بھی اپنی رحمت کے جوش میں اوپر سے نیچے آگیا۔ اس طرح وہ دونوں دو کمانوں کے وتر کی شکل میں ہو گئے بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ جسے مقام اتصال کہا جاتا ہے۔ اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کے مظہر اتم بن گئے۔ یہ مقام سوائے آپؐ کے کسی نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا نہیں کیا گیا۔ سبحان اللہ

آپؐ کی بے مثال شفقت کا ایک اور ثبوت

اور وہ جو قادیان میں ایک نور نازل ہوا اگر خدا تعالیٰ کی پایاں رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال شفقت کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایک دفعہ دنیا کو انتہائی ضلالت و گمراہی میں دیکھا اور امت کو انتہائی ذلت کی حالت میں پایا تو آپؐ کا دریائے رحمت پھر ایک دفعہ جوش میں آیا اور آپؐ کی روح پھر امت کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی۔ تب آپ کے خدا نے آپ ہی کے گود کے پالے کو، ہاں آپ ہی کے بیٹے کو بھیجا کہ وہ دنیا میں جا کر دنیا کو پھر ایک بار اپنے روحانی باپ اپنے رسول مطاع کی محبت و شفقت کا نظارہ دکھائے کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنۡ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنۡ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

(از کتابچہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقریر صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب، صفحہ 61)

الغرض آپؐ اولین و آخرین کیلئے رحمت ہیں۔ آپ انبیاء کیلئے رحمت ہیں کیونکہ آپؐ ہی خاتم النّبیین ہیں۔ آپؐ ہی کی مہر نے ان کو مقام نبوت تک پہنچایا اور قرب الٰہی کا وارث کیا۔ آپؐ مصدق ہیں جنہوں نے پہلے انبیاء کی صداقت کو دلائل سے منوایا ورنہ ہمارے پاس ان کی صداقت کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ آپؐ ہی تمام انبیاء میں سے ایک ایسے یکتا وجود ہیں جنہوں نے اپنی امت سے اقرار کروایا کہ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ (البقرہ: 286) اصولی طور پر سب رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ نیز بعض کو بعض پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت بھی دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک اور مقام پر فرمایا: لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ (البقرہ 137) کہ ہم اللہ کے نبیوں میں فرق نہیں کرتے۔ یعنی اے مسلمانو! تم دنیا کو بتادو کہ ہم تمام انبیاء کی تعلیم پر ایمان لاتے ہیں خواہ وہ کسی ملک یا قوم میں پیدا ہوئے تھے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں تفرقہ نہیں کرتے کہ کسی کو قبول کریں اور کسی کو نہ کریں بلکہ ہم سب کو قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ سب ایک ہی خدا کی طرف سے آئے تھے۔

کیا خوب اسلامی تعلیم ہے جس نے سارے جھگڑے ختم کر دیئے۔ اس طرح آپؐ اپنے سے پہلے زمانہ کیلئے رحمت ثابت ہوئے۔ (سبحان اللہ)

آپؐ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ دوسرا وہ موقع تھا جبکہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔ تیسرا وہ نازک موقع تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کرلیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ چوتھا وہ موقع تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دیدی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی۔ اور بہت وزن اسکا دیا گیا تھا۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کیلئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کیلئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پُرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہوجانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23 صفحہ 252 حاشیہ)

وحشت خیز معاشرے میں انقلاب عظیم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمۡ وَ بَارِکۡ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ بِعَدَدِ ہَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ وَ حُزۡنِہٖ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ وَ اَنۡزِلۡ عَلَیۡہِ اَنۡوَارَ رَحۡمَتِکَ اِلَی الۡاَبَدِ''

(برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 10)

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنئ راز نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

یہ آپ کو عطا ہونے والے عظیم الشان مقام محمدیت کی تجلی تھی جس نے عرب کی روحانیت اور علم سے خالی اور بنجر زمین کو گلہائے روحانیت سے لالہ زار کر دیا۔ آپ کے ہاتھوں سے انسانی تاریخ کا سب سے بڑا معجزہ ظاہر ہوا اور قرآن کریم اور اس کے نور سے استفادہ کرنے والوں نے علم وعمل کے وہ چراغ روشن کئے جس پر انسانی تاریخ آج بھی انگشت بدنداں ہے۔ آپ کے اس عظیم الشام مقام کا احاطہ کرنا الفاظ میں ممکن نہیں۔ وہ وجود جس کی تعریفیں خود رب کریم کر رہا ہو۔ یہ انقلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت کے درخشندہ پہلوؤں کا ایک عظیم سنہری باب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلالی ظہور شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات وتصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور انکا ظہور خدا کا ظہور اور انکا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَہَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر شامل کرلیا اور آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔ ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اسکی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہوگئیں اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی۔''(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 277 تا 279 حاشیہ)

دیکھیں حق کس شان سے آیا کہ تئیس برس کے قلیل عرصہ میں عرب کی کایہ پلٹ گئی اور وہ مقدس گھر جو بنی نوع انسان کی عبادت کیلئے اولین طور پر بنایا گیا تھا اب وہاں خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والے سجدہ ریز ہونے لگے۔ سبحان اللہ کیا عظیم انقلاب ہوا۔

سیرت کا سنہری نمایاں پہلو باب رحمت حجۃ الوداع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

نویں سال ہجری میں آپؐ نے مکہ کا حج فرمایا اور اس دن آپؐ پر قرآن شریف کی یہ مشہور آیت نازل ہوئی اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ: 4) یعنی آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور جتنے روحانی انعامات خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہو سکتے ہیں وہ سب میں نے تمہاری

امت کو بخش دیئے ہیں اور اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارا دین خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہو۔

یہ آیت آپ نے مزدلفہ کے میدان میں جب کہ حج کیلئے لوگ جمع ہوتے ہیں سب لوگوں کے سامنے با آواز بلند پڑھ کر سنائی۔ مزدلفہ سے لوٹنے پر حج کے قواعد کے مطابق آپ منیٰ میں ٹھہرے اور گیارھویں ذوالحجہ کو آپ نے تمام مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہوکر ایک تقریر کی جس کا مضمون یہ تھا۔

اَے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہوکر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کیلئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کیلئے وراثت میں اُس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچے کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپکو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اسکے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اس پر ہے۔ اَے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ با قاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جاسکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور جو ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا بھی ہمیشہ خیال رکھنا) اے لوگو تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کچھ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی کچھ پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اور کے پاس فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اے لوگو جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کون سا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ علاقہ کون سا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! یہ مقدس مہینہ ہے، یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے، جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اور اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کیلئے نہیں، کل کیلئے نہیں بلکہ اس دن تک کیلئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے۔''

(بخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع)

یہ مختصر سا خطبہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کی بہتری اور انکا امن کیسا مدنظر تھا اور عورتوں اور کمزوروں کے حقوق کا آپ کو کیسا خیال تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کر رہے تھے کہ اب موت قریب آرہی ہے شاید اللہ تعالیٰ آپؐ کو بتا چکا تھا کہ اب آپ کی زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ آپ نے نہ چاہا کہ وہ عورتیں جو انسانی پیدائش کے شروع سے مردوں کی غلام قرار دی جاتی تھیں ان کے حقوق کو محفوظ کرنے کا حکم دینے سے پہلے آپ اس دنیا سے گزر جائیں۔ وہ جنگی قیدی جن کو لوگ غلام کا نام دیا کرتے تھے اور جن پر طرح طرح کے مظالم کیا کرتے تھے آپ نے نہ چاہا کہ ان کے حقوق کو محفوظ کر دینے سے پہلے آپ اس دنیا سے گزر جائیں۔ وہ بنی نوع انسان کا باہمی فرق اور امتیاز جو انسانوں میں سے بعض کو تو آسمان پر چڑھا دیتا تھا اور بعض کو تحت الثریٰ میں گرا دیتا تھا۔ جو قوموں قوموں اور ملکوں ملکوں کے درمیان تفرقہ اور لڑائی پیدا کرنے اور اس کو جاری رکھنے کا موجب ہوتا تھا آپ نے نہ چاہا کہ جب تک اس تفرقہ اور امتیاز کو مٹا نہ دیں اس دنیا سے گزر جائیں۔ وہ ایک دوسرے کے حقوق پر چھاپے مارنا اور ایک دوسرے کی جان اور مال کو اپنے لئے جائز سمجھنا جو ہمیشہ ہی بد اخلاقی کے زمانہ میں انسان کی سب سے بڑی لعنت ہوتا ہے آپ نے نہ چاہا کہ جب تک اس روح کو کچل نہ دیں اور جب تک بنی نوع انسان کی جانوں اور ان کے مالوں کو وہی تقدس اور وہی حرمت نہ بخش دیں جو خدا تعالیٰ کے مقدس مہینوں اور خدا تعالیٰ کے مقدس اور بابرکت مقاموں کو حاصل ہے آپ اس دنیا سے گزر جائیں۔ کیا عورتوں کی ہمدردی، ماتحت لوگوں کی ہمدردی، بنی نوع انسان میں امن اور آرام کے قیام کی خواہش اور بنی نوع انسان میں مساوات کے قیام کی خواہش اتنی شدید دنیا کے کسی اور انسان میں پائی جاتی ہے؟ کیا آدم سے لیکر آج تک کسی انسان نے بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی کا ایسا جذبہ اور ایسا جوش دکھایا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں آج تک عورت اپنی جائیداد کی مالک ہے جبکہ یورپ نے اس درجہ کو اسلام کے تیرہ سو سال بعد حاصل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ہر شخص دوسرے کے برابر ہو جاتا ہے خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ اور ذلیل سمجھی جانے والی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ حریت اور مساوات کا جذبہ صرف اور صرف اسلام نے ہی دنیا میں قائم کیا ہے اور ایسے رنگ میں قائم کیا ہے کہ آج تک بھی دنیا کی دوسری قومیں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتیں۔ ہماری مسجد میں ایک بادشاہ اور ایک معزز ترین مذہبی پیشوا اور ایک عامی برابر ہیں ان میں کوئی فرق اور امتیاز قائم نہیں کر سکتا جبکہ دوسرے مذاہب کے معبد بڑوں اور چھوٹوں کے امتیاز کو اب تک ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ گو وہ قومیں شاید حریت اور مساوات کا دعویٰ مسلمانوں سے بھی زیادہ بلند آواز سے کر رہی ہیں۔

(از کتاب نبیوں کا سردار از قلم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 239 تا 243)

اس حجۃ الوداع کے خطبہ میں عالمگیر انسانی حقوق کا منشور قائم کیا گیا ہے۔ اسکے بغیر دنیا کی کوئی حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ دنیا کی بقا اسی پر ہی قائم کی گئی ہے اور رہے گی (انشاءاللہ) U.N.O کو اس معیار پر قائم ہونا لازماً پڑے گا۔ ورنہ دنیا ہلاکت میں خود اپنے آپکو جھونک دے گی۔ اللہ کرے یہ عقل وفہم دنیا کی حکومتوں کو نصیب ہو اور معصوم انسانیت زندہ باد کے نعرے لگا کر امن کے جھنڈے تلے راحت وسکون کی سانس لے سکے۔ آمین۔

وقتاً فوقتاً خلفائے احمدیت نے سربراہان ممالک کو توجہ دلائی ہے اور فرزندان احمدیت کو بھی خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے اسلام واحمدیت کے غلبہ کے دن جلد سے جلد ہماری زندگیوں میں لائے۔ اللہ تعالیٰ ان پرسوز دعاؤں کو جلد درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''رحمۃ للعلمین''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود دنیا کے ہر شخص کیلئے مجسم رحمت تھا۔ کیا امیر، کیا غریب، کیا مرد، کیا عورت، کیا بچہ، کیا بڑا، کیا آقا، کیا غلام اور کیا انسان اور کیا جانور غرض تمام موجودات کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت وشفقت تھے۔

غلاموں کیلئے رحمت

غلاموں کا اس درجہ خیال ہمارے آقا سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا کہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آخری الفاظ جو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے وفات کے وقت سنے جا سکے وہ یہ تھے اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (سنن ابن ماجہ، کتاب ماجاء فی الجنائز) اَے مسلمانو! نماز اور غلاموں کے متعلق میری تعلیم نہ بھولنا اللہ اللہ کتنا درد تھا غلاموں کا آپؐ کو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

غرباء کیلئے رحمت

آپؐ نے غرباء کی عزت واحترام کو سوسائٹی میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بادشاہت عطا فرمائی۔ دولت آپؐ کے قدموں پر نثار ہوئی لیکن آپؐ سب کچھ غرباء میں تقسیم فرما دیتے تھے اور ساتھ ہی عزت نفس کا سبق بھی ان کو دیتے تھے اور سوال کرنے سے منع فرماتے تھے۔ امت محمدیہ کو یہ تعلیم دی کہ تم خود غرباء کا خیال رکھو اور ان کو بتا دیا کہ وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذّٰریٰت: 20) کہ غرباء کا ان کے مالوں میں حق ہے ان لوگوں کا بھی حق ہے جو اپنی حاجات کا اظہار کر دیں اور محروم یعنی مسکین کا بھی۔ اور مسکین کی تعریف آپؐ نے یہ بیان فرمائی کہ مسکین وہ ہے کہ خواہ کتنی بھی تکلیف اٹھائے سوال نہ کرے۔

یتیموں کیلئے رحمت

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی بے انتہا تاکید فرمائی۔ یتیموں کے متعلق دنیا کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی اطلاع دی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ (سورۃ الضحٰی: 10) یتیموں کی پرورش اس طرح کیا کرو کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم لوگوں کے صدقوں پر پل رہے ہیں جس سے ان کی ہمتیں مرجائیں بلکہ انکو اپنے عزیزوں کی طرح پالو جس سے ان کی ہمتیں بلند ہوں۔

ہمسایوں کیلئے رحمت

ہمسایوں سے حسن سلوک کی آپؐ بہت نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل بار بار مجھے ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید کرتا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال آتا ہے کہ ہمسایہ کو شاید وارث ہی قرار دے دیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

رشتہ داروں کیلئے رحمت

ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''تیری والدہ'' اس نے دریافت کیا پھر اس کے بعد کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تیری والدہ'' اس نے تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ''تیری والدہ'' پھر اس نے چوتھی مرتبہ یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''والدہ کے بعد تمہارا والد اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔''

(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

اولاد کیلئے رحمت

صرف اولاد کو ہی نبی کریم ﷺ نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید نہیں فرمائی بلکہ ماں باپ کو بھی اولاد کی عزت ان کی اعلیٰ تربیت اور تعلیم کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں: اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ

(ابن ماجہ، کتاب الادب)

طبقہ نسواں کیلئے رحمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طبقہ نسواں پر ان گنت احسانات ہیں۔ اس مضمون میں تفصیل بیان کرنا مشکل ہے۔ آپؐ نے اپنا عملی نمونہ پیش کیا کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء)

عورت کو اسکی جائیداد کا مالک قرار دیا۔ مردوں کو نصیحت فرمائی کہ اگر تم ان میں سے کسی کو خزانہ بھی دے چکے ہو تو اس سے مت لو۔ عورت کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ) کہ ہر مسلمان مرد، عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔

دشمنوں کیلئے رحمت

بے شک آپؐ نے جنگیں لڑیں لیکن مدافعانہ جنگیں تھیں اور آپؐ نے جو تعلیم دی وہ دنیا کی تاریخ میں

سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہے تاریخ شاہد ہے کہ میدان جنگ میں کبھی کسی نے مقابل قوم کا خیال نہیں کیا۔ سوائے مسلمانوں کے کیونکہ ان کو اپنے آقا اور سردار کا حکم تھا کہ جب جنگ کیلئے جاؤ تو بوڑھوں عورتوں اور بچوں کو دکھ نہ دینا۔ فصلیں برباد نہ کرنا۔ ان کے مذہبی لیڈروں اور معبودوں کو نہیں چھیڑنا۔ درخت نہیں کاٹنا وغیرہ۔ یہ خلاصہ ہے ان ہدایات کا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دیں اور جن پر مسلمانوں نے عمل کیا اور جو ملک فتح کیا اس کو گلزار بنا دیا، امن قائم رکھا۔ عدل اور انصاف سے کام کیا۔

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تمام بنی نوع انسان کیلئے رحمت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رنگ میں انسانوں کی غمخواری مظلوموں کی حمایت، بیکسوں کی فریادرسی اور محتاجوں کی حاجت براری کی اس کی مثال تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔

پھر آپؐ صرف اپنے زمانے کے انسان کیلئے ہی رحمت نہیں تھے بلکہ اپنے سے پہلے زمانہ کیلئے بھی رحمت تھے۔ اپنے زمانہ میں ساری دنیا کیلئے رحمت تھے اور مستقبل کیلئے بھی رحمت تھے۔ (ماخوذ از کتاب خطابات مریم، جلد اول، صفحہ 262 تا 275)

فتح مکہ اور لاتثریب علیکم الیوم کا اعلان

دنیا کی تاریخ میں کیا کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے۔ یقیناً نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا حضرت یوسف علیہ السلام نے تو اپنے بھائیوں کو معاف کیا تھا۔ یہاں سرور کائنات بادشاہ دو جہاں نے قوم کی قوم اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکرِ دشمنانِ اسلام کو معاف کیا۔ آپؐ اور صحابہ کرامؓ جس ظلم و ستم کے دور سے گذرے، اپنا وطن عزیز چھوڑا، شہادت کے اعلیٰ مقام پائے، ان تمام مظالم پر ساری حکومتیں قانونی طور پر ظلم اور قتل و غارت اور صلح کے مقدس معاہدے کو توڑنے جیسے گھناؤنے جرم میں ملوث افراد کو واجب القتل قرار دیتی ہیں، لیکن ہمارے محبوب آقا مجسم رحمت نے لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر معانی کا اعلان کر دیا۔ قربان جائیں اپنے محبوب آقا پر۔

آخرت کے شفیع نے اس دنیا میں بھی شفاعت کا نمونہ دکھلا دیا۔ سبحان اللہ

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیك الصلوة علیك السلام

الغرض بنی نوع انسان سے آپ کی شفقت اور ہمدردی کی مثال دینا کی کوئی تاریخ نہیں پیش کر سکتی۔ خود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق گواہی دی کہ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (سورۃ التوبہ 129) اس آیت میں عزیز اور حریص کے الفاظ سے آپ کے مظہر صفت رحمان ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپؐ رحمۃ للعلمین ہیں۔ بنی نوع انسان اور تمام حیوانات تک کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سراپا رحمت ہے۔ سیرت کے موہ لینے والے دلکش دلنشین پہلوؤں کی پاکیزہ جھلکیاں ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی محسن کی یادوں کو بھلا دیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو اس حسین یادوں کو اپنی زندگی کا اہم حصہ بنا نیکی توفیق بخشے۔ نیز اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے اور آپؐ کی محبت اور عقیدت میں بھی بڑھائے کیونکہ کیونکہ آپؐ سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اسکے علاوہ رحمۃ اللعلمین نے مخلوق خدا کیلئے جو دعائیں فرمائی ہیں اور ہم سبکی شفاعت کا آپؐ ہی ذریعہ ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس میں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

قارئین کرام! پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرتؐ کے پیار و محبت کے اظہار میں اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’ہمارا بھی کام ہے…… کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24؍فروری 2006 بحوالہ اخبار بدر 13؍اپریل 2006ء)

……☆……☆……☆……

مہر عورت کا حق ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ عورت کا حق ہے اسے دینا چاہئے۔ اوّل تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے۔ ورنہ بعد ازاں ادا کرنا چاہئے۔ پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر اپنا مہر خاوند کو بخش دیتی ہیں یہ صرف رواج ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 606)

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا اب وہ عورت مرگئی ہے خاوند کیا کرے؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

’’اسے چاہئے کہ اس کا مہر اسکے وارثوں کو دے دے۔ اگر اسکی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے۔ شرعی حصہ لے سکتی ہے اور علیٰ ھذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے۔ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 335)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مہر شرعی حکم ہے عورتوں کو دینا چاہئے ……درست بات یہی ہے پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔

(الازھار لذوات الخمار، جلد اوّل، صفحہ 152)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

بقیہ تقریر از صفحہ نمبر 19

محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لیے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے……خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمت نور دیں بودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

(ترجمہ) کیا ہی اچھا ہوتا اگر قوم کا ہر فرد نور الدین بن جائے۔ مگر یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ جب ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔ (نشان آسمانی، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 410 تا 411)

حاضرین جلسہ! گویا یہ آتشِ عشق یکطرفہ نہیں تھی بلکہ دونوں بابرکت وجود ہی فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصار میں محوِ سفر تھے۔ دونوں ایک ہی منزل مقصود کی تلاش میں سرگرداں تھے اور دونوں ہی احیائے اسلام کی تڑپ دل میں بسائے اپنی نیم شبینہ دعاؤں کے ذریعے کسی معجزے کے منتظر تھے۔ ایسے میں جب اعجازِ مسیحائی کا وہ ظہور ہوا جو 23؍مارچ 1889ء کو ایک تخم کی صورت خاکساری کے لبادے میں ملبوس ہوا اور پھر ابر رحمتِ باری سے روحانی پیاس بجھاتا ہوا بارآور ہوا، اور برسوں مسیحی نفس کی صحبت میں پروان چڑھنے کے بعد 27؍مئی 1908ء کو ظہورِ قدرتِ ثانیہ کے موقع پر ایک ایسے تناور درخت کی صورت نمودار ہوا جس کی سرسبز شاخوں میں ہزاروں روحانی طیور نے خوف سے امن پایا اور لاکھوں مومن اس شجر سایہ دار تلے تسکین جاں اور راحت جاوداں حاصل کرتے رہے۔

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح اول جب خلافت کے منصب پر آپ فائز ہوئے تو جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبلُ اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔

استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی، خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ (خطباتِ نور، صفحہ 131)

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا یہی کارنامہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کے نظام کو مضبوطی سے قائم کر دیا اور خلافت کی ضرورت و اہمیت کو جماعت کے سامنے بار بار پیش کر کے اس عقیدہ کو جماعت میں راسخ کر دیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ انسانی منصوبوں سے کوئی شخص خلیفہ نہیں بن سکتا۔ خلافت کے الٰہی نظام کو مٹانے کے لئے منکرینِ خلافت نے جو فتنہ و فساد برپا کیا اور لوگوں کو ورغلانے اور اپنا ہم خیال بنانے کی جو کارروائیاں کی گئیں آپ نے ان کا تارو پود بکھیر کر رکھ دیا۔

آپ کے دور خلافت میں اشاعت اسلام کے جو عظیم الشان کارنامے ہوئے ہیں جو کہ جماعت احمدیہ کی روحانی اور دنیاوی ترقی کا پیش خیمہ بنے ہیں جس میں مدرسہ تعلیم الاسلام و بورڈنگ ہاؤس کی شاندار عمارتیں تیار ہوئیں، مسجد نور کی عمارت بنائی گئی، نور ہسپتال بنا، مدرسہ احمدیہ قائم ہوا، اخبار نور اور الفضل جاری ہوا، واعظین سلسلہ نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں دورہ جات کئے، لنڈن میں اسلامی مشن کا قیام ہوا اور اس سلسلہ میں خواجہ کمال الدین صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب لنڈن پہنچے۔ ایسے بہت سے فلاح و بہبود کے کام آپ کے دور خلافت میں عمل میں آئے۔

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے سارے دور میں جہاں قرآن وحدیث نبویؐ کے درس و تدریس میں منہمک اور کوشاں رہے وہاں خلافت کے مسئلہ کو بار بار تقریروں اور خطبات میں واضح کیا یہاں تک کہ جماعت کی غالب اکثریت نے اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے 13 مارچ 1914ء بروز جمعہ داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں اپنے محبوب آقا کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (تاریخ احمدیت، جلد 3، صفحہ 511، جدید ایڈیشن)

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

……☆……☆……☆……

اپنے عہد کی پاسداری کرو

پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی، جھوٹ سے اجتناب اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام احمدیت کو پھیلانے کی تلقین

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ یو.کے 2022ء کے موقع پر مورخہ 11 ستمبر 2022ء بمقام Old Farm واقع Kingsley

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز اختتامی خطاب کا اردو ترجمہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس weekend پر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کو اپنا سالانہ اجتماع کورونا وبا کے بعد پہلی مرتبہ بھرپور طریق پر وسیع پیمانے پر منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

پہلے پہل مجلس خدام الاحمدیہ نے کھیلوں کے مقابلوں کو بھی اجتماع کے پروگرام میں شامل کیا تھا تاہم ملکہ معظّمہ الزبتھ دوم کی افسوس ناک وفات کی وجہ سے مَیں نے صدر صاحب کو ہدایت کی کہ احتراماً اس موقعے پر کھیلوں کا انعقاد نہ کیا جائے۔ یہ مَیں نے اس لیے ضروری خیال کیا کیونکہ ملکہ معظّمہ بڑے طویل عرصے سے ہماری ریاست کی سربراہ چلی آرہی تھیں اور انہوں نے بڑے وقار اور انصاف کے ساتھ ستّر برس سے زائد عرصہ اس قوم کی قیادت کی۔

ملکہ معظّمہ کے عہدِ سلطنت میں برطانیہ مذہبی آزادی کے حوالے سے دنیا بھر میں ایک روشن مثال بنا رہا۔ کئی مواقع پر حقیقی مذہبی آزادی اور بین المذاہب ہم آہنگی کیلئے ملکہ معظّمہ ازخود ضامن ثابت ہوئیں۔ پس ہم شکر گزار ہیں کہ ہم مہربان فرماں روا کے دَور میں رہے۔ اسی طرح احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اس بات کو بھی بالخصوص قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد ملکہ الزبتھ ہی کے عہد میں جماعت کو اپنا عالَم گیر مرکز یہاں برطانیہ میں قائم کرنے کا موقع ملا، جہاں آزادی کے ساتھ اپنے دین یعنی اسلام پر عمل پیرا ہونے اور اپنے عقائد کی تبلیغ اور ترویج کی ہمیں توفیق ملی۔ اس کیلئے ہم ہمیشہ ملکہ الزبتھ، حکومتِ برطانیہ اور اس قوم کے شکر گزار رہیں گے۔

علاوہ ازیں ہم دعا کرتے ہیں کہ ہماری ریاست کے نئے سربراہ شاہ چارلس سوم بھی مذہبی آزادی اور عام انصاف پسندی کی اس روایت کو، جو اس قوم کی امتیازی شان ہے جاری رکھیں اور رعایا کے حقوق کی پاسداری کا سلسلہ جاری رہے۔

بہرحال مَیں دعا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اجتماع میں شامل تمام حاضرین نے یہاں منعقد ہونے والے علمی اور دیگر تمام پروگراموں سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا۔

آج اس اختتامی اجلاس میں مَیں مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کی بعض بنیادی ذمہ داریوں اور فرائض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ حقیقی مقصد جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا وہ اس کی عبادت ہے اور اس حوالے سے عبادت کی سب سے بنیادی شکل پنجوقتہ نماز کی ادائیگی ہے۔

ہر ایک شخص جو خود کو مسلمان کہتا ہے اس کا فرض ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ اپنی عبادتوں کی حفاظت کرے اور اس کیلئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ وہ پورے اخلاص کے ساتھ باقاعدگی سے نماز کی ادائیگی کا پابند ہو۔ نماز کو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے فرض قرار دیا ہے کیونکہ اِس کے بغیر انسان روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ

نماز انسان کی روحانی زندگی کیلئے ایسی ناگزیر شے ہے کہ جسکے بغیر اُس کا ایمان اور روحانیت سلامت نہیں رہ سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی نوجوان نماز کی ادائیگی میں بڑے مستعد ہیں اور ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ گہرا اور مضبوط تعلق ہے۔ مَیں نے احمدی نوجوانوں سے ملاقاتوں کے دوران اُن میں عبادت کی یہ روح مشاہدہ کی ہے۔ اِسی طرح اُن کے خطوط سے بھی یہی بات عیاں ہوتی ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کے حوالے سے مطمئن ہوکر بیٹھ جانے کی ہرگز گنجائش نہیں۔ ہم نے کبھی بھی اپنی عبادتوں کے معیار کو گرنے نہیں دینا۔ ہم نے اپنے خالق خدا کے ساتھ تعلق کو مسلسل مضبوط اور مستحکم بناتے چلے جانا ہے۔ جس طرح ہمارے مادی جسموں کو زندہ رہنے کیلئے خوراک اور ہوا کی ضرورت ہے اسی طرح ہماری روحوں کو بھی روحانی غذا کی مسلسل ضرورت ہے۔

اکثر لوگ اپنی پریشانیوں اور ضرورتوں کے وقت تو بڑے جوش اور عاجزی وانکساری کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں مگر جیسے ہی اُن کی مشکلات دُور ہوجاتی ہیں اُن کا روحانی جوش اور ذوق وشوق یک دم ماند پڑ جاتا ہے اور وہ سست ہوکر نمازوں سے غافل ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روحانی حالت موسم کی طرح بدلتی رہتی ہے۔ کبھی گرمی ہوتی ہے تو کبھی سردی، کبھی ہوا ایک سمت کو چل پڑتی ہے تو کبھی دوسری سمت کو، کبھی گرم موسم کے بعد موسلا دھار بارش یا ٹھنڈی ہوا چل پڑتی ہے جس سے عارضی سکون اور آرام تو میسر آجاتا ہے مگر یہ کیفیت دائمی یا دیرپا نہیں ہوا کرتی۔ پس

زندہ رہنے کیلئے جیسے ایک آدمی دائمی طور پر پانی، ہوا اور غذا کا محتاج ہے ویسے ہی اگر وہ روحانی زندگی کا طلب گار ہے تو اسے چاہئے کہ لازماً نماز کے ذریعے مسلسل اپنی روح کی نشوونما کرتا رہے۔ لہٰذا نماز ساری زندگی کیلئے آپ کی ایک ایسی مستقل ساتھی ہونی چاہئے جسے کبھی بھی آپ خود سے دُور نہ ہونے دیں۔

پھر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ اکٹھے ہوکر باجماعت نماز ادا کیا کریں۔

گذشتہ چند برسوں میں کورونا وبا کی وجہ سے ہماری مساجد یا تو بند رہیں یا اُن میں محدود حاضری کی پابندی تھی اور احبابِ جماعت کو ہدایت تھی کہ وہ اپنے گھروں میں نماز باجماعت کا انتظام کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ اب صورتِ حال بہتر ہے اور ہم ایک دفعہ پھر جلسہ، اجتماع اور اپنی دیگر تقاریب وغیرہ کا انعقاد کررہے ہیں۔ حکومتی پابندیاں ختم ہوگئی ہیں اور لوگوں نے پہلے کی طرح بڑی حد تک اپنی روزمرہ سرگرمیوں کا دوبارہ آغاز کردیا ہے۔ تاہم بعض لوگوں کو گھر پر نماز کی ادائیگی کی ایسی عادت پڑگئی ہے کہ وہ ابھی تک مساجد یا نماز سینٹرز میں آنے کی بجائے گھر پر نماز کی ادائیگی کے معمول کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ جیسے کسی مریض کے سانس لینے میں مدد کیلئے آکسیجن کا انتظام کیا جاتا ہے ویسے ہی گھروں پر نماز کی ادائیگی وبا کے عروج کے دَور میں ایک عارضی حل تھا۔ اب الحمدللہ صورتِ حال بہت بہتر ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اپنی روحانی بقا اور کامیابی کیلئے اُن ذرائع کی طرف باقاعدہ لوٹا جائے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں جن کے تحت ہر مسلمان مرد پر واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ مساجد یا نماز سینٹر میں حاضر ہوکر باجماعت نماز کی ادائیگی کو یقینی بنائے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ نماز انسان کی اخلاقی زندگی کا بنیادی جزو ہے۔ یہ انسان کو برائیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی اور نیکیوں اور اچھے اعمال کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ یہ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا وارث بنانے والی اور ہمارے مقصدِ پیدائش کو حاصل کرنے کا اوّلین ذریعہ ہے۔ نماز اور عبادت پر کاربند ہوئے بغیر امامِ وقت کو ماننے اور ایک راست باز جماعت کا حصّہ ہونے اور ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونے کے ہمارے تمام تر دعوے محض بے معنی اور کھوکھلے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ کی عبادت بالخصوص نماز کی پابندی ہمیں نیکی کی طرف اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف لے کر جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا خاص فضل ہے کہ اُس نے ہماری جماعت کو ہر عمر کے مخلص احباب عطا فرمائے ہیں، جو ہر لمحہ ہر قسم کی ڈیوٹی، خدمات اور قربانیوں کیلئے مستعد رہتے ہیں۔ انہیں جب بھی بلایا جاتا ہے تو وہ فوراً 'لبیک' کہتے ہوئے جواب دیتے ہیں اور ایمان کے تقاضے کے مطابق ہر قسم کی خدمات اور قربانیوں کیلئے خود کو پیش کردیتے ہیں۔ مثلاً ابھی جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعے پر ہزاروں مردوں، عورتوں اور بچوں نے اپنے روزمرہ کاموں اور معمولات کا ہرج کرکے خود کو جماعت کی خاطر ڈیوٹی کیلئے پیش کیا، اور اسی طرح کسی حد تک اس اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ خدمت انجام دینے والے بہت سے لوگ کئی کئی دنوں بلکہ ہفتوں تک صحیح طرح سو نہیں سکے مگر اس کے باوجود انہوں نے کبھی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت نہیں برتی نہ ہی کسی قسم کی بے چینی اور تھکاوٹ کا اظہار کیا۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا معاملہ آتا ہے تو دنیا بھر میں بے شمار احمدی ایسے ہیں کہ جیسے ہی کسی مالی تحریک کا اعلان ہو وہ بڑی فراخ دلی کے ساتھ اس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں اور اسلام کی اشاعت کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں پیش کرکے اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں یہ اہم بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ محض عارضی قربانیاں پیش کرنا یا چند روز کیلئے نیکی کے ساتھ زندگی گزارنا کافی نہیں، اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں میں ایک مستقل نیک تبدیلی چاہتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس کے حصول کیلئے بنیادی شرط نماز ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت: 46) نماز کو قائم کرو۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نماز قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے بچانے کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند تمام باتوں سے روکتی ہے۔ پس چاہئے کہ

برائی سے نجات اور اخلاقی زندگی کے حصول کیلئے انسان پورے خشوع وخضوع اور خلوصِ دل کے ساتھ نماز کو بروقت ادا کرے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ یعنی 'نماز قائم کرو' اس کے معنی یہی ہیں کہ انسان پوری توجہ اور خدا کے حضور کامل عاجزی کے ساتھ نماز کی ادائیگی میں باقاعدہ ہو۔

اس زمانے میں برائیاں بڑی کثرت کے ساتھ معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ گناہوں پر اکسانے والی باتیں معاشرے کی بنیادوں کو تباہ وبرباد کرنے کیلئے قدم قدم پر بکھری پڑی ہیں۔

ایک بڑی برائی جس سے مَیں آپ سب کو خبردار کرنا چاہتا ہوں وہ جھوٹ ہے۔ معاشرے کی ہر سطح پر جھوٹ اس قدر سرایت کرچکا ہے کہ بہت سے لوگ اس برائی کو معمولی خیال کرتے ہوئے، دنیاوی خواہشات اور لالچوں کے پیچھے بنا سوچے سمجھے جھوٹ بولے چلے جاتے ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دروغ گوئی اور کذب بیانی کو انتہائی سنگین گناہ قرار دیا ہے اور فردِ واحد اور معاشرے دونوں کیلئے اسے نقصان دہ بتایا ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

چار عادات اور خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں پائی جاتی ہیں۔ سب سے پہلی اور سب سے اہم علامت جو آنحضور ﷺ نے بیان فرمائی وہ دھوکا دہی اور جھوٹ کی عادت ہے۔ یعنی جب کوئی شخص اپنے ذاتی فائدے کیلئے جھوٹ بولتا یا جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ پھر منافق کی دوسری اور تیسری علامت جو حدیث میں بیان ہوئی وہ یہ ہے کہ وہ اپنے عہدوں اور وعدوں کو پورا نہیں کرتا اور اگر اس پر اعتماد کیا جائے تو وہ اس کا پاس نہیں رکھتا۔ آج کی اس دنیا میں خواہ انسان کی ذاتی زندگی ہو یا پیشہ ورانہ اور کاروباری لین دین، غرض معاشرے کی ہر سطح پر قواعدو ضوابط اور معاہدوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ چاہے انفرادی معاملات ہوں یا اداروں اور تنظیموں کے معاملات یا قوموں اور ممالک کے درمیان ہونے والے معاہدے، سمجھوتے یا اعلامیے انہیں بآسانی توڑ دیا جاتا ہے۔ اسلام میں وعدوں اور معاہدوں میں چھوٹے بڑے کا سوال ہی نہیں ہے۔ خواہ کوئی معاہدہ کتنا ہی چھوٹا اور معمولی ہی کیوں نہ ہو انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس معاہدے اور وعدے کی مکمل پاسداری کرے۔ وگرنہ اس حدیث کے مطابق وہ نفاق کا مرتکب قرار پائے گا۔

چوتھی علامت جو ایک منافق کی اس حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ انسان گندی اور ناپاک زبان کا استعمال کرے اور بحث وتکرار میں گالم گلوچ سے کام لے۔ ایک مومن کیلئے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ گندی اور اشتعال انگیز زبان کا استعمال کرے بلکہ مومن کو ہمیشہ عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے تہذیب اور شائستگی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ پس ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر طرح کی منافقت سے اپنے آپ کو بچائیں اور ہمیشہ اپنے عہدوں کی پاسداری کریں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامِ صادق امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ماننے اور قبول کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کے نتیجے میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھیں گے۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی آپ سب نے کھڑے ہوکر دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد دہرایا ہے۔ یہ عہد ہم باقاعدگی کے ساتھ اپنے اجلاسات اور تقاریب میں اکثر دہراتے ہیں لیکن اگر ان الفاظ کے ساتھ عمل شامل نہیں تو پھر یہ الفاظ محض بے کار اور بے فائدہ ہیں۔

شاید آپ سوچ رہے ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کے کیا معنی ہیں۔ اس کا آسان مطلب یہ ہے کہ جب بھی نماز کا وقت ہو تو آپ اپنے دیگر تمام کاموں کو ایک طرف رکھ کر اللہ کی عبادت کیلئے حاضر ہوجائیں۔ پس اُن استثنائی حالات کے علاوہ کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے نماز جمع کرنے یا تاخیر سے پڑھنے کی اجازت دی ہے تمام خدّام کو چاہئے کہ وہ اپنی نمازیں بروقت اور جہاں تک ممکن ہو باجماعت ادا کریں۔ اسی طرح خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں آپ ہرگز جھوٹ سے کام نہ لیں۔ اپنے عہدوں اور معاہدوں کو کبھی نہ توڑیں، کبھی نامناسب اور غلط زبان کا استعمال نہ کریں۔ دوسروں کے ساتھ معاملات میں کبھی بھی اخلاقیات اور ادب آداب کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ یہ وہ بنیادی عناصر اور امتیازی خصوصیات ہیں جو ایک روادار اور ہم آہنگی پر مبنی معاشرے کے قیام کیلئے ضروری ہیں۔ اگر آپ اپنی زندگیاں اس انداز سے گزاریں گے تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے جہاں ایک طرف اُسکے ساتھ حقیقی اور مستحکم تعلق بنانے والے ہوں گے وہیں دوسری طرف معاشرے میں سچائی کے علَم بردار اور انسانیت کیلئے روشنی کا مینار بن کر ابھریں گے۔

جہاں تک سچائی پر قائم رہنے کا تعلق ہے تو ایسے خدام جو مختلف پیشوں یا کاروبار سے منسلک ہیں وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ کبھی بھی کسی بھی ایسے معاملے میں ملوث نہیں ہوں گے جس میں دھوکا دہی کا معمولی سا بھی شائبہ ہو۔ مثلاً ٹیکس گوشوارے جمع کراتے وقت پوری ایمان داری کے ساتھ اپنی درست آمدنی ظاہر کرتے ہوئے حکومت کو جو بھی واجب الادا رقم ہے وہ ادا کریں۔ پھر نجی یا پیشہ ورانہ زندگی میں جو بھی سرکاری کاغذات یا دستاویزات ہوں ان میں قولِ سدید سے کام لیتے ہوئے بالکل درست معلومات ظاہر کریں۔ اسی طرح چندوں کی ادائیگی میں بھی ایک خادم کو غلط بیانی اور جھوٹ سے ہمیشہ دُور رہنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص پوری شرح کے مطابق ادائیگی نہیں کرسکتا تو وہ باقاعدہ اجازت لے سکتا ہے مگر اپنی مالی حیثیت کے متعلق غلط بیانی سے کام لینا مناسب نہیں، کیونکہ بے ایمانی سے کام لے کر بہرحال خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ناممکن ہے۔

ایک اَور بات جو مَیں اسکول میں پڑھنے والے اطفال اور نَوجوان طالبِ عِلم خدّام سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انہیں اپنے ساتھیوں اور اٹھنے بیٹھنے والے لوگوں کے حوالے سے احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

آپ کی عمر میں آپ کے دوست اور ساتھی جن کے ساتھ آپ وقت گزارتے ہیں بآسانی آپ پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ اگر آپ بری صحبت اختیار کریں گے تو سچائی، نرم دلی اور عمومی ہمدردی کی جگہ جھوٹ، بلا وجہ الجھنا حتیٰ کہ لڑائی جھگڑے جیسی بری عادات کے عادی ہوجائیں گے۔ لہٰذا نَوجوان خدّام اور اطفال کو اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ وہ کن لوگوں میں اٹھ بیٹھ رہے ہیں۔

ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی کریں جو مخلص اور دیانت دار ہوں، جو کسی قسم کی غیر اخلاقی اور بے مقصد سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں۔ پس جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھ رہی ہے اور آپ خودمختار ہورہے ہیں تو ایسے میں کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائیں۔ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیں، اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ لڑائی جھگڑے، گالم گلوچ، فحش کلامی اور اشتعال انگیز زبان کے استعمال سے ہمیشہ مجتنب رہنے والے ہوں۔

بڑی عمر کے خدّام کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ان باتوں کا خیال رکھیں ورنہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ماننے اور حضورؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے دعوے کے باوجود آپ ان تعلیمات سے رُوگردانی کرنے والے بن رہے ہوں گے کہ جن کے قیام کیلئے آپؑ تشریف لائے تھے۔

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو بھی تعلیمات ہمیں دی ہیں وہ تمام تر قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کے عین مطابق ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جھوٹ اور دروغ گوئی کو سنگین گناہ اور تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے کہ جو بے شمار خرابیوں اور اخلاقی پستی کی طرف لے جاتی ہے۔

جھوٹ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہوسکتا۔ نابکار دنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک بیہودہ گوئی ہے۔‘‘ حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں کہ ’’اگر سچ سے گذارہ نہیں ہوسکتا۔ تو پھر جھوٹ سے ہرگز گذارہ نہیں ہوسکتا۔‘‘ حضورؑ فرماتے ہیں کہ ’’افسوس کہ یہ بدبخت لوگ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بدوں گذارہ نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو ہی سمجھتے ہیں۔‘‘ آپؑ نے فرمایا: ’’اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کرکے بیان فرمایا ہے۔‘‘ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس جگہ بت پرستی سے اپنی نفرت کا اظہار فرمایا ہے وہیں اُس نے جھوٹ سے بھی کراہت اور ناپسندیدگی کا ذکر کیا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو آپس میں جوڑا ہے۔ حضورؑ مزید فرماتے ہیں: ’’یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 367) جب ہم خدا کی مدد اور اسکے فضل کے بغیر ایک قدم بلکہ ایک سانس بھی نہیں لے سکتے تو پھر کوئی بھی سمجھدار شخص جھوٹ پر انحصار کیونکر کرے گا۔

پس آج احمدی نَوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کے جھوٹ اور فریب کے خلاف باقاعدہ تحریک اور مہم چلائیں، اور اس سلسلے میں اپنے ذاتی نمونے قائم کریں۔ ہر خادم اور طفل کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ وہ کبھی بھی جھوٹ سے کام نہیں لے گا کیونکہ جھوٹ شرک کا مترادف ہے۔ ایک جانب تو ہم فخر کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اخلاص کے ساتھ خدا کے حضور جھکنے والے، اللہ تعالیٰ کے بندے اور اسکی جماعت ہیں جبکہ دوسری جانب ہمارے درمیان ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جو اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات اور ادنیٰ مقاصد کیلئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہوجانی چاہئے کہ جو لوگ جھوٹ پر انحصار جاری رکھے ہوئے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے مدد کی امید نہ رکھیں کیونکہ وہ ان کی دعاؤں کو ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اب وقت آچکا ہے کہ ہر خادم اور ہر طفل یہ عہد کرے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ اب وہ وقت ہے کہ آپ سچائی کے قیام کیلئے باقاعدہ تحریک چلائیں اور اللہ تعالیٰ کی بہترین رنگ میں عبادت کرنے والے اور اخلاق کے بلند معیار قائم کرنے والے بن جائیں۔

اگر ہمارے نَوجوان ہر قسم کے جھوٹ کو ترک کرنے والے اور سچائی پر قائم ہونے والے بن جائیں تو باقی تمام عمدہ اخلاق از خود ان میں پیدا ہوجائیں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص جھوٹ کو چھوڑ دیتا ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دھوکا دہی کا مرتکب ہوسکے۔ اسی طرح نہ وہ اپنے عہدوں کو توڑنے والے ہوسکتے ہیں اور نہ ہی وہ لعن طعن کرنے والے اور ناپاک زبان کا استعمال کرنے والے ہوسکتے ہیں۔ بلکہ ایسے مرد یا ایسی عورتیں تو اُن اچھے اخلاق کو اپنانے والے ہوں گے کہ جو ایک روادار اور پُرامن معاشرے کے قیام کیلئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ بے شک آج کے معاشرے میں، خواہ چھوٹے پیمانے پر گھریلو ماحول میں یا پھر وسیع تر سطح پر عمومی معاشرے میں پھیلی ہوئی حد درجہ ناانصافی اور بدنظمی کی بنیادی وجوہات یہی عہد شکنی اور جھوٹ ہیں۔ پس آپ کو یہ بات یقینی بنانا ہوگی کہ آپ جھوٹ سے کام نہ لیں بلکہ کبھی بھی سچ سے ذرّہ برابر بھی انحراف نہ کریں۔ اگر ہم نیکی اور تقویٰ کے ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں جو ہمیں نفاق کی زنجیروں سے آزادی دلانے والے ہیں تو تب ہی ہم دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کے اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے بن سکتے ہیں۔

اگر تمام احمدی نَوجوان اِن بلند معیاروں کو حاصل کرنے والے بن جائیں تو وہ معاشرے میں وسیع تر پاک تبدیلی پیدا کرنے والے اور ایک خادم سے وابستہ اُن توقعات کو پورا کرنے والے بن جائیں گے جو حضرت مصلح موعودؓ نے گہرے غور وفکر کے بعد قائم فرمائی تھیں یعنی ’’قوموں کی اصلاح نَوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔‘‘

ہمیشہ یاد رکھیں! کہ حضرت مصلح موعودؓ کے یہ سنہری الفاظ محض خدام الاحمدیہ کے اجتماعات وغیرہ کے موقعے پر بینرز (banners) پر آویزاں کرنے کیلئے نہیں ہیں۔ چند سال پہلے مَیں نے مجلس خدام الاحمدیہ کو اس نصب العین کے بیجز (Badges) تیار کروانے کی ہدایت کی تھی، اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس طرح حضرت مصلح موعودؓ کے یہ زرّیں الفاظ ہمیشہ خدّام کے پیشِ نظر رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین ننگل باغبانہ، قادیان

لیکن جب تک ہمارے نَوجوان پختہ ارادے اور پورے استقلال کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے قوم کی اصلاح کا بیڑہ نہیں اٹھاتے تب تک ہم جتنے مرضی بینرز اور بیجز بنالیں یہ سب بے معنی اور بے مقصد رہیں گے۔ پس ہر خادم اور ہر طفل کو پوری جاں فشانی کے ساتھ اپنی اصلاح اور پاک تبدیلی کیلئے یہ سوچتے ہوئے کوشش کرنا ہوگی کہ یہ اُس کی ذاتی ذمہ داری اور مشن ہے کہ وہ اپنی قوم اور لوگوں کی راہنمائی اور اصلاح کیلئے نمونہ قائم کرے۔

ہر احمدی کا یہ فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ کے ذریعے حقیقی اسلام کے پیغام کو پھیلائے۔

پس آپ سب کو خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل کیلئے پورے زور کے ساتھ اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بلند کرنا ہوگا۔ آپ کے قول و عمل میں ہلکا سا بھی تضاد نہ ہو۔ آپ جس چیز کی تبلیغ کرتے ہیں اس پر عمل بھی کریں ورنہ آپ جھوٹ کے مرتکب ہو رہے ہوں گے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منافق کی علامت قرار دیا ہے۔ اسی طرح ہر خادم، طفل اور ہر عہدے دار بلکہ ہر احمدی کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ پر مسلسل غور کرتے رہنا چاہئے۔

آپ کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ بیش بہا اور نادر الفاظ محض فقرہ یا نعرہ نہیں بلکہ ایک مسلسل دعوتِ عمل اور احمدی نَوجوانوں کے اخلاقی معیار کا مظہر ہیں۔ یہ الفاظ ہر خادم کیلئے ایک مطمح نظر اور مقصد کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ الفاظ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور دنیا میں پاک تبدیلی کیلئے کوشش پر آمادہ کرنے والے ہونے چاہئیں۔ آپ کا ہر قدم آپ کو نیکی میں بڑھانے والا ہو کیونکہ آپ کی روحانی ترقی اور اصلاح جماعت کی کامیابی اور ترقی کی ضامن ہے۔

وہ نَوجوان جنہوں نے ابھی خدام الاحمدیہ میں قدم رکھا ہے مَیں ان سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ابھی ان کے کھیل کُود اور تفریح کے دن ہیں۔ آپ اپنی اُس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ جہاں آپ کی سوچ اور عمل دونوں میں روزانہ کی بنیاد پر پختگی پیدا ہونی چاہئے۔

گزشتہ کچھ عرصے سے مَیں اپنے جمعہ کے خُطبات میں اسلام کے ابتدائی دَور کی تاریخ بیان کر رہا ہوں اور اِس دوران مَیں نے اُس عہد کے بہت سے نَوجوانوں کے واقعات بھی بیان کیے ہیں جو آپ کے ہی ہم عمر تھے اور جنہوں نے اسلام کی خاطر بڑی غیر معمولی قربانیاں دے کر عظیم الشان کامیابیاں سمیٹیں۔

یہ سب اس لیے ہوسکا کیونکہ وہ اپنے مقصد اور اس راہ میں حائل رکاوٹوں سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ہر موقعے پر عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور اپنے مقصدِ حیات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے حاصل کرنے کا انحصار خود اُن پر ہے اور یہ اُن کی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھنے والے اور بطور نَوعمر مسلمان اپنی قدر و قیمت اور اہمیت سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بےحیائی اور جہالت کیلئے مشہور اُس معاشرے میں پاک تبدیلی پیدا کرنے میں غیر معمولی کردار ادا کر کے اُسے ایسے نیک اور پاکیزہ معاشرے میں تبدیل کر دیا کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اور جو رہتی دنیا تک انسانیت کیلئے مشعلِ راہ بنی رہے گی۔

آج کے دَور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دعوے کی صداقت پر کامل ایمان کے باعث اب یہ آپ سب کا فرض ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں خواہ آپ کے ذاتی معاملات ہوں یا آپ کے وعدے، عہد یا دعوے، غرض ہر ایک معاملے میں سچائی اور قولِ سدید آپ کا اوڑھنا بچھونا ہو۔

آپ ہمیشہ اپنی زبان کو بےحیائی اور بدکلامی سے پاک رکھنے والے ہوں، بلکہ آپ کی زبان ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے ذکر سے معطّر رہے۔

آج کے دن سے آپ کی سوچ میں سنجیدگی اور عمل میں پختگی آجانی چاہئے اور آپ کو اپنے مقام اور اپنی بھاری ذمہ داریوں کا احساس ہوجانا چاہئے۔ مَیں نے پہلے ذکر کیا کہ کس طرح آپ نے دین کو دنیا کی ہر ایک چیز پر مقدّم رکھنے کا عہد کیا ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جسے آپ معمولی خیال کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا (بنی اسرائیل: 35) یعنی عہد کو پورا کرو یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے عہدوں اور وعدوں کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔ پس اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کہ یہاں کھڑے ہو کر خدام الاحمدیہ کا عہد یا بیعت کے الفاظ دہرا لینا کافی ہے۔ نہیں! بلکہ آپ کو اس عہد کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے جو آپ نے سرِ عام دنیا کے سامنے اور خلیفۂ وقت کے روبرو باندھا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کے اس عہد کے بارے میں، جو آپ نے اعلانیہ طور پر کیا ہے ایک روز آپ سے باز پرس کرے گا؛ ہر لحہ اور ہر آن اس عہد کی پاس داری کیلئے آپ کو کوشاں رہنا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جماعت اور خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت اور وفاداری کے عہد کے متعلق بھی آپ سے سوال کرے گا۔ پس اپنے ایمان اور ملک و قوم کی خاطر کیے گئے اس عہد کو نبھانے کیلئے اپنا پورا زور لگا دیں، اپنے اندر پاک تبدیلی اور اچھی نیک عادات پیدا کرتے ہوئے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور اعلیٰ اخلاق پر ہمیشہ کاربند رہتے ہوئے مسلسل اپنے اس عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔ یہ ہر ایک خادم کی ذمہ داری اور اس کا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے اور بہترین اخلاق اور نیکیوں کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ آپ سچائی پر قائم رہنے والے اور ہر ایک طرح کے جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اپنے عہدوں اور وعدوں کو خواہ وہ کتنے ہی معمولی کیوں نہ ہوں پورا کرنے والے بنیں۔ خدا کرے کہ آپ پوری کوشش اور مضبوط عزم و ہمت کے ساتھ نیکیوں میں قدم آگے سے آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

خدا کرے کہ آپ اسلام کی تبلیغ اور اس کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے اپنے عہد کو نبھانے والے ہوں۔ خدا کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیمات کا جھنڈا دنیا کے گوشے گوشے میں لہرانے کی خواہش اور پُرخلوص جذبہ آپ میں پیدا ہو۔

خدا کرے کہ آپ ہمیشہ نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنے والے ہوں، آپ کے اعمال بلند ترین معیار کے حامل ہوں تا کہ آپ سچائی اور صداقت اور اخلاص اور نیکی کی وہ اعلیٰ مثال بن جائیں جو تمام بنی نوع انسان کیلئے مشعلِ راہ ہو۔ یقیناً جب آپ ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں گے تو آپ معاشرے میں اخلاقی انقلاب برپا کرنے والے بن رہے ہوں گے۔ آپ وہ مشعل بردار ہوں گے جو اس دائمی صداقت کی شمع سے ساری دنیا کو منوّر کرنے والے اور دنیا کو ظلمت کے اندھیروں سے نکالنے والے ہوں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ وہ نَوعمر نَوجوان ہی تھے جنہوں نے عظیم الشان اور ناقابلِ فراموش کامیابیاں حاصل کیں۔

پس آپ خود کو ہرگز کمزور گمان نہ کریں نہ ہی یہ سوچیں کہ آپ اپنی کم عمری کی وجہ سے معاشرے میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ خواہ آپ پندرہ سال کے ہوں یا بیس یا تیس یا چالیس سال کے، یا کسی بھی اَور عمر کے ہوں خدمتِ اسلام کے ہر موقعے کو اِک نعمتِ عظمیٰ سمجھیں گویا یہ آپ کا آخری موقع ہے۔ بےشک ہر خادم اپنی عمر، علم اور تجربے کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور سچائی پر کاربند ہو کر اور اسی طرح اپنے عہدوں اور وعدوں کی پاس داری کرنے کے ذریعے اسلام اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل میں اپنا حصّہ ڈال سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو آسمانِ احمدیت کا درخشندہ ستارہ بنا دے اور آپ اپنے مقصدِ پیدائش کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ مجلس خدّام الاحمدیہ پر ہر لحاظ سے اپنا فضل فرماتا چلا جائے۔ آمین

اب میرے ساتھ دعا میں شامل ہوجائیں۔

(دعا)

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ ایک اعلان ہے کہ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کو مشعلِ راہ جلد اوّل کے پہلے نصف حصہ کو (انگریزی میں) ترجمہ کر کے شائع کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔

یہ کتاب 1938ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے موقعے پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے تاریخی خطاب سے لے کر مجلس خدام الاحمدیہ کے ابتدائی برسوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ انگریزی ترجمہ چھبیس خطابات اور بارہ نظموں پر مشتمل ہے۔

مَیں نے اس کا نام Beacon for the Youth رکھا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ مجموعہ نَوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ثابت ہو۔ آمین

اسی طرح Salat Hub موبائل ایپلیکیشن کے متعلق بھی ایک اعلان ہے۔ یہ Salat Hub موبائل ایپلیکیشن مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ نے بنائی ہے۔ Salat Hub ویب سائٹ کا گذشتہ برس آغاز ہوا تھا اور اب یہ موبائل ایپلیکیشن متعارف کروائی جارہی ہے جو جدید طریقوں کے ذریعے نماز اور اس کا ترجمہ سیکھنے میں مدد کرے گی۔ اس ایپلیکیشن میں بہت سی دلچسپ سرگرمیاں ہیں۔ ایپ استعمال کرنے والا نئے سے نئے لیول کو Unlock کر کے اپنی پیش رفت کا جائزہ بھی لے سکتا ہے۔ بچے نماز سیکھنے کے مراحل میں badges بھی حاصل کر سکتے ہیں اور یہ تمام badges قرآن کریم میں مذکور عربی الفاظ پر مشتمل ہیں جن کے ساتھ اِن الفاظ کی مختصر وضاحت بھی دی گئی ہے۔ ہر عمر کے افرادِ جماعت اس ایپلیکیشن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ فی الوقت یہ ایپلیکیشن iOS ایپ سٹور پر دستیاب ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ Android پر بھی میسر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ ایپلیکیشن نماز کو سیکھنے اور سمجھنے کا مفید ذریعہ ثابت ہو۔ آمین۔ خدّام اور اطفال کو اس ایپ سے استفادہ کرنا چاہئے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل یکم جولائی 2023ء)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

اسلامی سال کو ہجرت سے وابستہ کرنے میں حکمت

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم

اسلامی سال کو ہجرت سے وابستہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟ اس پر محترم مولانا ابوالعطا صاحب جالندھری صاحب کا ایک دلچسپ و ایمان افروز مضمون الفضل سے ہدیۂ قارئین ہے۔ امید ہے قارئین اسے دلچسپی سے پڑھیں گے اور استفادہ فرمائیں گے۔ (ادارہ)

اسلام توحید کا دین ہے۔ اسلام کے نزدیک جملہ نبیوں کی بعثت کی غرض قیام توحید ہی تھی۔ انسان کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک اور واحد یگانہ خدا کی معرفت حاصل کرے اور اس کا ہوکر زندگی بسر کرے اور اسی کی راہ میں اس پر موت آئے۔

اس نصب العین کے پانے کیلئے اسلام نے مسلمانوں کی کامل راہ نمائی فرمائی ہے۔ ان کو ایسے احکام دیئے ہیں ایسی شریعت عطا فرمائی ہے جس سے توحید کا مضمون ہر مرحلہ پر نکھر کر سامنے آجائے اور مومن ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل نہ ہوسکے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اپنے کامل نمونہ کے ساتھ اس بارے میں بہترین مشعل راہ ہے۔

دن اور رات کا اختلاف، آگے پیچھے آنا، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کی تبدیلی، موسموں کا بدلتے رہنا یہ سب امور انسان کی طبیعت کو بیدار کرنے کیلئے ہیں۔ اسکے جسم کے نشو ونما کا ذریعہ بھی ہیں مگر اس کی روح میں بالیدگی پیدا کرنا بھی ان تغیرات کا اہم مقصد ہے۔ ہر نیا دن انسان کے خفتہ خیالات کو بیدار کرنے والا ہے۔ اور ہر نئی رات اس کی زندگی میں تازگی بخشنے والی ہے۔ اسی طرح سالوں کی تبدیلی بھی انسان کو اپنی زندگی کا جائزہ لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ اسی لئے ساری قومیں سال کے آغاز پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتی ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اپنی پیدائش کے دن کو بطور سالگرہ مقرر کررکھا ہے۔ سال کا پہلا دن قوموں کی سالگرہ ہوتا ہے۔ اس دن عام طور پر یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ ہم نے گزشتہ سال میں کیا کام کئے ہیں۔ کتنی ترقی یا تنزل ہوا ہے اور اب آئندہ سال کیلئے ہمارا کیا پروگرام ہے۔ سالانہ پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ پانچ سالہ اور دس سالہ منصوبے بھی بنائے جاتے ہیں۔ بہرحال نئے سال کا آغاز ایک نئی زندگی اور نئی حرکت کا پیغام لے کر آتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے وہ توحید کا مذہب ہے اس لئے اسلام میں سال کا آغاز یا سال کی نسبت کسی انسان کی ولادت یا وفات کی طرف نہیں کی گئی تاکہ اس طرح مشرکانہ خیالات کے پہنچنے کا موقعہ ہی پیدا نہ ہو۔ لیکن اسلام میں بھی سال مقرر ہوا ہے۔ اس کی نسبت بھی تجویز ہوئی ہے۔ مسلمانون کا سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت یا آپ کی وفات کی طرف منسوب نہ ہوا بلکہ مسلمانوں کا سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی طرف منسوب ہوا۔ ہجرت، اسلام اور مسلمانوں کیلئے عمل کا پیغام ہے۔ ہجرت کیوں واقع ہوئی؟ ہجرت تک نوبت اس لئے پہنچی کہ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دعوتِ توحید کے سلسلہ میں چٹان سے بڑھ کر ثابت قدم تھے۔ کوئی ڈر، خوف، طمع یا لالچ آپ کو یا آپ کے متبعین کو جادہ استقامت سے منحرف نہ کرسکتا تھا۔ آپ اور آپ کے ساتھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی منادی کرتے تھے اور شرک اور بت پرستی کے خلاف دلائل و براہین کے ذریعہ موثر جہاد کرتے تھے۔ مشرک لوگ اس بات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھے ان کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کا وجود اس قابل نہ تھا کہ انہیں زندہ چھوڑا جائے اس لئے کفار نے مقدور بھر ایذا رسانی شروع کردی تا کسی طرح توحید کی تبلیغ بند ہوجائے۔ جب مکہ کی سرزمین میں حالات سازگار نہ ہوئے اور تبلیغ حق کے سب راستے بند کردیئے گئے، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ اور ان کے صحابہ مکہ معظّمہ سے ہجرت کرجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہجرت کیلئے سامان پیدا فرمادیئے۔ اور مدینہ منورہ ہجرت گاہ قرار پاگیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی۔ یہ ہجرت ہے جس کے نام پر اسلامی سال کا نام رکھا گیا ہے تا مسلمانوں کو ہر وقت ہر ماہ اور ہر سال یاد رہے کہ اسلام نے مسلمانوں کا فرض مقرر کیا ہے کہ ہر نئے سال کو کام اور خدمت دین کیلئے گزاریں اور اپنی زندگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو اُسوہ اور نمونہ اختیار کریں۔ پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ سال کے پہلے دن میں آنے والے دنوں کیلئے نئے عزم اور نئی پختہ نیت کے ساتھ آغاز کرے انسان کی نیت سے بہت سے اچھے نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلامی شریعت کے مطابق نیت پر جملہ اعمال کا دارومدار ہے۔ سال کے پہلے دن نیک نیتی سے عزم کرنے والا انسان سال بھر میں بہت سی برکتوں سے بہرور ہوتا ہے۔

سال کا پہلا دن توحید کا سبق دینیوالا ہے اور نئے عزم کیساتھ خدمت دین کے آغاز کی بنیاد رکھنے کیلئے مقرر ہے۔ آیئے ہم 1382 ہجری☆ کو صحیح طور پر ہجرت کی نیت سے شروع کریں۔ دین کی خاطر وطن اور رشتہ داروں سے جدائی بھی ہجرت ہے۔ تبلیغ کیلئے بیرونی ممالک میں جانا بھی اسمیں شامل ہے مگر مہاجر کی ایک اور تعریف بھی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ کہ حقیقی مہاجر وہ ہے جو ان منہیات سے رک جاتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

پس ہر مسلمان کو ہجری سال کے پہلے دن کم از کم یہ پختہ نیت کرنی چاہیئے کہ وہ سال بھر ان سب مکروہ کاموں سے اجتناب کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس طرح وہ بھی ہجرت کے مفہوم میں شریک ہوسکے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو ہم سب اور ساری امت مسلمہ کیلئے فضلوں اور برکتوں کا سال بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(مرسلہ محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ مڈی کری صوبہ کرناٹک)

☆ محرم سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے۔ یہ مضمون 8/محرم 1382 ہجری قمری 12/جون 1962ء کے الفضل کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ ہم اس مضمون کو 8/محترم 1445 ہجری قمری کے شمارہ میں شائع کررہے ہیں۔

یاد حسین رضی اللہ

نصر الحق نصر، نیپالی معلم وقف جدید ارشاد

اسلام کا پہلا مہینہ ہے محرم الحرام
سب مومنوں پر لازم ہے اسکا بھی احترام
اس ماہ میں اک سانحہ ایسا وقوع ہوا
بسمل ہے جس سے روح مسلمان خاص و عام
وہ واقعہ جو جذبوں کو مجروح کر گیا
صدیوں کے بعد بھی ہے سلگتا ہوا اسلام
حضرت حسینؓ ابن علیؓ سیدالشباب
اھل جنان و اھل جہاں دونوں میں امام
باطل کے روبرو نہ جھکایا کبھی بھی سر
اھل و عیال کردیا قربان دیں کے نام
گردن کٹا کے اپنا نواسہ رسولِؐ پاک
شہدائے کربلا میں ہیں وہ سیدالانام
حضرت حسینؓ شہ سوار کاندھئے رسولؐ
نوک سناں پے بھی کیا تبلیغ ہی مدام
قتل حسینؓ مرگِ یزیدِ پلید ہے
وہ کم نصیب حشر تلک ہو گیا بدنام
اعلی مثال پیش کیا جو حسین نے
نانا کی جان، دین کا بھی کر گیا قیام
ہر اہلِ دل کی آنکھیں بہاتی ہیں اشک خون
جب یاد آئے کرب و بلا کی غریب شام
ہر اہلِ حق کے واسطے محسن حسین ہیں
تا حشر اہلِ حق کی بھی پہنچے انہیں سلام
خواب حسین ہو نصرؔ شرمندۂ تعبیر
حضرت امامِ وقت کا پھیلائیں گر پیام

......☆......☆......☆......

دسویں و بارہویں کے احمدی طلباء وطالبات کی نمایاں کامیابی

امسال تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان اور نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کی دسویں اور بارہویں کلاسز کے بورڈ کے سالانہ امتحانات کے نتائج سامنے آئے ہیں جن کے مطابق تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان کی دسویں کلاس کے 6 بچوں نے 80 فیصد سے زائد نمبر حاصل کئے ہیں اور نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کی دسویں بورڈ کلاس کی 4 بچیوں نے 80 فیصد سے زائد اور 2 بچیوں نے 90 فیصد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ (الحمدللہ) اسی طرح تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان کی بارہویں بورڈ کلاس کے 30 طلباء وطالبات نے 80 فیصد سے زائد اور 11 طلباء طالبات نے 90 فیصد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ (الحمدللہ)

احباب جماعت کی خدمت میں ان نتائج کی اطلاع دیتے ہوئے ان سب بچوں کیلئے دعا کی تحریک کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کے علم وعرفان میں برکت عطا فرمائے۔ تعلیمی میدان میں اور زیادہ کامیابیوں سے نوازے اور سلسلہ کیلئے مفید وجود بنائے۔ (آمین) (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

اسلامی ممالک میں غلامی کیوں قائم رہی؟

اس موقع پر یہ سوال بھی پیدا کیا گیا ہے کہ اگر اسلام کی تعلیم کا اصل منشاء یہ تھا کہ غلام آہستہ آہستہ آزاد ہو جائیں تو پھر اسلامی ممالک میں موجودہ زمانہ تک غلامی کا سلسلہ کیوں جاری رہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک ایک طرف تو اسلامی حکومت ترقی کرتی گئی اور اسکے اثر کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور دوسری طرف مسلمان اسلامی تعلیمات کی اصل روح کو سمجھتے رہے اور اس پر کاربند رہے اس وقت تک غلاموں کی آزادی کی تحریک نہایت سرعت کے ساتھ جاری رہی اور مسلمانوں کی کوشش سے کروڑوں غلام داغ غلامی سے نجات پا گئے، لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے اس زمانہ میں دنیا میں غلاموں کی تعداد بے شمار اور بے حساب تھی اور دنیا کا کوئی متمدن ملک ایسا نہیں تھا جہاں نہایت کثرت کے ساتھ غلام نہ پائے جاتے ہوں۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ نہ ختم ہونے والا خزانہ ختم ہوتا۔ ایک طرف تو اسلامی فتوحات کی رو آہستہ آہستہ کمزور ہو کر بالآخر بالکل رک گئی۔ اور دوسری طرف زمانہ نبوی کے بعد کے نتیجہ میں وہ نور نبوت کی روشنی جس سے یہ سارا باغ و بہار تھا مسلمانوں کے دلوں میں مدھم پڑنی شروع ہو گئی اور اسلامی تعلیمات کی حقیقت کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا وہ ولولہ انگیز شوق جسے صحابہ لے کر اٹھے تھے اور جو صحابہ نے اپنے پیچھے آنے والوں کو ورثہ میں دیا تھا وہ مسلمانوں کے دلوں سے آہستہ آہستہ مٹنا شروع ہو گیا بلکہ اس فیج اعوج کے زمانہ میں وہ لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے اپنی جہالت یا دنیا داری کے نتیجہ میں دین کو بگاڑ کر اسے کچھ کا کچھ رنگ دے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری قوموں کی طرح جو ابھی تک غلامی کی نہایت مکروہ صورت پر کاربند تھیں مسلمان بھی اسلامی تعلیمات اور اسلامی روایات کو چھوڑ کر غلامی کی اس ظالمانہ صورت کی طرف لوٹ گئے جس کے استیصال کیلئے اسلام کھڑا ہوا تھا اور گو اس کج خیالی اور کجروی کے زمانہ میں بھی اسلامی ممالک میں غلاموں کی حالت دوسرے ممالک کی نسبت بحیثیت مجموعی اچھی رہی ہے اور مسلمان لوگ ظاہری طور پر غلام رکھتے ہوئے بھی کبھی غلامی کی اصل روح کے حامی نہیں بنے۔ اور اس کے مقابلہ میں ابی سینیا کے عیسائی ملک میں تو اس وقت تک غلامی کی وہ بھیانک صورت قائم ہے جسے دیکھ کر انسانیت شرماتی ہے اور یورپ و امریکہ کے مہذب اور متمدن عیسائی ممالک میں بھی ابھی تک غلامی کی روح پر موت نہیں آئی، لیکن کسی ہمسایہ قوم کی خراب تر حالت ہماری خرابی کے داغ کو دھو نہیں سکتی اور اس بات کی فوری اور اشد ضرورت ہے کہ اسلامی حکومتیں اور اسلامی سوسائٹیاں پوری توجہ اور پوری کوشش کے ساتھ غلامی کے ظالمانہ طریق کو مٹانے میں لگ جائیں اور دنیا کو پھر اس مبارک نقطہ پر لے آئیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب اسے قائم کرنا چاہتے تھے اور جس کا مقصد دنیا سے غلامی اور اس کی روح کو مٹانا اور حقیقی آزادی اور حقیقی مساوات کا قائم کرنا تھا۔

غلاموں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت

میں اس بحث کو ان نہایت درجہ پیارے الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں جو اس مادی دنیا میں مقدس بانئ اسلام کے آخری الفاظ تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں:

كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهٖ اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

یعنی آخری الفاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے گئے اس حال میں کہ آپؐ پر موت کا غرغرہ طاری تھا یہ تھے کہ اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی اے مسلمانو! میری آخری وصیت تم کو یہ ہے کہ نماز اور غلاموں کے متعلق میری تعلیم کو نہ بھولنا۔

اس وقت جبکہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے، آپؐ کی وہ رفیق حیات بیویاں جنہوں نے ہر تنگی و ترشی میں آپؐ کا ساتھ دیا تھا آپؐ کے پاس تھیں۔ آپؐ کی لخت جگر صاحبزادی اور اسکے بچے اور آپؐ کے دوسرے عزیز و اقارب بھی سامنے تھے۔ وفادار مہاجرین کی مخلصانہ رفاقت میں آپؐ کی عمر گزری تھی وہ بھی موجود تھے۔ جان نثار انصار جنہوں نے اپنے خون کے پانی سے اسلام کے پودے کو سینچا تھا وہ بھی قریب تھے اور یہ وقت بھی وہ تھا جس کے بعد آپؐ کو کسی اور کو نصیحت کے کرنے کا موقع نہیں ملنا تھا اور آپؐ اس بات کو بھی جانتے اور محسوس کرتے تھے کہ ایسے وقت کی نصیحت آپؐ کی ساری نصیحتوں سے زیادہ وزن رکھے گی مگر آپؐ کی نظر ان لوگوں میں سے کسی پر نہیں پڑی اور اگر دنیا میں سے آپؐ نے کسی کو یاد کیا اور اس کی یاد نے موت کے غرغرہ میں بھی آپؐ کو بے چین کر دیا تو وہ یہی مظلوم غلام تھے۔ اللہ! اللہ!! غلاموں کا یہ کیسا سچا دوست کیسا دردمند مخلص تھا جو خدا نے دنیا کو عطا کیا مگر افسوس کہ دنیا نے اس کی قدر نہیں کی۔

آئندہ غلامی کو روکنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم

اب ہم اس بحث کے دوسرے سوال کو لیتے ہیں اور جو اس امر سے تعلق رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ غلامی کے متعلق اصولی طور پر کیا تعلیم دی ہے یعنی موجود الوقت غلاموں کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ نے آئندہ کیلئے غلامی کے مسئلہ اور غلام بنائے جانے کے متعلق کیا اصولی احکام صادر فرمائے ہیں لیکن چونکہ گزشتہ بحث نے ہمارے اندازہ سے بہت زیادہ جگہ لے لی ہے اس لئے اگلی بحث کو ہم نہایت مختصر طور پر بیان کریں گے۔ سو اس کے متعلق سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ یہ بحث دراصل دو حصوں پر منقسم ہے۔ اول حقیقی غلامی کا سوال یعنی کسی آزاد انسان کو اس کی جائز آزادی کے حق سے کلیۃً اور مستقل طور پر محروم کر دینا۔ یہ صورت غلام بنانے کے ان طریقوں سے تعلق رکھتی ہے جو مذہبی جنگوں میں قیدی پکڑے جانے کے علاوہ ہیں۔ یعنی غلام بنانے کے بہت سے ظالمانہ طریق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دنیا کے تمام ممالک میں کم و بیش رائج تھے اور اسلام کے بعد بھی مختلف غیر اسلامی ممالک میں رائج رہے۔ دوسرے مذہبی جنگوں میں قیدی پکڑے جانے کا سوال جسے اسلامی تعلیم کی روشنی میں گویا ایک قسم کی غیر حقیقی غلامی کہہ سکتے ہیں۔

پہلے ہم مقدم الذکر بحث کو لیتے ہیں۔ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ جیسا کہ گزشتہ بحث میں اشارہ کیا جا چکا ہے، اسلام نے حقیقی غلامی کو یعنی غلامی کے ان ظالمانہ طریقوں کو جو مذہبی جنگوں میں قیدی پکڑے جانے کے علاوہ ہیں یکدم اور قطعی طور پر منسوخ کر دیا تھا مگر پیشتر اسکے کہ ہم اس بارے میں کوئی معیّن اور منصوص اسلامی احکام پیش کریں ہم اسکے متعلق دو منفی قسم کے دلائل ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتے ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ قطع نظر اسکے کہ اصولی طور پر اسلام بڑی سختی کے ساتھ ظلم و تعدی کے طریق سے منع فرماتا ہے اور انسانی آزادی اور انسانی مساوات کا نہایت زبردست حامی ہے اور یہ تمام باتیں حقیقی غلاموں کے طریق سے بُعد المشرقین رکھتی ہیں وہ واضح اور پُر زور تعلیم جو اسلام نے حاضر الوقت غلاموں کے ساتھ محسنانہ اور مساویانہ سلوک کئے جانے اور ان کی آزادی کے متعلق دی ہے اور جس کا ایک خاکہ اوپر درج کیا جا چکا ہے وہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ اسلام غلامی کے ظالمانہ طریق کی تائید میں نہیں ہو سکتا۔ انسانی عقل ہرگز اس بات کو قبول نہیں کر سکتی کہ اس تعلیم کے ساتھ ساتھ کہ غلاموں کو اپنا بھائی سمجھو اور انہیں اپنے گھر کے آدمیوں کی طرح رکھو اور ان کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کرو اور پھر جُوں جُوں ان کی حالت بہتر ہوتی جاوے اور وہ دنیا میں آزاد زندگی گزارنے کے قابل بنتے جائیں انہیں آزاد کرتے جاؤ۔ اسلام میں یہ تعلیم بھی دی جا سکتی تھی کہ کسی آزاد انسان کو اس کی جائز آزادی کے حق سے کلیۃً محروم کر کے حقیقی طور پر غلام بنانا جائز ہے۔ ان دونوں قسم کی تعلیم میں بُعد القطبین ہے اور وہ کبھی بھی کسی ایک ہی شخص کی تعلیم کا حصہ نہیں بن سکتیں۔ پس غور کیا جاوے تو دراصل وہ تعلیم ہی جس کا خاکہ اوپر والے مضمون میں درج کیا گیا ہے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ اسلام میں حقیقی غلامی کی تعلیم نہیں دی گئی۔

دوسری دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں حقیقی غلامی کو جائز نہیں سمجھا گیا یہ ہے کہ اسلامی لٹریچر کے کسی حصہ میں یہ حکم موجود نہیں کہ کسی آزاد شخص کو اس کی آزادی کے جائز حق سے محروم کر کے حقیقی طور پر غلام بنا لینا جائز ہے یا یہ کہ اگر کسی آزاد شخص کو غلام بنانا ہو تو اس کا یہ یہ طریق ہے۔ حالانکہ غلامی کے دوسرے مسائل مثلاً غلاموں کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے اور انہیں آزاد کرنے کے متعلق اسلامی شریعت میں نہایت تفصیلی احکام موجود ہیں۔ پس غلاموں کے بارے میں دوسرے ہر قسم کے مسائل کا پایا جانا، لیکن غلام بنانے کے سوال کے متعلق قطعاً کسی جوازی حکم کا پایا نہ جانا اس بات میں ہرگز کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا کہ دراصل اسلام میں حقیقی غلامی کو جائز ہی نہیں سمجھا گیا۔ میں نے بہت تلاش کی ہے مگر مجھے کسی قرآنی آیت یا کسی روایت میں خدا یا اس کے رسول کا یہ حکم نظر نہیں آیا کہ کسی آزاد انسان کو حقیقی طور پر غلام بنانا جائز ہے یا یہ کہ کسی آزاد شخص کو غلام بنانا ہو تو اس کا یہ طریق ہے۔ حالانکہ اگر اسلام میں کسی آزاد انسان کو حقیقی طور پر غلام بنانا جائز ہوتا تو غلامی کے جملہ مسائل میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ وسیع الاثر اور سب سے زیادہ نازک مسئلہ جو توضیح و تنصیص کا حق دار تھا اور جس میں ایک نہایت واضح اور منصوص حکم دیئے جانے کی ضرورت تھی وہ یہی غلام بنانے کا مسئلہ تھا مگر تنصیص و توضیح تو الگ رہی قرآن و حدیث میں اس کا ذکر تک نہیں ہے جو اس بات کی ایک یقینی دلیل ہے کہ اسلام میں کسی آزاد شخص کو حقیقی طور پر غلام بنانا جائز نہیں ہے۔

لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ ہمارے دعویٰ کی بنیاد صرف منفی قسم کے دلائل پر نہیں ہے بلکہ خدا کے فضل سے اسلامی شریعت میں نہایت واضح اور منصوص طور پر یہ حکم موجود ہے کہ کسی آزاد انسان کو اس کی جائز آزادی سے محروم کر کے غلام بنانا ایک سخت ممنوع اور حرام فعل ہے جس کے متعلق قیامت کے دن خدا کے حضور سخت مواخذہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَهٗ

یعنی ''ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جنگ کروں گا۔ اول وہ شخص جو میرا واسطہ دے کر کسی سے کوئی عہد باندھتا ہے اور پھر غداری کرتا ہے۔ دوسرے وہ جو کسی آزاد شخص کو غلام بناتا ہے اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کھا جاتا ہے اور تیسرے وہ جو کسی شخص کو کام پر لگاتا ہے اور پھر اس سے کام تو پورا لے لیتا ہے مگر اس کی مزدوری اسے نہیں دیتا۔''

اور دوسری روایت میں یوں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ......لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاةٌ وَرَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرًا......الخ

یعنی ''ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگ ہیں جن کی نماز میرے حضور ہرگز قبول نہیں ہوگی اور میں ان سے قیامت کے دن لڑوں گا۔ ایک وہ شخص جو میرا واسطہ دے کر کسی سے کوئی عہد باندھتا ہے اور پھر بدعہدی کرتا ہے۔ دوسرے وہ جو اسے غلام بناتا ہے جسے خدا نے آزاد رکھا ہے اور تیسرے وہ جو مزدور سے کام لیتا ہے اور پھر اس کی مزدوری نہیں دیتا۔''

ان حدیثوں میں جس وضاحت اور تعیین کے ساتھ اور جس زوردار طریق پر حقیقی غلامی کو منسوخ کیا گیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے اور پھر یہ حدیثیں بھی حدیث کی اس قسم میں داخل ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں حدیثِ قدسی کہلاتی ہے یعنی جو ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہے مگر اس میں حکم اور الفاظ خدا کے ہوتے ہیں۔ اب اس واضح اور صریح تعلیم کے ہوتے ہوئے کسی کا یہ کہنا کہ اسلام میں حقیقی غلامی کو جائز رکھا گیا ہے یعنی اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی آزاد انسان کو اس کی جائز آزادی کے حق سے محروم کر کے حقیقی طور پر غلام بنا لیا جاوے ایک انتہائی درجہ کا ظلم ہے جس کے ارتکاب کی کوئی دیانت دار شخص جرأت نہیں کر سکتا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 404 تا 408، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(1099) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک شخص یہودی تھا اور وہ مسلمان ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہو گیا تھا۔ ایک دن مَیں حضور کی محفل میں بیٹھا تھا۔ کسی دوست نے حضور سے اسکے متعلق پوچھا۔ آپ کی تعریف! تو حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ یہودی ہیں بلکہ یہ فرمایا ”آپ بنی اسرائیل صاحبان میں سے ہیں۔“

(1100) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ اخیر سنین بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مَیں قادیان جانے کیلئے تیار ہوا۔ اُس وقت کے امیر جماعت مولوی عبد اللہ خان صاحب مرحوم نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ایک پیغام کا یاد سے جواب لانا۔ پیغام دریافت طلب یہ تھا کہ جس طرح حضرت صاحب کی نسبت نبی یا رسول کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ کیا دیگر مجددین امت و اولیاء کبار مثلاً حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں؟ اور یہ تاکید فرمائی کہ اس کا جواب اگر ہو سکے تو خود حضرت صاحب سے حاصل کیا جائے۔ اگر ایسا موقعہ نہ میسر ہو تو پھر حضرت مولوی نور الدین صاحب سے دریافت کیا جائے۔ خاکسار کئی روز کوشش میں رہا مگر مناسب موقعہ نہ ملنے کے سبب حضور سے دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر جب میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو میں نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا اور وہ شرط بھی ظاہر کر دی جو سائل صاحب نے لگائی تھی۔ حضرت مولوی صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ ابھی رخصت کے دو تین دن ہوں گے۔ ہم موقع نکال دیں گے۔ چنانچہ اُسی روز یا اگلے روز حضرت صاحب بعد نماز مغرب اوپر تشریف فرما تھے کہ حضرت مولوی صاحب نے میرے حوالہ سے یہ سوال حضور کے گوش گذار کیا۔ حضور نے سن کر جوش بھرے لہجہ میں فرمایا کہ مولوی صاحب! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سوال پیدا ہی کیسے ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا نے اپنی وحی میں نبی کے لفظ سے نامزد نہ کیا ہو اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کے لفظ سے یاد نہ فرمایا ہو اور نہ اس شخص نے خود نبوت کا دعویٰ کیا ہو، پھر سر پھرا ہے کہ اس کو نبی کے لفظ سے پکارا جائے یا اس کو نبی کہا جائے؟

(1101) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ خاکسار چند روز کیلئے قادیان میں مقیم تھا۔ ایک دفعہ صبح آٹھ بجے کے قریب اطلاع ملی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ خاکسار بھی ساتھ ہو لیا۔ حضور ایسے تیز قدم جا رہے تھے کہ کوشش کر کے شامل رہا جاتا تھا۔ پندرہ بیس کے قریب افراد حضور کے ساتھ ہوں گے۔ حضور بوہڑ کے درخت کے قریب پہنچ کر واپس ہوئے۔ واپسی پر جو گفتگو ہو رہی تھی اس کو ختم کرنے کیلئے چوک زیریں مسجد مبارک میں اُس مقام پر جہاں نواب صاحب کا مکان ہے۔ کھڑے ہو کر سلسلہ کلام کو جاری رکھا۔ خلیفہ رجب دین صاحب لاہوری مرحوم زیادہ بات چیت میں حصہ لیتے تھے اور وہی حضور کے قریب کھڑے تھے۔ یہ مجھے یاد نہیں کہ کیا سلسلہ کلام تھا۔ کیونکہ پیچھے سے گفتگو ہوتی آ رہی تھی اور بہت حصہ خاکسار سن بھی نہ سکا۔ سلسلہ کلام جب ختم ہوا تو حضور کی نظر فیض اثر خاکسار پر پڑ گئی اور بڑی شفقت سے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کی رخصت کتنے دن کی تھی۔ خاکسار نے عرض کی کہ رخصت تو پندرہ روز کی تھی مگر اب صرف دو روز باقی رہ گئے ہیں۔ کل واپسی کا ارادہ ہے۔ حضور نے فرمایا دو روز پیشتر کیوں جاتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ ایک روز تو راستہ میں صرف ہو جاتا ہے اور ایک دن میں امرتسر میں اس لئے ٹھہرا کرتا ہوں کہ گھر کی فرمائشات اور بچوں کیلئے پھل وغیرہ خرید سکوں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ وہ دو روز جو رخصت کے باقی ہیں وہ بھی یہیں ٹھہر کر ختم کرو۔ پٹیالہ تک راستہ کیلئے رات کافی ہے۔ پٹیالہ بڑا شہر ہے وہاں سب اشیاء مل سکتی ہیں۔ وہیں سے خرید کر بچوں کو دے دینے میں کیا حرج ہے۔ پھر خلیفہ رجب دین صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اس نوجوان (یعنی خاکسار کرم الٰہی) کو دیکھ کر بہت تعجب کرتا ہوں۔ یہ عمر کھیل تماشہ کی ہوتی ہے۔ اس کو جب وقت ملتا ہے یہ لاہور اور امرتسر جیسے شہروں کی تفریحات اور تھیٹروں کو چھوڑتا ہوا یہاں آ جاتا ہے۔ آخر اس نے کچھ تو دیکھا ہے۔ پھر خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کبھی تین ماہ کی رخصت لے کر آنا چاہئے۔ خاکسار نے عرض کی کہ سال میں ایک ماہ کا حق رخصت ہے۔ تین ماہ کی رخصت تب مل سکتی ہے کہ جب تین سال تک کوئی رخصت نہ لوں۔ خاکسار اس ایک ماہ کی رخصت کو دو دفعہ کر کے پندرہ پندرہ روز کیلئے اور کرسمس کی تعطیلات میں تین دفعہ حاضر ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا زیادہ دفعہ آؤ۔ اور زیادہ وقت کیلئے آؤ۔ آپ لوگ دفتروں کے ملازم ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ احکام ہیڈ کوارٹرز میں آتے ہیں۔ بہت کم اُن میں سے مفصلات تک پہنچتے ہیں اور وہ بھی دیر کے بعد۔ یہ خدا کی شان اور اس کی مرضی ہے کہ اس روڑیوں والے گاؤں کو خدا نے اپنا ہیڈ کوارٹر چن لیا ہے۔ (اس وقت وہاں تک روڑیوں یعنی کوڑا کرکٹ کے ڈھیر تھے جہاں آج احمدیہ بازار ہے) پھر خلیفہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بعض لوگوں کو یہ بھی وسوسہ ہوتا ہے کہ مل لیا ہے۔ اب زیادہ دیر ٹھہر کر لنگر خانہ پر کیوں بار ہوں۔ یہ بھی صحیح نہیں بلکہ اسکے برعکس مہمانوں کے آنے اور قیام سے ہم کو راحت ہوتی ہے۔ تکلیف کی نوبت تو تب آئے کہ جب لوگوں کے دلوں میں تحریک کرنے اور ان کی رہائش اور خورونوش کا انتظام دو جداگانہ ہاتھوں میں ہو لیکن یہاں تو دونوں امور ایک ہی خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ خدا آدمیوں کو بھیجے اور اُن کیلئے سامان آسائش مہیا نہ کرے۔ پس یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے۔ چنانچہ اس دفعہ دو روز بقیہ رخصت کے دن بھی خاکسار نے دارالامان میں ہی گذارے۔

(1102) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دن سیر کو تشریف لے جا رہے تھے اور میرے پاس ڈبیا میں پان تھے۔ چلتے چلتے میں نے ایک پان نکال کر کھایا۔ آپ نے فرمایا ہمیں بھی دو۔ میں نے ایک پان پیش کر دیا۔ بغیر اس خیال کے کہ پان میں زردہ ہے۔ میں نے وہ دے دیا اور آپ نے کھا لیا۔ کھاتے ہی چکر آیا ہوگا۔ کیونکہ حافظ حامد علی صاحب سے حضور نے فرمایا کہ ذرا پانی کا لوٹا لے کر ہمارے ساتھ چلو۔ وہاں قریب کے کنوئیں سے پانی لیا گیا۔ اور آپ دور تشریف لے گئے۔ حافظ صاحب بھی ساتھ تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ راستہ میں اگر پیشاب کرنے کی حاجت ہوتی تو اتنی دور چلے جاتے تھے جتنا کہ قضائے حاجت کیلئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے سمجھا کہ پیشاب کرنے تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں جا کر آپ کو استفراغ ہوا۔ اور پانی سے منہ صاف کر کے تشریف لے آئے۔ مجھے جب خیال آیا کہ پان میں زردہ تھا تو میں سخت نادم تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر ہنستے ہوئے فرمایا منشی صاحب آپ کے پان نے تو دوا کا کام کیا۔ مجھے کچھ گرانی سی تھی بالکل رفع ہو گئی۔

(1103) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی، مولوی عبد الرحیم صاحب میرٹھی، چند اور احباب اور خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے۔ حضور نے ایک اردو عبارت سنا کر فرمایا کہ اس مضمون کی مجھے یاد ہے کہ ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے اور ترمذی شریف جو عربی میں تھی منگوا کر مولوی محمد احسن صاحب کو دی کہ اس میں سے نکالیں۔ مولوی صاحب موصوف علم حدیث میں بہت کامل سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے بہت دیر تک دیکھ کر فرمایا کہ حضور اس میں تو یہ حدیث نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی عبد الرحیم صاحب کو کتاب دے دو۔ ان کو بھی وہ حدیث نہ ملی۔ پھر آپ نے فرمایا منشی صاحب یعنی خاکسار کو دے دو۔ میں نے کتاب کھول کر دو تین ورق ہی الٹے تھے کہ وہ حدیث نکل آئی اور میں نے حضور کی خدمت میں پیش کر دی کہ حدیث تو یہ موجود ہے آپ اسے پڑھتے رہے اور مولوی محمد احسن صاحب بہت حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگے کہ آپ بڑے فقیہ ہیں۔ میں نے کہا کہ میری فقاہت اس میں کیا ہے۔ یہ حضور کا تصرّف ہے۔ مجھے تو اچھی طرح عربی بھی نہیں آتی۔

(1104) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے تو کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول کو منہ لگا کر ہی پانی پی لیتے اور لوگ منتظر رہتے کہ آپ کا چھوڑا ہوا پانی پیئیں۔ مگر حضور عموماً وہ ڈول مجھے عطا فرماتے۔ بعض دفعہ کسی اور کو بھی دے دیتے۔

(1105) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص محمد سعید صاحب عرب تھے اور وہ ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ جب وہ قادیان میں زیادہ عرصہ رہے تو لوگوں نے انہیں داڑھی رکھنے کیلئے مجبور کیا۔ آخر انہوں نے داڑھی رکھ لی۔ ایک دفعہ میرے سامنے عرب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میری داڑھی دیکھیں ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا اچھی ہے اور پہلے کیسی تھی۔ گویا آپ کو یہ خیال ہی نہ تھا کہ پہلے یہ داڑھی منڈایا کرتے تھے۔

(1106) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن محمد سعید صاحب عرب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی داڑھی کے متعلق پوچھا۔ اُس وقت ایک شخص نے عرض کی کہ حضور داڑھی کتنی لمبی رکھنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں داڑھیوں کی اصلاح کیلئے نہیں آیا۔ اس پر سب چپ ہو گئے۔

(1108) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ اپنی بیعت سے قبل میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر لدھیانہ میں سنی۔ جب وہ تقریر ختم ہوئی تو نماز مغرب ادا کی گئی۔ امامت حضرت صاحب نے خود فرمائی۔ اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص اور فلق تلاوت فرمائی۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی۔ اس کے بعد حضور نے بیعت لی۔ اس روز ہم دو آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ پہلے جب وہ صاحب بیعت کر کے کمرے سے باہر آ گئے تو حضور کے طلب فرمانے پر عاجز داخل ہوا۔ حضور نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی اور بیعت لی۔ بیعت سے قبل خاکسار نے عرض کیا کہ جب میں نے اس سے قبل نقشبندی میں بیعت کی تھی تو کچھ شیرینی تقسیم کی تھی۔ اگر اجازت ہو تو اب بھی منگوا لی جائے۔ فرمایا لازمی تو نہیں اگر آپ کا دل چاہئے تو ہم منع نہیں کرتے۔ اور فرمایا ایسی باتیں جو آج کل لوگ بطور رسم اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کے ماخذ بھی سنت نبوی سے تلاش اور غور کرنے سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً یہی شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کا معاملہ ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر پر کچھ آدمیوں کا مجمع ہو اور وہ تمام کی دعوت کی توفیق نہ رکھتا ہو تو اگر حاضرین کو ایک ایک کھجور بھی تقسیم کر دے تو خدا تعالیٰ اس کو دعوت کا ثواب عطا فرمائے گا۔ یہاں سے مجالس میں تبرک وغیرہ کی بنیاد پڑی ہے۔ اگر کوئی اس نیت سے ایسا کرے تو وہ علاوہ ثواب دعوت کے عامل سنت ہونے کا اجر بھی پائے گا۔ لیکن اب اس کے برعکس تبرک تقسیم کرنے والوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ صرف نام نمود کیلئے ایسا کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے اپنی مجلس میں دال داکھ وغیرہ تقسیم کی ہے ہم جلیبی یا قلاقند تقسیم کریں گے اور دوسری طرف تبرک لینے والوں کا یہ حال ہے کہ اُن کو اس وعظ و پند سے فائدہ اُٹھانے کا مطلب ہی نہیں ہوتا۔ جس کیلئے مجلس کا انعقاد ہوا ہو۔ بلکہ ان کی ٹولیوں میں دن سے ہی مشورہ ہوتے ہیں کہ فلاں مجلس میں زردہ پلاؤ یا کوئی عمدہ مٹھائی تقسیم ہو گی اس لئے وہاں چلیں گے اور مجلس میں جا کر باہر بیٹھے اونگھتے یا سوتے رہیں گے۔ جب تقسیم کا وقت آتا ہے تو سب سے پیش اور سب سے بیش لینے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اگر موقعہ ملے تو ایک سے زیادہ دفعہ بدل کر یا دوسری طرف کی صفوں میں بیٹھ کر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(1109) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دن مسجد مبارک میں ریا پر تقریر فرما رہے تھے کہ ریا شرک ہے۔ تھوڑی سی دیر میں ایک دوست نے پوچھا کہ حضور کو بھی کبھی ریا کا خیال آیا ہے۔ فرمایا کہ ریا ہم جنس سے ہوا کرتی ہے۔

(1110) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں قادیان میں ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈاک میرے سپرد ہوتی۔ میں ڈاک سنایا کرتا تھا۔ ایک خط پر لکھا ہوا تھا کہ کوئی دوسرا نہ کھولے۔ باقی خطوط تو میں نے سنائے لیکن وہ خط حضور کے پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کھول کر سنائیں۔ دوسرے کیلئے ممانعت ہے۔ ہم اور آپ تو ایک وجود کا حکم رکھتے ہیں۔ میں نے وہ خط پڑھ کر سنا دیا۔ نویسندہ نے اپنے گناہوں کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی تھی اور بڑی عاجزی اور انکساری سے خط لکھا تھا۔ اس کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ایک آگ میں پڑا ہوا ہے اور حضور اُسے جلدی کھینچ کر نکالیں۔ آپ نے فرمایا یہ خط مجھے دے دیں۔ میں خود اس کا جواب لکھوں گا۔ جس طرح واشگاف حال اس نے لکھا ہے مجھے اسکی خوشی ہوئی۔ ایسے لوگ کم دیکھے گئے ہیں۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

میری دلی دعا ہے کہ یہ ادارہ ہمیشہ بنی نوع انسان کی بہترین خدمت کرتا رہے

میری دلی تمنا اور دعا ہے اور مَیں پُر امید ہوں کہ انشاء اللہ، یہ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں کا علاج کرنے والی ایک بہترین سہولت کے طور پر کام کرے گا اور لاتعداد لوگوں کو بینائی کے تحفے سے نوازے گا

اللہ تعالیٰ آپ کو عاجزی وانکساری کے ساتھ ہر عمر، نسل اور قوم کے لوگوں کا خاص طور پر کمزوروں اور محروموں کا کامیابی کے ساتھ علاج کرنے کی توفیق عطا فرمائے

مسرور آئی انسٹیٹیوٹ بورکینا فاسو کے افتتاح کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کا اردو مفہوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

11-11-2022

مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے موقع پر حاضر تمام مندوبین کی خدمت میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صدر مجلس انصار اللہ یوکے نے مجھ سے مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے پُر مسرت موقع پر شرکت کرنے والے تمام حاضرین کیلئے پیغام بھیجنے کی درخواست کی ہے۔

سب سے پہلے، میں تمام شرکاء کو اپنی نیک خواہشات پہنچانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، مجلس انصار اللہ یوکے، جو چالیس سال یا اس سے زائد عمر کے احمدی مسلمان مردوں پر مشتمل ہے، نے برکینا فاسو میں مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی تعمیر مکمل کر لی ہے اور آج اس جدید ترین اور خوبصورتی سے ڈیزائن کیے گئے میڈیکل آئی انسٹیٹیوٹ کا باقاعدہ افتتاح ہو رہا ہے۔

میں اس موقع پر نہ صرف مجلس انصار اللہ یوکے کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں بلکہ ان تمام لوگوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس منصوبے کی تکمیل میں شامل رہے ہیں یا تعاون کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

مزید برآں میری دلی دعا ہے کہ یہ ادارہ ہمیشہ ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے بنی نوع انسان کی بہترین خدمت کرتا رہے جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے امام زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم پیشگوئی کے مطابق بحیثیت مسیح موعود اور امام مہدی مبعوث فرمایا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کی آمد کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق تمام انسانیت کی بلا امتیاز خدمت کی جائے۔ اس مقصد کو پورا کرنے اور اس کا ادراک حاصل کرنے کیلئے جماعت احمدیہ مسلمہ نے افریقہ اور دنیا کے دیگر غیر مراعات یافتہ حصوں میں محرومیوں اور شدید مشکلات سے دوچار لوگوں کی مدد اور خدمت کیلئے بہت سے منصوبے قائم کیے ہیں۔ مسرور آئی انسٹیٹیوٹ بھی اسی نیت اور مقصد کے تحت بنایا گیا ہے۔ میری دلی تمنا اور دعا ہے کہ یہ اپنے حقیقی مقاصد کی تکمیل کرے۔ یقیناً، میں پر امید ہوں کہ انشاء اللہ، یہ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں کا علاج کرنے والی ایک بہترین سہولت کے طور پر کام کرے گا اور لاتعداد لوگوں کو، قطع نظر ان کی ذات، نسل یا رنگ کے، بینائی کے تحفے سے نوازے گا۔

میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ڈاکٹرز اور عملے کو جو اس ادارے میں خدمت کریں گے یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ عظیم جذبہ کے ساتھ انسانیت کی خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس بات کی بھی توفیق دے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور مہارتوں کو اس عظیم خواہش کے ساتھ بروئے کار لائیں کہ انہوں نے انسانیت کی تکالیف کو دور کرنا ہے۔ اور بہت بڑے تحفہ سے محروم لوگوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کی دنیا کو دیکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عاجزی وانکساری کے ساتھ ہر عمر، نسل اور قوم کے لوگوں کا خاص طور پر کمزوروں اور محروموں کا کامیابی کے ساتھ علاج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کو ہر لحاظ سے برکات عطا فرمائے۔ یہ ادارہ اپنے حقیقی مقاصد کو پورا کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس منصوبے پر کام کیا ہے یا اس میں کسی بھی طرح سے تعاون کیا ہے۔ آمین

جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29 / نومبر 2022ء)

......☆......☆......☆......

128 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 29، 30 اور 31 / دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31 / دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

Love for All Hatred for None

99493-56387

Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL

TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)

طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Alam Associates

Architect & Engineers

+91 9032667993

alamassociates18@gmail.com

22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048

lordsshoe.co@gmail.com

NEW Lords SHOE Co.

(WHOLESALE & RETAIL)

DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS

16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

پوری احتیاط سے نماز پنجوقتہ ادا کریں، قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں

آپ کو پہلے خود اپنے اعلیٰ اخلاقی معیار کا اظہار کرنا ہوگا، تب ہی آپ ایک کامیاب مربی بن سکتے ہیں

عاجزی اختیار کریں، اپنے علم پر تکبر نہ کریں

ایک احمدی مسلمان کو کسی کے رعب میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے اچھے مبلغین بڑے بڑے لوگوں سے مل لیتے ہیں اور بغیر ڈرے ملتے ہیں، یہ ذہن میں رکھو کہ ہم نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے ہم نے دنیا کو گائیڈ کرنا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، آپؐ کا اسوہ، آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا، آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ نے پیار، امن، محبت اور شانتی کی تعلیم دی ہے، یہ باتیں لوگوں کو بتانی ہوں گی

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کے طلباء کو 13 فروری 2021ء بروز ہفتہ آن لائن ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ طلباء جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کو حضور انور کے ساتھ ملاقات کی سعادت ملی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس ملاقات کو اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ طلباء جامعہ احمدیہ نے جامعہ احمدیہ کمپلیکس احمد نگر سے آن لائن شرکت کی۔ ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کے بعد نظم پڑھی گئی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنے کے بعد حضور انور کی خدمت میں جامعہ احمدیہ کی عمارت اور اسکی ہمسائیگی میں رہنے والے احمدیوں پر مشتمل ایک ویڈیو پیش کی گئی۔ پرنسپل صاحب نے جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کی ابتدا سے حال تک کی تاریخ پیش کی۔

ایک طالب علم نے حضور انور سے جامعہ احمدیہ کے تعلیمی نصاب کو سیکھنے اور پڑھنے کے بہترین طریقے کی بابت راہنمائی طلب کی۔

اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ پڑھائی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ نے جو پڑھنا ہے وہ پہلے سے پڑھ کر جائیں۔ اپنے اساتذہ سے پوچھیں کہ اگلے دن آپ نے کیا پڑھنا ہے۔ پھر جو بھی کلاس میں پڑھایا جائے، جب آپ ہوسٹل جائیں تو اس کو دہرائیں۔ پہلے بھی دہرائیں اور بعد میں بھی۔ یوں آپ کو یہ یاد ہو جائے گا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے کہ وہ آپ کے ذہن کو جِلا بخشے اور جو آپ پڑھ رہے ہیں اس کو یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اَور سوال یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق کیسے قائم کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے تو آپ اسکے محبوب بن جائیں گے۔ محبت دونوں طرف سے ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کیا کرتے تھے؟ صحابہ، قرآن کریم کے حکم کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔ قرآن کریم میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرادی کرنی چاہئے جیسا کہ فرماتا ہے کہ میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ تو فرمانبرداری کیا ہے؟ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق پر پورے انہماک اور توجہ سے نماز پڑھنا ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل ادا فرماتے تھے اور آپ کو بھی ایسا کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی یاد میں وقت صرف کرتے تھے تو آپ کو بھی کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نہایت احسن طریق پر ملتے تھے تو آپ کو بھی اسی طرح ملنا چاہئے۔ اگر ہم اس طرح عمل کریں گے تو ہم اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اس لیے پوری احتیاط سے نماز پنجوقتہ ادا کریں، قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی عبادات کے ساتھ ساتھ لوگوں کے حقوق بھی ادا کریں۔ یہ وہ چیز ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دے گی اور یہ ایسی صفات ہیں جو ایک مربی کو اپنانی چاہئیں۔ جب آپ یہ صفات اپنا لیں گے تو آپ ایک کامیاب مربی بن جائیں گے۔ آپ ان لوگوں میں سے بن جائیں گے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور آپ ان لوگوں میں سے بن جائیں گے جو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والے ہوں گے۔ آپ کو پہلے خود اپنے اعلیٰ اخلاقی معیار کا اظہار کرنا ہوگا، تب ہی آپ ایک کامیاب مربی بن سکتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دے گی۔

ایک اَور طالب علم نے سوال کیا کہ وہ وقف زندگی کی حقیقی روح اپنے میں کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ ''تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں'' اس لیے عاجزی اختیار کریں۔ اپنے علم پر تکبر نہ کریں۔ اس کے علاوہ پوری عاجزی اختیار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ ''میں تھا غریب و بےکس و گمنام و بے ہنر'' حضور انور نے مزید فرمایا کہ اس لیے اپنے اندر اس بات کا ادراک پیدا کریں کہ میں کچھ بھی نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ صلاحیت عطا فرمائی کہ میں جامعہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جامعہ سے ڈگری حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسی نے مجھے خدمت کرنے اور دوسروں کی اخلاقی تربیت کرنے کی توفیق عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کا پیغام پھیلانے کی توفیق عطا فرمائی اور دین کی تعلیم سکھانے کی توفیق دی۔ اگر آپ اس طرح سے سوچیں گے تو پھر یہ چیز آپ کو فطری طور پر عاجزی میں بڑھائے گی اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گی۔

ایک اَور طالب علم نے سوال کیا کہ جب حضور مختلف ملکوں کے وزرائے اعظم سے ملتے ہیں یا پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہیں تو کون سی دعائیں کرتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ ایک تو یہ کہ کسی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم احمدی ہیں اور ہمیں پتہ ہے کہ ایک احمدی مسلمان کو کسی کے رعب میں آنے کی ضرورت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمایا تھا کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کہ مجھے مدد دی گئی ہے رعب کے ساتھ۔ اس لیے ہمارا رعب دنیا پہ قائم ہے، ہمیں کسی کے رعب میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے، سینہ کھولے اور باقی عام دعائیں پڑھ کے اور اللہ کا نام لے کے خطاب کر لیتے ہیں بس۔ کوئی خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں کسی چیز سے۔ ہمارے تو جو مبلغین ہیں، اچھے مبلغین، تجربہ کار وہ بھی بڑے بڑے لوگوں سے مل لیتے ہیں اور بغیر ڈرے ملتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ ہم نے دنیا کو گائیڈ کرنا ہے۔ یہ ذہن میں رکھو کہ ہم نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے ہم نے دنیا کو گائیڈ کرنا ہے۔ جب یہ پتہ ہو کہ ہم نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے، ہم نے دنیا کو گائیڈ کرنا ہے اور یہ بھی پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہے تو پھر کسی قسم کے خوف کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ بھی پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہاری نصرت، مدد اور تائید فرماؤں گا۔ تو بس پھر یہ سارا کچھ پتہ ہو تو دعا کرو اور اللہ تعالیٰ کا نام لو، بسم اللہ پڑھو اور یہ بھی دعا پڑھا کرو کہ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ یہ دعا بھی پڑھا کرو۔ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۔ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي۔ یہ بھی پڑھا کرو تو یہ ساری دعائیں بھی پڑھتے رہا کرو اور سمجھو کہ تم نے دنیا کو لیڈ (lead) کرنا ہے، تم نے راہنمائی کرنی ہے تو یہ چیزیں جو ذہن میں ہوں گی تو کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ٹھیک ہے؟ تو مجھے تو اللہ کے فضل سے کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی چاہے بڑے سے بڑا لیڈر رہو۔ امریکہ میں جب مَیں گیا ہوں مَیں نے کیپیٹل ہل میں خطاب سے ایک دن پہلے وہاں کے ٹاپ کے تین پادری جو ان کی آرمی میں بھی اور سروسز میں بھی خطاب کرتے ہیں اور بڑے منجھے ہوئے لوگ تھے وہ ایک دن پہلے آئے، میرے سے ملاقات کی تو مجھے کہنے لگے کہ کل تمہارا خطاب ہے پارلیمنٹ کیپیٹل ہل میں تو تم میں کوئی خوف پیدا ہو رہا ہوگا یا کوئی تیاری کر رہے ہو گے۔ تو میں نے اسے کہا مجھے کوئی خوف نہیں۔ میں نے تو قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں، اللہ رسول کے حکموں کی روشنی میں بات کرنی ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ بات ایسی ہے اس کا مقابلہ تم لوگ نہیں کر سکتے۔ کہتا ہے اچھا ہم تو بڑے منجھے ہوئے ہیں اور سالہا سال سے سروسز میں بھی کام کرتے ہیں اور بڑے بڑے پارلیمنٹ میں جا کے وہاں کیپیٹل میں بھی بعض دفعہ ہمیں بولنا پڑتا ہے لیکن ہر دفعہ جب ہم جاتے ہیں ہمارے اندر ڈر ہوتا ہے کہ پتہ نہیں ہم کس طرح بولیں

گے لیکن تم تو کہتے ہو مجھے ڈر ہی کوئی نہیں۔ میں نے کہا: مجھے ڈرنے کی ضرورت کوئی نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لیے کوئی پروا کی ضرورت نہیں اور اللہ پھر ساتھ دیتا ہے۔

ایک اَور طالب علم نے عرض کی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اس بارے میں پیارے حضور کی مبارک زبان سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کیا سننا چاہتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو اسکا مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر کام میں، ہر بات میں، ہر چیز میں اور کپڑوں میں برکت ہے۔ اس لیے جو بڑے بڑے بادشاہ ہیں وہ بھی اس بات کو اپنے لیے اعزاز سمجھیں گے اور یہ قابلِ قدر چیز سمجھیں گے کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا کوئی تحفہ ملے اور برکت ملے۔ اب آج کل وہ برکت تو مل نہیں سکتی۔ ساری دنیا میں ہر احمدی کو تو برکت نہیں پہنچ سکتی اور نہ ہر بادشاہ تک اب وہ برکت کپڑوں کی صورت میں پہنچ سکتی ہے۔ اگر ہم نے برکت عملی صورت میں ڈھونڈنی ہے تو اس کیلئے یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو تعلیم ہے اس کو ہم اپنے اوپر پہلے لاگو کریں جو آپ نے ہمیں بتایا، آپ کا جو مشن ہے اس کو ہم پورا کرنے کی کوشش کریں اور یہی برکت ہے مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی برکت اور آپ کے ذریعہ سے احیائے نو کی برکت، آپ کے ذریعہ سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی برکت، آپ کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کی برکت، آپ کے ذریعہ سے خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کی برکت، آپ کے ذریعہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے کی برکت۔ یہ برکات تو آپؑ ہمیں دے گئے ان کو اب ہم نے حاصل کر کے ان سے فائدہ اٹھا کے دنیا میں پھیلانا ہے۔ باقی کپڑوں کی برکت ہے وہ اپنی جگہ ہے، عملی طور پہ اَور اَور چیزوں کی بھی برکت ہے۔ اب یہ مَیں نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اَلَیْسَ اللّٰہ کی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی ہے۔ وہی پہلے والی انگوٹھی جب الہام ہوا تھا اور آپ نے بنوائی تھی اور آپ نے پہنی۔ یہ میں نے برکت کی خاطر پہنی ہوئی ہے تو جس کو تو برکت عملی شکل میں کپڑوں سے یا کسی چیز سے ملتی ہے اس کو حاصل کرنی چاہئے لیکن اس کے علاوہ جس طرح کہ میں نے بتایا ان برکات کو پھیلانا، آپ کی تعلیم کو پھیلانا اور آپ کے مقصد کو پورا کرنا، آپ کے مشن کو پورا کرنا یہ بھی برکات ہیں، جامعہ کے ہر سٹوڈنٹ کا کام ہے کہ وہ ان کو پھیلائے۔ خود حاصل کرے اور آگے پھیلائے۔

ایک طالب علم نے (کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے والے الہام کے بارے میں پوچھا کہ) حضور کیا یہ کینیڈا کے وزیر اعظم پر چسپاں ہو سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وہاں اس پہ کس طرح چسپاں کرنا ہے۔ کیا دل میں کوئی بات ہے ذرا کھل کے بتاؤ۔

طالب علم نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ ہماری تقریب میں آتے ہیں اور آپ کے ساتھ ملاقات بھی کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری تقریب میں بعض اور وزیر اعظم بھی آتے ہیں۔ کیلگری مسجد کا مَیں نے افتتاح کیا تو کینیڈا کا جو اس سے پہلے وزیر اعظم تھا اس نے کہیں جاپان میں جی سیون کی کانفرنس میں جانا تھا وہ تین چار گھنٹے کا بائی ایئر سفر کر کے پہلے رُکا، مجھے ملا، تقریب میں شامل ہوا پھر آگے گیا۔ دوسری پارٹی کا پریذیڈنٹ تھا وہ بھی ملا مجھے اور تقریب میں آیا۔ بڑی عزت کرتے تھے، یہ بھی کرتے ہیں۔ یہاں یوکے کا پرائم منسٹر جو تھا وہ بھی مجھے ملا۔ اب جو پرائم منسٹر ہے یہ بھی پہلے مل چکا ہے۔ تو لوگ تو بڑے بڑے ہیں ملتے ہیں، تقریب میں آتے ہیں اَور ملکوں کے بعضوں کے پرائم منسٹر اور صدر ملتے ہیں تو بڑی عزت کرتے ہیں تو ہر ایک پہ چسپاں اس وقت ہو جب وہ احمدی ہو جائیں۔ ٹھیک ہے۔ باقی یونہی تو ملنے سے ہر بات چسپاں نہیں ہو جاتی۔ ہاں یہ ان کا بڑا پن ہے کہ وہ ملتے ہیں اور محبت کا اظہار کرتے ہیں اور جماعت کے کاموں کو سراہتے ہیں اور شامل ہوتے ہیں۔ کچھ ان کے پولیٹیکل انٹرسٹ ہوتے ہیں، کچھ دلی جذبہ اور جوش بھی ہوتا ہے، دوستی کا حق بھی ادا کرتے ہیں تو دنیا کے اَور ملک بھی تو ہیں، افریقہ کے بہت سارے ملکوں کے صدران ہیں، بہت اخلاص سے ملتے ہیں بلکہ بعض دفعہ میرے سے فون پہ بات بھی کر لیتے ہیں۔ تو ان کو کیوں نہ برکت ہوئی جو صرف کینیڈا پہ لاگو کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے؟ چلو بیٹھو۔ صرف بڑے آدمیوں سے مرعوب نہ ہوا کرو چھوٹے آدمیوں کا بھی خیال رکھا کرو۔

ایک اَور طالب علم نے عرض کیا کہ حضور میرا سوال یہ ہے کہ معاشرے میں عموماً دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اول جن کو مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں، دوم جن کو دلچسپی تو ہے لیکن وہ مذہبی شدت پسند ہیں۔ حضور ہم ان لوگوں کو کیسے تبلیغ کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ مذہب سے جن کو دلچسپی نہیں وہ مادیت پرست ہو چکے۔ آج کل دنیا میں بڑی تعداد کو مذہب سے دلچسپی نہیں رہی اور اس میں سے بھی دنیا کے جو یورپین ممالک ہیں یا دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں، مسلمانوں میں اظہار کم ہے لیکن عملاً ان کا بھی یہی حال ہے لیکن دوسرے لوگ جو ہیں دوسرے مذاہب کے لوگ وہ اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے۔ اس لیے دہریت زیادہ پھیل رہی ہے۔ دہریوں کی تعداد دنیا میں بڑھ رہی ہے۔ دوسرے رہ گئے مسلمان وہ لوگ جو اپنے آپ کو مذہبی کہلاتے ہیں یا عیسائی وہ لوگ جو اپنے آپ کو مذہبی کہلاتے ہیں لیکن مذہب سے دلچسپی نہیں کیونکہ مذہبی تعلیم سے دلچسپی نہیں ہے اور مادیت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور دنیاداری ان پر غالب آ گئی ہے اور یہی آخری زمانے کے حالات کا نقشہ کھینچا تھا آنحضرت ﷺ نے اور اسی آخری زمانے کے حالات کا نقشہ جو کھینچا تھا تو اس میں اس وقت مسیح موعود نے آنا تھا اور انہی لوگوں کیلئے سورۂ جمعہ میں آیات نازل ہوئی تھیں اور یہودیوں کی مثال دے کر کہا گیا تھا کہ دیکھو تم لوگ ویسے نہ ہو جانا اور سورۂ جمعہ کی آخری رکوع کی جو تین آیات ہیں اس میں یہی فرمایا کہ دنیاداری میں پڑے ہوئے ہیں اور نمازیں اور عبادتیں چھوڑ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر یہ تو پہلی قسم کے لوگوں کی دو قسمیں ہو گئیں۔ اور تیسری قسم یہ ہے جو شدت پسند ہو گئے۔ اب حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے پہلے تو مسلمان اسلام کو بھول چکے تھے۔ اسی لیے عیسائیوں نے یہاں آ کے جو subcontinent ہے بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان اس میں تبلیغ کی اور تیس لاکھ مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا۔ بڑے بڑے مسلمان مولوی جو تھے وہ عیسائی ہو گئے کیونکہ اسلامی تعلیم نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آ کے ان کو تھوڑا سا ابھارا۔ اب حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں جب یہ اٹھے تو پھر انہوں نے اپنے اندر ایک طبقے میں ایک لہر اسلام کے حق میں تو پیدا کر لی لیکن ساتھ ہی شدت پسندی بھی پیدا کر لی۔ حضرت مسیح موعودؑ یہی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے مولوی جو مخالفین ہیں ان میں بھی اسلام میری مخالفت کی وجہ سے آیا ہے۔ ان میں پہلے کوئی نہیں تھا، اسلام بھول چکے تھے یہ۔ اب ان شدت پسندوں کو ہمیں بتانا ہے کہ اسلام کی اصل خوبصورت تعلیم کیا ہے اور یہی حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہی چیزیں ہمیں ساروں کو بتانی چاہئیں اور یہی دو مقصد ہیں میری آمد اور بعثت کے۔ ایک یہ ہے کہ بندے کو خدا کے قریب لانا، اس کو عبادت کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنیوالا بنانا، یہ ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو دہریت کی طرف مائل ہیں اور ان لوگوں کی طرف بھی ہے جو دنیا پرستی کی طرف چلے گئے لیکن اپنے آپ کو مذہبی کہتے ہیں۔ اور دوسرا بندے کو بندے کے حقوق ادا کرنے والا بنانا۔ یہ ان لوگوں کیلئے بھی ہے یہ تینوں کیٹیگریز کیلئے ہے، دہریت والوں کو بھی بتانا کہ بندوں کے حقوق کیا ہیں۔ جو مذہب کو ماننے والے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے ان کو بھی بتانا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد دوسرا فرض ایک دوسرے کے حق ادا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ قرآن کریم اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو شدت پسند ہیں ان کو بتانا کہ شدت پسندی اسلام کی تعلیم نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ساری زندگی تو لوگوں پہ احسان کرتے ہوئے گزر گئی۔ آنحضرت ﷺ کو تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین فرمایا۔ جب رحمۃ للعالمین ہیں تو تم لوگ تو لوگوں کیلئے زحمت بن رہے ہو۔ کوئی ایک واقعہ بیان کر دو جہاں آنحضرت ﷺ نے خود initiative لے کے لوگوں پہ جنگیں ٹھونسی ہوں۔ کہیں بھی نہیں آیا۔ قرآن کریم میں جہاں پہلی دفعہ جنگ کرنے کا حکم آیا سورۃ الحج میں چالیسویں اکتالیسویں آیت ہے وہاں یہی حکم آیا کہ دیکھو تمہیں اس لیے اذن دیا جاتا ہے، تمہیں اس لیے اجازت دی جاتی ہے کہ یہ لوگ اب حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان کے ہاتھوں کو روکنا ضروری ہے۔ بعضوں کو بعض کے ذریعہ ہم روکتے ہیں۔ اگر یہ اسی طرح جاری رہے تو پھر نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی یہودیوں کا synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی ٹیمپل باقی رہے گا، نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں یہ حکم جب جنگ کا دیا تو مذاہب کی حفاظت کیلئے دیا۔ شدت پسندوں کو کہو کہ تم نے کہاں سے یہ تعلیم لے لی۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ مذہب کی حفاظت کرو، دوسرے مذہبوں کی بھی حفاظت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو واضح فرما دیا۔ مذہب کے مخالف لوگ جو مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور تم پہ حملہ کرتے ہیں تب ان سے جنگ کرو۔ یہ نہیں ہے کہ تم اپنے انٹرسٹ کیلئے یہودیوں پہ حملہ کر دو یا عیسائیوں پہ حملہ کر دو یا بدھسٹ پہ حملہ کر دو یا ہندوؤں پہ حملہ کر دو اور ان کو بلاوجہ مارنا شروع کر دو۔ اسلام شدت پسندی کی مخالفت کرتا ہے اور اس کی تعلیم نہیں دیتا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی اس پر گواہ ہے کہ آپؐ نے کوئی ایسی بات نہیں کی اور ہمیشہ لوگوں کو معاف فرمایا اور آپ کی معافی کا ہی ہم نظارہ دیکھتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد بھی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ان لوگوں کو کہا جنہوں نے بےشمار ظلم کیے تھے۔ تو ہمیں اس چیز کو لوگوں کو بتانا ہوگا، ان شدت پسندوں کو کہ تم لوگ کس غلط کام میں پڑ گئے ہو آنحضرت ﷺ کی یہ تعلیم نہیں تھی۔ بعض شدت پسند نہیں سننا چاہتے لیکن اس کیلئے ایک لمبا وقفہ چاہئے، تعلقات چاہئیں اپنے ذاتی تعلقات ان سے بنائیں، ان کے پاس بیٹھیں، ان کو قائل کریں پھر یہ سنیں گے۔ تو قرآن کریم سارا اس بارے میں بھرا پڑا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سنت، آپؐ کا اسوہ، آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا، آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ نے پیار، امن، محبت اور شانتی کی تعلیم دی ہے۔ ٹھیک ہے؟ یہ باتیں بتانی ہوں گی۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5/نومبر 2021)

......☆......☆......☆......

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور جامع مسجد کے سوا کسی اور جگہ اعتکاف درست نہیں

ایام بیض یعنی ہر مہینہ میں چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو بھی حضور ﷺ بڑی باقاعدگی کے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے

دونوں عیدوں کے ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) جو کہ اہل اسلام کیلئے عید اور کھانے پینے کے دن ہیں کے علاوہ انسان کسی بھی دن نفلی روزہ رکھ سکتا ہے، صرف جمعہ کا دن نفلی روزہ کیلئے خاص کرنا منع ہے

مارگیج کے ذریعہ مکان خریدنا ایک مجبوری اور اضطرار کی کیفیت ہے، جس سے صرف اپنی رہائش کیلئے ایک مکان کی خرید تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن مارگیج کے اس طریق کار کے ذریعہ کاروبار کے طور پر مکان در مکان خریدتے چلے جانا کسی صورت میں بھی درست نہیں

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:55)

سوال: میر پور کشمیر سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا کہ لاعلاج مریضوں پر پڑھ کر دم کرنے والی ایک دعا ''یا من اسمه دوا و ذکره شفاء'' ہے اس دعا کا حوالہ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 9/اپریل 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: میرے علم میں تو ایسی کوئی دعا نہیں ہے جو آپ نے اپنے خط میں تحریر کی ہے البتہ احادیث میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضور ﷺ خود بھی اور صحابہ رسول ﷺ سورت فاتحہ، معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور بعض اَور دعاؤں کے ذریعہ بخار، مختلف بیماریوں اور سانپ اور بچھو وغیرہ کے کاٹنے پر دم کر لیا کرتے تھے۔

چنانچہ احادیث میں یہ واقعہ آتا ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت کسی سفر پر روانہ ہوئی اور یہ لوگ ایک قبیلہ کے پاس آکر ٹھہرے اور ان سے کچھ کھانے طلب کیا لیکن قبیلہ والوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ پھر اس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا اور قبیلہ والوں نے اس کے علاج کی پوری کوشش کی لیکن سردار کو کوئی افاقہ نہ ہوا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ جو باہر سے لوگ ہمارے پاس آکر ٹھہرے ہیں ان سے بھی پوچھا جائے، شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی دوا ہو۔ صحابہؓ سے پوچھنے پر ایک صحابی نے کہا کہ ہاں میں ایک دم جانتا ہوں لیکن چونکہ تم لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اس لیے اب میں تمہارے سردار پر دم نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس قبیلہ والوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ صحابہ کو دینے کا وعدہ کیا، جس پر اس صحابی نے سورت فاتحہ پڑھ کر قبیلہ کے سردار پر دم کیا تو وہ سورۃ الفاتحہ کی برکت سے ٹھیک ہو کر اس طرح چلنے پھرنے لگا کہ گویا اس کو کسی چیز نے کاٹا ہی نہ ہو۔ صحابہ نے قبیلہ والوں سے بکریاں لے لیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ان بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، لیکن جس صحابی نے دم کیا تھا انہوں نے مشورہ دیا کہ جب تک ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان نہ کر لیں اور معلوم نہ کر لیں کہ حضورؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں، اس وقت تک ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ پھر یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں کس طرح علم ہوا کہ سورت فاتحہ دم کرنے والی سورت ہے۔ تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے، ان بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لو اور میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو۔ اور یہ فرما کر حضور ﷺ مسکرا دیے۔

(بخاری، کتاب الطب، بَاب النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ (یعنی اے لوگوں کے رب! تو اس تکلیف کو دور فرما دے، شفا تیرے ہی ہاتھ میں ہے، تیرے سوا کوئی اس تکلیف کو دور نہیں کر سکتا) کی دعا پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، بَاب اسْتِحْبَابِ رُقْيَةِ الْمَرِيضِ)

اسی طرح احادیث سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حضور ﷺ دم کرتے وقت پھونک بھی مارا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، بَاب النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ)

یہی طریق ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے صحابہ کا بھی ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا اور جماعت لاہور کے چند اَور اصحاب بھی ساتھ تھے۔ صوفی احمد دین صاحب مرحوم نے مجھ سے خواہش کی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سفارش کر کے صوفی صاحب کے سینہ پر دَم کرادوں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کوچہ بندی میں سے اندرون خانہ جا رہے تھے جبکہ میں نے آگے بڑھ کر صوفی صاحب کو پیش کیا اور ان کی درخواست عرض کی۔ حضورؑ نے کچھ پڑھ کر صوفی صاحب کے سینے پر دَم کر دیا۔ (پھُونک مارا) اور پھر اندر تشریف لے گئے۔ (ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، صفحہ 137) اسی طرح حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان فرماتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں سرساوہ سے چل کر قادیان شریف حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مولانا مرشدنا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح علیہ السلام بھی آئے ہوئے تھے اور صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ پیر صاحب بہت سے پیر دیکھے کہ وہ عملیات اور تعویذ کرتے ہیں کوئی عمل آپ کو بھی یاد ہے جس کو دیکھ کر ہمیں بھی یقین آجائے کہ عمل ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں یاد ہے۔ فرمایا دکھاؤ اور میں نے عرض کی کہ ہاں وقت آنے دیجئے۔ دکھلا دوں گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ضرور صاحبزادہ صاحب کو یاد ہوگا ان کے بزرگوں سے عمل چلے آتے ہیں۔ کوئی دو گھنٹہ کے بعد ایک شخص آیا جس کو ذات الجنب یعنی پسلی کا درد شدت سے تھا میں نے عرض کی کہ دیکھئے اس پر عمل کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ہاں عمل کرو۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ ہاں عمل کرو۔ میں نے اسی شخص پر دَم کیا اس کو درد سے بالکل خدا تعالیٰ نے آرام کر دیا اور شفا دی۔ جب اس کو آرام ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ مسمریزم ہے میں نے اس زمانہ میں مسمریزم کا نام بھی نہیں سُنا تھا۔ اور نہ میں جانتا تھا کہ مسمریزم کیا چیز ہوتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا صاحبزادہ صاحب تم نے کیا پڑھا تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلی محمد میں نے الحمد شریف پڑھی تھی۔

(تذکرۃ المہدی، صفحہ 186، مطبوعہ 1914ء، ٹائیٹل ضیاء الاسلام پریس قادیان)

پس آنحضور ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام علیہم السلام سے دم کرنا ثابت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے، ان قرآنی سورتوں اور ان پاکیزہ اذکار کی برکت اور بزرگوں کی دعا کے نتیجہ میں مریض کو شفا عطا فرما دیتا ہے۔

سوال: جرمنی سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ روزہ کے بغیر رمضان کا اعتکاف بدعت تو شمار نہیں ہوتا اور کیا روزہ کے بغیر اعتکاف کی کوئی سنت یا اصحاب رسول ﷺ سے کوئی مثال ملتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10/مئی 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: آنحضور ﷺ کی سنت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ رمضان کا اعتکاف روزوں کے ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ (سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، بَاب الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ) یعنی سنت یہ ہے کہ معتکف کسی مریض کی عیادت اور نماز جنازہ کیلئے مسجد سے باہر نہ جائے اور بیوی کو (شہوت کے ساتھ) نہ چھوئے، اور نہ اسکے ساتھ مباشرت کرے اور سوائے انسانی ضرورت (قضائے حاجت وغیرہ) کے کسی اَور ضرورت کیلئے مسجد سے باہر نہ نکلے اور روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور جامع مسجد کے سوا کسی اور جگہ اعتکاف درست نہیں۔

پس مسنون اعتکاف کے بارے میں صحابہ رسول ﷺ اور علماء و فقہاء کا یہی موقف ہے کہ اس کیلئے روزے رکھنے ضروری ہیں اور حضور ﷺ کی سنت متواترہ یہی تھی کہ آپ ﷺ رمضان کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، بَاب اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)

باقی جہاں تک رمضان کے مسنون اعتکاف کے علاوہ عام اعتکاف کرنے یا کسی نذر کا اعتکاف کرنے کی بات ہے تو ایسا اعتکاف روزہ کے بغیر بھی کیا جا سکتا ہے اور یہ اعتکاف چند دنوں یا چند گھنٹوں کا بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت

میں عرض کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات کیلئے مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔ (سنن ترمذی، کتاب النذور والایمان، بَاب مَا جَاءَ فِي وَفَاءِ النَّذْرِ)

پس خلاصہ کلام یہ کہ رمضان کا مسنون اعتکاف روزوں کے ساتھ، رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں ہوسکتا ہے جبکہ رمضان کے علاوہ عام اعتکاف روزوں کے بغیر اور کم یا زیادہ وقت کیلئے ہوسکتا ہے۔

سوال: جامعہ احمدیہ کینیڈا کے ایک طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ عموماً سوموار اور جمعرات کو نفلی روزے رکھنے میں کیا حکمت ہے، نیز ان دو ایام کے علاوہ اَور دنوں میں بھی نفلی روزے رکھے جا سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10؍مئی 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھنے کی مختلف وجوہات احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کے دن انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، بَاب مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ) اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو بخش دیا جاتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُتَهَاجِرِيْنِ) پھر ایک اور حدیث میں ہے کہ سوموار کے روزہ کی بابت حضور ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس روز میں پیدا ہوا تھا اور اسی روز مجھ پر وحی کا نزول شروع ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، بَاب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ)

سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھنا حضور ﷺ کی عمومی سنت تھی۔ (سنن نسائی، کتاب الصیام، باب صَوْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ) اسی طرح ایام بیض یعنی ہر مہینہ میں چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو بھی حضور ﷺ بڑی باقاعدگی کے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے۔ (سنن نسائی، کتاب الصیام، صَوْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ)

علاوہ ازیں یوم عرفہ (نو ذی الحجہ) اور یوم عاشوراء (دس محرم) کے روزہ کی بھی حضور ﷺ نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، بَاب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ) البتہ جو شخص حج پر موجود ہو اس کیلئے یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منع ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، بَاب صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ)

پس دونوں عیدوں کے دنوں اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ) جو کہ اہل اسلام کیلئے عید اور کھانے پینے کے دن ہیں۔ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ) کے علاوہ انسان کسی بھی دن نفلی روزہ رکھ سکتا ہے۔ تاہم صرف جمعہ کا دن نفلی روزہ کیلئے خاص کرنا منع ہے۔ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَحْدَهُ) اور جو شخص حج پر ہو اور اس نے حج کے ساتھ عمرہ کا بھی فائدہ اٹھایا ہو اور اس میں قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ایام تشریق کے تین روزے حج کے ایام میں رکھے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الصوم، بَاب صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ)

نفلی روزوں کے بارے میں حضور ﷺ کی ایک تفصیلی ہدایت کا ذکر حدیث میں یوں ملتا ہے۔ حضرت ابوقتادہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے صوم دہر (یعنی ساری عمر کے روزہ) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا (گویا ایسے روزہ کو آپ نے ناپسند فرمایا) راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ سے دو دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؐ سے ایک دن روزہ رکھنے اور دو دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طاقت عطا فرمائے۔ پھر آپ سے ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ روزے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؐ سے سوموار کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں مجھے پیدا کیا گیا، اسی دن مجھے مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر (قرآن) نازل کیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا اور ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا ساری عمر کے روزوں کے برابر ہے۔ راوی کہتے ہیں آپؐ سے عرفہ کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا گزرے ہوئے سال اور آنے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ سے عاشورہ کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ روزہ رکھنا گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، بَاب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ)

سوال: جرمنی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ سود لینا اور دینا حرام ہے، مغربی دنیا میں جب کوئی اپنا مکان خریدنا چاہتا ہے تو اسے اس پر بھی سود دینا پڑتا ہے۔ تو کیا ایک مسلمان ان ممالک میں اپنا گھر نہیں خرید سکتا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10؍مئی 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: مغربی دنیا میں مارگیج کے ذریعہ جو مکان خریدے جاتے ہیں، ان میں عموماً بینک یا کسی مالیاتی ادارہ سے قرض حاصل کیا جاتا ہے، اور جب تک یہ قرض واپس نہ ہو جائے ایسا مکان قرض دینے والے بینک یا اس مالیاتی ادارہ ہی کی ملکیت رہتا ہے اور بینک یا مالیاتی ادارہ اپنے اس قرض پر کچھ زائد رقم بھی وصول کرتا ہے۔ جسکی وجہ وہ پیسہ کی Devaluation بتاتے ہیں۔

چونکہ ان ممالک میں ہر انسان اپنے رہنے کیلئے بھی مکان آسانی سے نہیں خرید سکتا، اس لیے یا تو اسے ساری زندگی کرایہ کے مکان میں رہنا پڑتا ہے، جس میں اسے زندگی بھر ادا کیے گئے کرایہ کا اس مکان میں رہنے کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ کرایہ کی اتنی بڑی رقم ادا کرنے کے باوجود یہ مکان کبھی بھی اس کی ملکیت نہیں ہوتا۔ یا پھر وہ ان مجبوری کے حالات میں مارگیج کی سہولت سے فائدہ اٹھا کر اپنی رہائش کیلئے ایک گھر خرید لیتا ہے۔ جس پر اسے تقریباً اتنی ہی مارگیج کی قسط ادا کرنی پڑتی ہے جس قدر وہ مکان کا کرایہ دے رہا ہوتا ہے، لیکن مارگیج میں اسے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ان اقساط کی ادائیگی کے بعد یہ مکان اس کی ملکیت ہو جاتا ہے۔

پس مارگیج کے ذریعہ مکان خریدنا ایک مجبوری اور اضطرار کی کیفیت ہے، جس سے صرف اپنی رہائش کیلئے ایک مکان کی خرید تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن مارگیج کے اس طریق کار کے ذریعہ کاروبار کے طور پر مکان در مکان خریدتے چلے جانا کسی صورت میں بھی درست نہیں اور جماعت اس امر کی ہرگز حوصلہ افزائی نہیں کرتی، بلکہ اس سے منع کرتی ہے۔

سوال: محترم ناظم صاحب دارالافتاء ربوہ نے ایک استفتا بابت کرسمس کی طرز پر رمضان میں گھروں کو سجانے اور رمضان کیلنڈر بنا کر عید تک دنوں کی گنتی کرنے کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10؍مئی 2022ء میں اس مسئلہ کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ اس امر میں بھی ہمیں آنحضور ﷺ کے ارشاد إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کو ہی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر تو رمضان میں گھروں کو سجانے اور رمضان کیلنڈر بنانے میں نیت یہ ہو کہ اہل خانہ اور بچوں کو رمضان کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی جائے، گھر میں ایسا ماحول بنا کر گھر والوں اور خاص طور پر بچوں کو رمضان کی عبادات اور دعاؤں کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا جائے تا کہ سحری اور افطاری کے وقت وہ اس ماحول کو دیکھ کر دعا اور عبادات میں مشغول ہو سکیں۔ اور اس طرح رمضان کے ہر دن کا ایک جوش اور ولولہ کے ساتھ وہ استقبال کر کے اس میں نازل ہونے والی برکتوں سے استفادہ کر سکیں تو اس نیت کے ساتھ ایسا کرنے میں بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں۔

لیکن اگر صرف دکھاوا مطلوب ہو اور یہ سارے پاپڑ صرف ریا اور نمود و نمائش کیلئے بیلے جائیں اور ایک ایک دن اس سوچ کے ساتھ گزارا جائے کہ چلو اچھا ہوا اتنے دن گزر گئے، جن سے جان چھوٹ گئی، باقی دن بھی جلد گزر جائیں گے اور پھر عید منائیں گے اور عید میں بھی حقیقی خوشیاں تلاش کرنے کی بجائے صرف ظاہری خوشیوں کا خیال رکھا جائے تو اس نیت کے ساتھ گھروں کو سجانا اور رمضان کیلنڈر بنانا ہرگز جائز نہیں۔

پس خلاصہ کلام یہ کہ اگر اس کام سے اہل خانہ میں کوئی پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہو اور انہیں رمضان کی برکات کی طرف توجہ پیدا ہو کر اس سے استفادہ کرنے کا موقع ملے تو یہ سجاوٹ اور کیلنڈر بنانا جائز ہے۔ لیکن اگر صرف دکھاوا کرنا اور رمضان کو ایک چٹی سمجھ کر گزارنا مقصود ہو تو یہ سجاوٹ کرنا اور ایسے کیلنڈر بنانا ناجائز ہے اور بدعت شمار ہوگا۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20؍مئی 2023)

......☆......☆......☆......

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

KONARK Nursery
Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5/جون 2023ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم مولوی گلزار احمد صاحب (سابق معلم وقف جدید، حال Peterborough، یو.کے)

3/جون 2023ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق کوٹلی کشمیر سے تھا۔ آپ نے 18 سال کی عمر میں اپنے آپ کو وقف کیلئے پیش کیا اور معلم وقف جدید کے طور پر لمبا عرصہ کوٹلی اور دیگر جماعتوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کے پابند، خوش اخلاق، شفیق اور خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک مخلص بزرگ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم راشد حسین ارشد صاحب

ابن مکرم چودھری محمد حسین صاحب (ربوہ)

10/اپریل 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم مائی عائشہ صاحبہ خادمہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے پوتے اور مکرم چودھری محمد حسین صاحب مرحوم (مؤذن مسجد مبارک ربوہ) کے بیٹے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نیک، ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے آپ کا اطاعت اور وفا کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم علی طاہر صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) کے چچا تھے جنہیں چھوٹی عمر سے ہی آپ نے گود لیا ہوا تھا۔

(2) مکرم محمد افتخار احمد صاحب

ابن مکرم چودھری فرزند علی صاحب (ربوہ)

26/فروری 2023ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق گوکھووال ضلع فیصل آباد سے تھا۔ مرحوم 1972ء میں ربوہ منتقل ہوئے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، بہت محنتی، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد اور جماعتی خدمت کیلئے ہر وقت حاضر رہنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ناصر آباد شرقی ربوہ میں لمبا عرصہ سیکرٹری وقف نو کے علاوہ مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2009ء سے اپنے بیٹے کے پاس دارالصدر شمالی حلقہ ھدیٰ میں مقیم تھے اور اس محلہ میں بھی سیکرٹری اصلاح وارشاد کے علاوہ انصار اللہ کی طرف سے بعض خدمتیں بجالاتے رہے۔ آپ کی لکھائی بہت خوش خط تھی۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ کے کئی طلبہ کے مقالہ جات بھی بڑے شوق اور لگن سے تحریر کیے۔ مرحوم شاعری بھی کرتے تھے اور ''درد نہاں'' کے نام سے ایک کتاب بھی شائع کروائی۔ انصار اللہ کے مقالہ جات اور مضمون نویسی کے مقابلہ جات میں تسلسل سے حصہ لیتے اور تقریباً ہر سال انعامات بھی حاصل کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم حافظ خالد افتخار صاحب ناظم مال وقف جدید ربوہ کے والد اور مکرم ہادی علی چودھری صاحب (مربی سلسلہ و نائب امیر کینیڈا) کے بھائی تھے۔

(3) مکرم پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد ساغر صاحب (فیصل آباد)

10/مارچ 2023ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم بڑے شریف النفس، حلیم طبع اور جماعتی عہدیداروں کا احترام کرنے والے ایک مخلص فدائی خادم سلسلہ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ صدر جماعت کریم نگر فیصل آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا گھر جماعتی پروگراموں کیلئے مختص رہتا تھا۔ احمدی اور غیر احمدی طلبہ کی مالی اور علمی معاونت کرنا اور ضرورت مندوں کی مالی مدد کرنا ہمیشہ آپ کا پسندیدہ عمل رہا۔ آپ ایک نہایت قابل سرجن اور ایک مشفق استاد تھے۔ پنجاب میڈیکل کالج کے شعبہ سرجری کے انچارج اور پرنسپل کے علاوہ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کے ایگزیکٹو ممبر رہے۔ 1980ء اور 1990ء کی دہائی میں بے شمار میڈیکل کانفرنسز میں پاکستانی وفود کی نمائندگی کی بھی توفیق پائی۔ آپ کے مقالہ جات میڈیکل کے طلبہ کیلئے ایک مستند حوالہ کے طور پر سمجھے جاتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا بھی بہت رکھی تھی۔ پاکستان بھر میں میڈیکل کیمپس کا باقاعدہ انعقاد آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ بیرون ملک سے کرکٹ میچز کیلئے آنے والی ٹیموں کیلئے آپ کا نام بطور سپورٹس سرجن، پاکستان کرکٹ بورڈ کی ترجیح رہا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(4) مکرم فیض احمد ظفر صاحب (کینیڈا)

16/مارچ 2023ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے میٹرک کے بعد 1956ء میں 19 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ آپ اپنے گاؤں اور فیملی میں پہلے احمدی تھے۔ بعد میں آپ کی تبلیغ سے باقی گھر والوں نے بھی احمدیت قبول کی۔ آپ نے اکاؤنٹس کے شعبہ میں تعلیم حاصل کی۔ شاہ تاج شوگر مِل میں فنانس مینیجر رہے۔ اس دوران دو مرتبہ مقامی صدر جماعت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 2001ء میں کیلگری، کینیڈا ہجرت کر گئے۔ ہجرت کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تحریک پر اعزازی طور پر زندگی وقف کر دی اور انسپکٹر بیت المال کے طور پر کام کیا۔ اسکے علاوہ شعبہ مال اور شعبہ تبلیغ میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ بعدازاں مسجد بیت النور کیلگری کی تعمیر میں بھی کام کیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، جماعتی کاموں کو بڑی ذمہ داری سے ادا کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ ایک اچھے داعی الی اللہ بھی تھے۔ بہت سے لوگوں نے ان کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں روحانی خزائن، ملفوظات اور تفسیر کبیر کی جلدیں موجود تھیں اور باقاعدگی سے ان کا مطالعہ کرتے تھے۔ خلافت سے بہت محبت اور احترام کا تعلق تھا اور تمام تحریکات میں حصہ لینے کی کوشش کرتے تھے۔ ہر کام سے پہلے خلیفہ وقت کو باقاعدگی سے دعائیہ خط لکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے پسماندگان میں اہلیہ، دو بہنیں، تین بیٹے، تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں اور پڑنواسے شامل ہیں۔ آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے مکرم مقصود احمد منصور صاحب (مربی سلسلہ) مشنری انچارج گیانا کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک پوتے عزیزم شرجیل احمد مظفر جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہیں۔

(5) مکرم بشیر احمد خالد صاحب (جرمنی)

3/اپریل 2023ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں لال دین صاحب (آف تہال) رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ مرحوم 1970ء کے آغاز میں پاکستان سے جرمنی آئے اور پھر چند سال بعد بحرین اور مسقط میں مقیم رہنے کے بعد واپس اپنی فیملی کے پاس جرمنی آگئے۔ آپ نے بحرین اور مسقط میں مختلف خدمتیں بجالانے کے علاوہ جرمنی میں شعبہ سمعی بصری سے خدمت کا آغاز کیا اور پھر نیشنل سطح پر سیکرٹری سمعی بصری کے علاوہ امین کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2019ء سے انسپکٹر بیت المال کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ کے ذمہ جو بھی کام لگایا جاتا اسے خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، زندہ دل، شریف النفس، ملنسار، عاجز، منکسر المزاج، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔

(6) مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ بنت مکرم اللہ بخش صاحب (پکی کوٹلی ضلع سیالکوٹ)

4/فروری 2023ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ دو سال مقامی صدر لجنہ رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، اعلیٰ اخلاق کی مالک، بہت شفیق اور ہمدرد خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں شمولیت کو اولین ترجیح دیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب (ہمبرگ جرمنی)

11/اپریل 2023ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے محکمہ تعلیم پاکستان سے سروس چھوڑ کر نصرت جہاں سکیم کے تحت نائیجیریا میں تقریباً سات سال بطور ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔ نائیجیریا سے واپس آکر جرمنی کے شہر ہمبرگ میں رہائش اختیار کی اور یہاں بھی متواتر جماعتی خدمت بجالاتے رہے۔ چنانچہ تیس سال سے زائد عرصہ مختلف حلقہ جات میں بطور صدر جماعت خدمت کرنے کے علاوہ لوکل امارت ہمبرگ میں سیکرٹری رشتہ ناطہ اور لوکل انتخاب کمیٹی کے صدر رہے۔ انصار اللہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ صوم وصلوۃ کے پابند، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، سب کے خیر خواہ، بہت ہمدرد، ملنسار اور ایک اچھی طبیعت کے مالک مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں، ایک بیٹا، پانچ بہنیں اور دو بھائی شامل ہیں۔ آپ مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب (مربی سلسلہ فرینکفرٹ جرمنی) کے خالو اور سسر تھے۔

(8) مکرمہ خانم رفیعہ مجید صاحبہ

اہلیہ مکرم مجید احمد خان صاحب (شکاگو، امریکہ)

12/فروری 2023ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت میاں محمد خان صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور محترم خان محمد ابراہیم خان صاحب (آف کپورتھلہ) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ جماعت کی فعال ممبر تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ایک نیک اور مخلص بزرگ خاتون تھیں۔ 2008ء میں پاکستان سے امریکہ منتقل ہوگئی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

کل رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ جعفر فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں جبکہ حمزہ تخت پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت چچا و بدری صحابی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30/دسمبر 2022 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حمزہ نام سے کس قدر محبت تھی؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے پوچھا ہم اس کا نام کیا رکھیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا نام حمزہ بن عبدالمطلب کے نام پر رکھو جو کہ مجھے سب ناموں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

سوال: حضرت حمزہؓ کی ازدواج اور اولاد کی بابت کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت حمزہؓ کی ایک شادی مِلّہ بن مالک جو کہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے ان کی بیٹی سے ہوئی جن سے یعلیٰ اور عامر پیدا ہوئے۔ اپنے بیٹے یعلیٰ کے نام پر ہی حضرت حمزہؓ کی ایک کنیت ابویعلیٰ تھی۔ حضرت حمزہؓ کی دوسری زوجہ حضرت خولہ بنت قیس انصاریہؓ سے حضرت عُمارہؓ کی ولادت ہوئی جن کے نام پر حضرت حمزہؓ نے اپنی کنیت ابوعُمارہ رکھی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک شادی حضرت اسماء بنت عُمیسؓ کی بہن حضرت سلمیٰ بنت عمیسؓ سے ہوئی جن کے بطن سے ایک بیٹی حضرت اُمامہؓ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت اُمامہؓ کی خالہ حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت حمزہؓ کے بیٹے یعلیٰ کی اولاد میں عُمارہ، فضل، زبیر، عقیل اور محمد تھے مگر سب فوت ہو گئے اور حضرت حمزہؓ کی نہ ہی اولاد زندہ رہی اور نہ ہی نسل چل سکی۔

سوال: شراب کی حرمت ہوگئی تو صحابہ کرام کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب شراب کی حرمت ہوگئی تو پھر اس کے نزدیک بھی یہ لوگ نہیں گئے، صحابہ کا اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے کا یہ معیار تھا کہ فوری طور پر مٹکے توڑ دیے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی بابت کیا خواب بیان فرمائی؟

جواب: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ جعفر فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں جبکہ حمزہ تخت پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

سوال: یہودیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان مدینہ میں زیادہ اقتدار حاصل کرتے جا رہے ہیں تو انہوں نے کیا تدابیر اختیار کیں؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب یہود نے دیکھا کہ مسلمان مدینہ میں زیادہ اقتدار حاصل کرتے جاتے ہیں تو اُن کے تیور بدلنے شروع ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کا تہیّہ کر لیا اور اس غرض کیلئے انہوں نے ہر قسم کی جائز و ناجائز تدابیر اختیار کرنی شروع کیں۔

سوال: جب حضرت حمزہؓ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو انہیں کیا ہوا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمّار بن ابوعمارؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دونوں پاؤں سبز زَبَرجَد کی مانند ہیں۔ وہ غشی کی حالت میں گر پڑے۔

سوال: کون سے غزوہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صفر دو ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے ابواء کی طرف نکلے جس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی شرکت کی توفیق ملی۔

سوال: مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے جہاد بالسیف کرنے کی اجازت کب اور کیوں دی تھی؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں لکھا ہے کہ جہاد بالسیف کی اجازت ہجرت کے دوسرے سال ماہ صفر میں نازل ہوئی۔ چونکہ قریش کے خونی ارادوں اور ان کی خطرناک کارروائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کیلئے فوری کارروائی کی ضرورت تھی اس لئے آپؐ اسی ماہ میں مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنوضمرۃ کے رئیس کے ساتھ جو معاہدہ کیا اسکی کیا شرطیں تھیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنوضمرۃ کے رئیس کے ساتھ جو معاہدہ کیا اسکی یہ شرطیں تھیں کہ بنوضمرۃ مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور مسلمانوں کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلمانوں کی مدد کیلئے بلائیں گے تو وہ فوراً آجائیں گے۔ دوسری طرف آپؐ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ عہد کیا کہ مسلمان قبیلہ بنوضمرۃ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور بوقتِ ضرورت ان کی مدد کریں گے۔

سوال: غزوہ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا کس نے اٹھایا ہوا تھا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غزوہ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید رنگ کا جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اٹھایا ہوا تھا۔

سوال: غزوہ بدر کی روانگی سے قبل آپؐ نے اپنے پیچھے مدینہ میں کس کو امیر مقرر فرمایا تھا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: روانگی سے قبل آپؐ نے اپنے پیچھے مدینہ میں سعد بن عبادہ رئیسِ خزرج کو امیر مقرر فرمایا۔

سوال: حضرت حمزہؓ نے غزوۂ بدر میں قریش کے کس سردار کو قتل کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت حمزہؓ نے غزوۂ بدر میں طُعَیمہ بن عدِی سردارِ قریش کو قتل کیا تھا۔

سوال: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اُس وقت مدینہ میں یہود کے کتنے قبائل آباد تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تھے اُس وقت مدینہ میں یہود کے تین قبائل آباد تھے۔ ان کے نام بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ تھے۔

سوال: غزوہ بدر میں قریش نے مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کیلئے کیا کیا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قریش کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح اسلامی لشکر کی تعداد کا صحیح اندازہ پتہ لگ جاوے تاکہ وہ چھوٹے ہوئے دلوں کو سہارا دے سکیں۔ اس کیلئے رؤساء قریش نے عُمیر بن وَہب کو بھیجا کہ اسلامی لشکر کے چاروں طرف گھوڑا دوڑا کر دیکھے کہ اس کی تعداد کتنی ہے اور آیا ان کے پیچھے کوئی کمک تو مخفی نہیں۔

سوال: جن عمیر نے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کا چکر کاٹا تو آکر قریش سے کیا کہا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: عُمیر نے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کا ایک چکر کاٹا مگر اسے مسلمانوں کی شکل وصورت سے ایسا جلال اور عزم اور موت سے ایسی بے پروائی نظر آئی کہ وہ سخت مرعوب ہو کر لوٹا اور قریش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا...... مجھے کوئی مخفی کمک وغیرہ تو نظر نہیں آئی، لیکن اے معشرِ قریش! میں نے دیکھا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں گویا اونٹنیوں کے کجاووں نے اپنے اوپر آدمیوں کو نہیں بلکہ موتوں کو اٹھایا ہوا ہے اور یثرب کی سانڈنیوں پر گویا ہلاکتیں سوار ہیں۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غزوہ بدر میں بنوضمرۃ کے ساتھ قریش مکہ کا کیوں خیال تھا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس غزوہ میں بنوضمرۃ کے ساتھ قریشِ مکہ کا بھی خیال تھا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ دراصل آپؐ کی یہ مہم قریش کی خطرناک کارروائیوں کے سدِّباب کیلئے تھی اور اس میں اُس زہریلے اور خطرناک اثر کا ازالہ مقصود تھا جو قریش کے قافلے وغیرہ مسلمانوں کے خلاف قبائلِ عرب میں پیدا کر رہے تھے اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت ان ایام میں بہت نازک ہو رہی تھی۔

......☆......☆......☆......

> **جلسے کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد یہ باور کرانا تھا کہ**
> **اس دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھو، اپنے اندر زہد و تقویٰ پیدا کرو،**
> **خداترسی کی عادت ڈالو، آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کے تعلقات پیدا کرو**

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23/دسمبر 2005 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جلسے کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جلسے کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد یہ باور کرانا ہے کہ اس دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھو، یہ دنیا چند روزہ ہے، آخر کو انسان نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اس لئے اپنی آخرت کی بھی فکر کرو، اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرو۔ شیطان بہت سے دنیاوی لالچ دے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگتے ہوئے شیطان کے حملوں سے بچنے کی کوشش کرو۔ اپنے اندر زہد اور تقویٰ پیدا کرو۔ خداترسی کی عادت ڈالو۔ آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کے تعلقات پیدا کرو۔

سوال: خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اے سننے والو سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اُس کے ہو جاؤ، اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے مومن متقی کی کیا نشانی بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومن متقی کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ۔ یعنی مومن غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔

سوال: خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق کیا فرمایا جن کا

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ملکی رپورٹیں

دارالصناعت قادیان میں تقسیم اسناد کی تقریب

دارالصناعت قادیان سے سال 23-2022 میں فارغ ہونے والے طلباء کے درمیان اسناد تقسیم کرنے کے سلسلہ میں مورخہ 11/جون 2023ء کو ایک تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت مکرم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے فرمائی۔ صبح 11:30 بجے مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے Trade Exhibition کا افتتاح کیا اور طلباء دارالصناعت کے تیار کردہ ماڈلز کا معائنہ فرمایا۔ اس موقع پر مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب اعلیٰ و قائمقام ناظر تعلیم بھی موجود تھے۔ بعدہ ٹھیک 12 بجے فنکشن کا آغاز ہوا۔ مکرم سید اجمل احمد طالب علم دارالصناعت نے تلاوت کی۔ خاکسار نے مختصر کارگزاری رپورٹ پیش کی جس کے مطابق دارالصناعت میں امسال 70 طلباء نے داخلہ لیا۔ اسکے بعد مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے طلباء میں اسناد و انعامات تقسیم کئے اور صدارتی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امسال پاس ہونے والے طلباء دارالصناعت کا مستقبل روشن ہو اور نئے آنے والے بھی اس ادارہ سے فائدہ اٹھانے والے ہوں اور قوم و ملک کیلئے مفید وجود ثابت ہوں۔

(اظہر احمد خادم، پرنسپل دارالصناعت قادیان)

جماعت احمدیہ آلور (صوبہ کیرالہ) میں نئے مشن ہاؤس کا افتتاح

مورخہ 23/جنوری 2023ء بروز سوموار صبح 10 بجے مکرم ایم ناصر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند نے جماعت احمدیہ آلور ضلع ترشور صوبہ کیرالہ میں نئے تعمیر ہونے والے مشن ہاؤس کا دعا کر کے افتتاح فرمایا۔ بعدہ مشن ہاؤس کے صحن میں افتتاحی تقریب خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مکرم مولوی صالح صاحب مبلغ سلسلہ کی تلاوت قرآن پاک اور مکرم مولوی کے عبد الباسط صاحب انسپکٹر تحریک جدید کی نظم خوانی سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد مکرم ایم عبد البشیر صاحب ناظم انصاراللہ، مکرم عبد القادر صاحب سابق صدر جماعت (حال مقیم شارجہ) کی تحریر کردہ جماعت احمدیہ آلور کی تاریخ پڑھ کر سنائی گئی۔ اسکے بعد خاکسار نے مختصر تقریر کی بعدہ مہمان خصوصی نے قرآنی آیات کی روشنی میں مسجد کے قیام کی غرض کے عنوان پر تقریر کی اور اس تعلق میں عائد ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہ اس بلڈنگ کی تعمیر میں مخلصانہ تعاون کرنے والے تین ہندو بھائیوں کو ہمارے مہمان خصوصی نے اپنے دست مبارک سے انعام دیا۔ اسکے بعد مکرم احمد کبیر صاحب صدر جماعت احمدیہ ارناکولم اور مکرم مولوی نثار احمد صاحب ضلع انچارج کالیکٹ اور مکرم مولوی کے عبد السلام صاحب مبلغ انچارج پالاکاڈ و ترشور نے مختصر خطاب کیا۔ بعدہ مکرم عباس صاحب صدر جماعت آلور نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس بلڈنگ میں مردوں اور مستورات کے نماز ادا کرنے کیلئے دو ہال ہیں۔ گیسٹ روم ہے اور ایک باورچی خانہ بھی ہے۔ اسکا کل رقبہ 1200 سکوئر فٹ ہے۔ شروع میں اردگرد کے غیر احمدی لوگوں نے کافی مخالفت کی تھی اُس وقت حضور کی خدمت میں دعا کیلئے خط لکھا گیا حضور کی دعاؤں کے طفیل بعض غیر مسلم ہماری مدد کیلئے آئے۔ مشن ہاؤس کے تعمیراتی کام میں مکرم مولوی کے عبد السلام صاحب، مکرم عبد البشیر صاحب جنرل سیکرٹری ضلع پالاکاڈ ترشور اور مکرم مولوی کے قمر الدین صاحب کا خاص تعاون رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں اور مالی تعاون کرنے والوں کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

(امیر ضلع جماعت احمدیہ پالاکاڈ، صوبہ کیرالہ)

69واں سالانہ جلسہ ابراہیم پور (صوبہ مغربی بنگال)

مورخہ 19/مارچ 2023ء بروز اتوار جماعت احمدیہ ابراہیم پور ضلع مرشدآباد کاندی زون صوبہ مغربی بنگال کا 69واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ یہ ایک روزہ جلسہ تھا جو دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلی نشست مکرم عبد الخبیر صاحب امیر ضلع بیر بھوم کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مکرم محمد سکتار علی صاحب معلم سلسلہ آف گانتھلہ نے تلاوت کی اور ترجمہ پڑھا۔ مکرم مبشر آمین صاحب آف ابراہیم پور نے اردو نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد صابر علی ملاّ صاحب مبلغ انچارج ضلع بانکوڑا نے بعنوان سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تربیت اولاد کی روشنی میں تقریر کی۔ بعدہ مکرم شیخ محمد علی صاحب مبلغ انچارج ضلع مرشدآباد برہمپور زون نے مالی قربانی کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد اس کے ایک بنگلہ نظم مکرم غیاث الدین صاحب بھرتپور نے سنائی۔ بعدہ خاکسار نے بعنوان امام مہدی کا ظہور اور امام مہدی کو ماننا کیوں ضروری ہے تقریر کی۔ پھر عزیزم کاشف احمد آف ابراہیم پور نے ایک اردو نظم پڑھی۔ بعدہ صدارتی خطاب ہوا اور اسی طرح پہلی نشست کا اختتام ہوا۔ بعد نماز مغرب و عشاء مکرم اشرف الشیخ صاحب امیر ضلع مرشدآباد کاندی زون کی صدارت میں دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ مکرم مشرف حسین صاحب معلم سلسلہ بھرتپور نے تلاوت کی اور ترجمہ سنایا۔ بعدہ مکرم مستفیض الرحمن صاحب آف ابراہیم پور نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم عطاء الرحمن صاحب سابق نائب امیر ضلع نے ایک تقریر احمدیت کی ترقی جماعت ابراہیم پور کے جلسہ کے حوالہ سے کی۔ بعدہ مکرم محمد سراج الدین صاحب مبلغ سلسلہ مالدہ نے خلافت و نظام جماعت کی اطاعت و برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ ایک ترانہ ابراہیم پور و بھرتپور کے خدام نے پیش کیا۔ پھر مکرم ابوطاہر منڈل صاحب مبلغ انچارج ضلع کولکاتہ نے نماز باجماعت کی اہمیت و ضرورت پر تقریر کی۔ بعد اس کے مکرم طاہر انوار صاحب آف تالگرام نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم ابوجعفر صادق صاحب نمائندہ تعلیم القرآن نے تلاوت قرآن مجید کی اہمیت و افادیت پر تقریر کی۔ بعدہ شکریہ احباب اور صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اجتماعی کھانا تناول فرمانے کے بعد احباب اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ جلسہ میں 750/احمدی اور 500 غیر احمدی شامل ہوئے۔ یوٹیوب کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی لائیو دکھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت جلسہ میں ہمارے شامل حال رہی۔ محکمہ موسمیات کی طرف سے تیز ہوا اور بارش کی خبر تھی اسی روز ابراہیم پور کے قریب تالگرام اور راج کھنڈ میں غیر احمدیوں کا جلسہ بارش اور ہوا کی وجہ سے ناکام ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ابراہیم پور میں بادلوں کو برسنے سے روکے رکھا جب مہمان کھانا کھا کر رات اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تب تیز ہوا کے ساتھ بارش شروع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال رہی۔ الحمدللہ۔

(قاضی طارق احمد، مبلغ انچارج ضلع مرشدآباد، مغربی بنگال)

سالانہ جلسہ جماعت گیت گرام (صوبہ مغربی بنگال)

مورخہ 27/نومبر 2022ء بروز اتوار جماعت احمدیہ گیت گرام کے قیام پر 100 سال پورے ہونے پر گیت گرام میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم انوار حسین صاحب صدر جماعت تالگرام کی صدارت میں سوا تین بجے دوپہر جلسہ کی پہلی نشست شروع ہوئی۔ مکرم حمید سکتار علی صاحب معلم سلسلہ گانتھلہ نے تلاوت کی۔ اسکے بعد مکرم عاشق احمد صاحب معلم سلسلہ خون ڈانگہ نے خوش الحانی سے نظم پیش کی۔ بعدہ پہلی تقریر مکرم ضیاء الحق صاحب مبلغ انچارج ضلع بیر بھوم نے سیرت آنحضرت ﷺ تعلق باللہ و قیام توحید کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر مکرم محمد علی صاحب مبلغ انچارج ضلع مرشدآباد ابراہیم پور زون نے مالی قربانی جماعت احمدیہ کا خاصہ کے عنوان پر کی۔ بعد نماز مغرب و عشاء شام ساڑھے پانچ بجے جلسہ کی دوسری نشست مکرم اشرف الشیخ صاحب امیر ضلع مرشدآباد کاندی زون کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شفیق الاسلام صاحب معلم سلسلہ نلہٹی نے کی پھر خوش الحانی کے ساتھ بزبان بنگلہ مکرم مستفیض الرحمن صاحب آف ابراہیم پور نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم ذوالفقار علی محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے بعنوان سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام يُحْيِ الدِّيْنَ وَ يُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ پر کی۔ بعدہ مکرم ابوجعفر صاحب نمائندہ تعلیم القرآن و وقف عارضی قادیان نے بعنوان خلافت احمدیہ امن عالم کی ضمانت پر ایک تقریر کی۔ اسکے بعد ایک نظم مکرم طاہر انوار صاحب آف تالگرام نے پیش کی۔ تیسری تقریر مکرم ابوطاہر منڈل صاحب مبلغ انچارج کولکاتہ نے کی۔ آخر پر خاکسار نے احباب کا شکریہ ادا کیا بعدہ صدر اجلاس کے مختصر خطاب اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ کثیر تعداد میں احمدی اور غیر احمدی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اس روز پورا دن فری ہومیو کیمپ بھی لگایا گیا۔

(ناصر الدین ملاّ، صدر جماعت گیت گرام، مغربی بنگال)

......☆......☆......☆......

اخبار بدر کا مطالعہ خود بھی کریں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار "اخبار بدر" 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تا کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11398: مَیں نائمہ فضل زوجہ مکرم فضل احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک گلے کا ہار 8.440 گرام، دو جوڑی کان کی بالیاں 7.460 گرام، ایک انگوٹھی 1.880 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر مبلغ -/1,11,111 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: یاسر عبداللہ　　الامۃ: نائمہ فضل　　گواہ: قاضی عطاء الٰہی

مسل نمبر 11399: مَیں رضیہ بانو زوجہ مکرم بلال احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 13/اپریل 1972 تاریخ بیعت 1996، ساکن ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی انگوٹھی قیمت مبلغ 400 روپئے، زیور طلائی کوکا مبلغ 1200 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: طاہر احمد قمر　　الامۃ: رضیہ بانو　　گواہ: ناصر احمد

مسل نمبر 11400: مَیں سید آفتاب احمد ولد مکرم سید نہال الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 25/نومبر 1958 تاریخ بیعت 1993، ساکن میر فیکو لین (نزد احمدیہ مسجد برہ پورہ) بھاگلپور صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23/اپریل 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 8.5 کٹھہ بمقام برہ پورہ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/18,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید وقاص احمد　　العبد: سید آفتاب احمد　　گواہ: دیدار الحق

مسل نمبر 11401: مَیں سویٹی پروین زوجہ مکرم فیروز احمد منیر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال، ساکن حلقہ دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24/اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 گلے کا ہار، 3 جوڑی کنگن، 3 جوڑی کان کے جھمکے، 2 انگوٹھی (کل وزن 50 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 5 جوڑی پائل، 12 انگوٹھیاں ہاتھ اور پیر کے (کل وزن 80 گرام) حق مہر مبلغ -/1,50,525 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: فیروز احمد منیر　　الامۃ: سویٹی پروین　　گواہ: تبریز احمد خان

مسل نمبر 11402: مَیں لقمان خان ولد مکرم عاشق خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال، ساکن نرگاؤں تحصیل بانکی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: عاشق خان　　العبد: لقمان خان　　گواہ: سلمان خان

مسل نمبر 11403: مَیں محمد امین بیگ ولد مکرم غلام رسول بیگ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 7/اپریل 1968ء پیدائشی احمدی، ساکن کوریل ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/اپریل 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: بلال احمد ڈار　　العبد: محمد امین بیگ　　گواہ: سید عبد الشکور

مسل نمبر 11404: مَیں منصورہ بیگم زوجہ مکرم جلال الدین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1970ء پیدائشی احمدی، ساکن محلہ محمود ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ حق مہر مبلغ -/2000 روپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد بیگ　　الامۃ: منصورہ بیگم　　گواہ: نعیم الدین طاہر

مسل نمبر 11405: مَیں سفیر الدین ولد ایس ایم بشیر الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 24/مارچ 2004ء پیدائشی احمدی، ساکن بیت الحمد کالونی محلہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/اپریل 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایس ایم بشیر الدین　　العبد: سفیر الدین　　گواہ: سعید احمد ملکانہ

مسل نمبر 11406: مَیں الطاف. پی ولد مکرم پی علی کویا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 41 سال پیدائشی احمدی، ساکن الطاف. پی (اسکائے لائن بلیو بیلز) جوزف روڈ (فلیٹ نمبر 1B) ڈاکخانہ پیچ ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 10 سینٹ (سروے نمبر 336/2)، ایک سینٹ پراپرٹی (سروے نمبر 72/9) میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/60,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: ناصر احمد زاہد　　العبد: الطاف. پی　　گواہ: ہارون. پی

مسل نمبر 11407: مَیں حمزہ سی. وی ولد مکرم باوا صاحب، قوم احمدی مسلمان عمر 75 سال تاریخ بیعت 1981ء ساکن حمزہ (موسال پارامبل) ناداکایو (کالیکٹ) صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 3.25 سینٹ (سروے نمبر 5A/5) بمقام تھوپائل، زمین 3.25 سینٹ (سروے نمبر 21/3) بمقام ماراڈ۔ میرا گزارہ آمد ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: ہارون. پی　　العبد: حمزہ سی. وی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 11408: مَیں تنزیلہ ہارون بنت مکرم ہارون. پی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 9/فروری 2006 پیدائشی احمدی، ساکن Vadakedath ویروپل ڈاکخانہ چیلاؤر ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ہارون. پی　　الامۃ: تنزیلہ ہارون　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 11409: مَیں تحسین ساجد ولد مکرم ساجد. کے. اے صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 29/مئی 2007 پیدائشی احمدی، ساکن پنٹیئم مانورا اپارٹمنٹ D6 کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم دسمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: ہارون. پی　　العبد: تحسین ساجد　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 11410: مَیں شافیہ ساجد بنت مکرم ساجد. کے. اے صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 17/ستمبر 2005 پیدائشی احمدی، ساکن پنٹیئم مانورا اپارٹمنٹ کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ہارون. پی　　الامۃ: شافیہ ساجد　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 11411: مَیں اسنو فاطمہ. این. پی بنت مکرم عبد المجید. این. پی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال تاریخ بیعت 2012، ساکن فاطمہ الماس (مندا کا والاپل) وینگالی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ہارون. پی　　الامۃ: اسنو فاطمہ. این. پی　　گواہ: عبد المجید این. پی

مسل نمبر 11412: مَیں محمد نشان. ایم ولد مکرم ایم بسراج الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن مالیا تھاراکال (ایچ) کوڈیا تھور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/اپریل 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم بسراج الدین　　العبد: محمد نشان. ایم　　گواہ: ہدایت اللہ خان ایم. کے

مسل نمبر 11413: مَیں امیرہ فاطمہ بنت مکرم عبدالمجید صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال تاریخ بیعت 2012، ساکن فاطمہ الماس (مندا کاوالاپل) ویڈگالی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ہارون. پی — الامۃ: امیرہ فاطمہ. این. پی — گواہ: عبدالمجید. این. پی

مسل نمبر 11414: مَیں سید جاذب ناصر ولد مکرم سید عبدالشکور صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14/جنوری 2008 پیدائشی احمدی، ساکن کوریل ڈاکخانہ آسنور تحصیل ہانجی پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید عبدالشکور — العبد: سید جاذب ناصر — گواہ: بلال احمد کمہار

مسل نمبر 11415: مَیں عاقب مشتاق بٹ ولد مکرم مشتاق بٹ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 31/مارچ 1997 پیدائشی احمدی، ساکن کوریل ڈاکخانہ آسنور تحصیل ہانجی پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید عبدالشکور — العبد: عاقب مشتاق بٹ — گواہ: نذیر احمد کمہار

مسل نمبر 11416: مَیں عائشہ کوکب زوجہ مکرم سید عبدالشکور صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش یکم ستمبر 1974 پیدائشی احمدی، ساکن کوریل ڈاکخانہ آسنور دتحصیل محال ہانجی پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 انگوٹھی، 1 جوڑی بالیاں، 1 جوڑی جھمکا، 1 چین (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر مبلغ 20 ہزار روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/45,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید عبدالشکور — الامۃ: عائشہ کوکب — گواہ: بلال احمد کمہار

مسل نمبر 11417: مَیں شبانہ طاہر زوجہ مکرم مقصود احمد طاہر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 41 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دارالفتوح ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/مئی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 گلے کی چین 15.980 گرام، ایک جوڑی کان کے کانٹے 4.200 گرام، 4 انگوٹھیاں 12.350 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 1 جوڑی پائل 47.180 گرام، حق مہر مبلغ 26 ہزار روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فہیم احمد ملکانہ — الامۃ: شبانہ طاہر — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 11418: مَیں خلیق احمد ولد مکرم گلزار احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 15/مئی 2005 پیدائشی احمدی موجودہ پتا: سرائے طاہر (بورڈنگ جامعہ احمدیہ قادیان) گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: گاؤں امیٹھ رندان تحصیل اون ضلع شاملی صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/مئی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی — العبد: خلیق احمد — گواہ: امن احمد خان

مسل نمبر 11419: مَیں محمد سلیم عرف اشونی کمار ولد مکرم اشوک کمار صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 5/جون 1977 تاریخ بیعت 2005، ساکن مکان نمبر 10/126 روڈ ویز کالونی اسلام آباد امرتسر صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زین العابدین چودھری — العبد: محمد سلیم عرف اشونی کمار — گواہ: جرنیل خان

مسل نمبر 11420: مَیں شبیر احمد وانی ولد مکرم شمیم احمد وانی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 26 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: انمول ایونیو (اجنالا روڈ) امرتسر صوبہ پنجاب، مستقل پتا: شورت ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/مارچ 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ کوثر علی — العبد: شبیر احمد وانی — گواہ: جرنیل خان

مسل نمبر 11421: مَیں عبدالباری ٹی. ایم ولد مکرم ٹی. ایم. عبدالمجیب صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 16 سال پیدائشی احمدی، ساکن دارالسلام کوٹھی (محلہ مسرور) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/جون 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بلال احمد آہنگر — العبد: عبدالباری. ٹی. ایم — گواہ: ٹی. ایم. عبدالمجیب

مسل نمبر 11422: مَیں سہیل احمد خان ولد مکرم محمد احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 16/مئی 1992 پیدائشی احمدی، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جون 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/9758 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید لئیق احمد — العبد: سہیل احمد خان — گواہ: داؤد احمد ناصر

مسل نمبر 11423: مَیں قریشی ولید احمد ولد مکرم قریشی فرید احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 9/دسمبر 2001 پیدائشی احمدی، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/جون 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: قریشی فرید احمد — العبد: قریشی ولید احمد — گواہ: محبوب حسن

مسل نمبر 11424: مَیں یاور کلیم نایک ولد مکرم شریف احمد نایک صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 23/مارچ 2004 پیدائشی احمدی، ساکن محمود آباد ضلع کولگام تحصیل دمحال ہانجی پورہ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/مئی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/50 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فاروق احمد نایک — العبد: ہارون کلیم نایک — گواہ: بلال احمد چوپان

مسل نمبر 11425: مَیں انظر مجید ماگرے ولد مکرم عبدالمجید ماگرے صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 2/اکتوبر 1999 پیدائشی احمدی، ساکن محمود آباد ضلع کولگام تحصیل دمحال ہانجی پورہ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/مئی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/50 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فاروق احمد نایک — العبد: انظر مجید ماگرے — گواہ: بلال احمد چوپان

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنے اندر اعتماد پیدا کریں اور اعتماد میں بڑھتے چلے جائیں
اور اسلام کی تعلیم کو بڑے اعتماد کے ساتھ پھیلاتے چلے جائیں

(خطاب بر موقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ برطانیہ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنے اندر اعتماد پیدا کریں اور اعتماد میں بڑھتے چلے جائیں
اور اسلام کی تعلیم کو بڑے اعتماد کے ساتھ پھیلاتے چلے جائیں

(خطاب بر موقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ برطانیہ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان Weekly BADAR Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 27-July - 3-August - 2023 Issue. 30-31

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از محمد عزیز اللہ خاں صاحب آثر، شاگرد حضرت مختار صاحب شاہجہانپوری

تُو ہے سرچشمۂ عرفان رسولِ عربیؐ
تجھ پہ نازل ہوا قرآن رسولِ عربیؐ

نہ ہوا ہے نہ کبھی ہوگا جہاں میں پیدا
تجھ سا کامل کوئی انسان رسولِ عربیؐ

اولیاء، غوث، قطب، دین کے سارے رہبر
مانتے ہیں تجھے سلطان رسولِ عربیؐ

سچ تو یہ ہے بخدا بعد خدائے برتر
سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسولِ عربیؐ

کون خالی ہے ترے فیض و کرم سے مولا
کس پہ تیرا نہیں احسان رسولِ عربیؐ

ہم نے پائی تیرے صدقے میں حیاتِ جاوید
کیوں نہ مانیں ترا احسان رسولِ عربیؐ

وہ دیا حق نے تجھے زور براہین کلام
سب ہیں انگشت بدندان رسولِ عربیؐ

جو اٹھا تیرے مقابل میں ہوا وہ غارت
ہم نے دیکھا یہی ہر آن رسولِ عربیؐ

عملاً سب ترے کوچہ میں قدم رکھتے ہیں
گو نہ مانیں ترا احسان رسولِ عربیؐ

دشت فاران میں جونہی نورِ الٰہی چمکا
کھل گئے معنی قرآن رسولِ عربیؐ

مٹ گیا تیری اداؤں پہ عرب اور عجم
تیرا خادم ہوا ایران رسولِ عربیؐ

تجھ کو آغوش تمنا میں فلسطیں نے لیا
تجھ پہ شیدا ہوا کنعان رسولِ عربیؐ

فلسفۂ درس الٰہی کا پڑھا کر مولا
تو نے زندہ کیا یونان رسولِ عربیؐ

رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی
پڑھ رہے ہیں ترا قرآن رسولِ عربیؐ

مدح میں تیری ہے توریت و زبور و انجیل
گا رہا ہے تجھے قرآن رسولِ عربیؐ

عہد موسیٰ کے نوشتوں کی عبارت ساری
تجھ پہ چسپاں ہوئی ہر آن رسولِ عربیؐ

تخت داؤد خدا نے تجھے بخشا مولا
تو ہے سرتاج سلیمان رسولِ عربیؐ

ابن مریم نے بتایا تھا کہ باپ آئے گا
تجھ میں پائی گئی وہ شان رسولِ عربیؐ

ہند والوں نے بلا جبر کیا تجھ کو قبول
بس گیا دل میں ترا گیان رسولِ عربیؐ

دوستو وید میں بھی نام محمدؐ ہے لکھا
واہ وا کیسا ہے ذیشان رسولِ عربیؐ

اس کے جھنڈے کے تلے آکے ذرا دیکھو تو
باغِ جنت کا ہے سامان رسولِ عربیؐ

”آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤگے“
یہ ترے ظل کا ہے اعلان رسولِ عربیؐ

جن کے کانوں میں نہیں پہنچی ہے تیری آواز
ان کو پہنچے ترا فرمان رسولِ عربیؐ

تک رہے ہیں تجھے یورپ کے پیاسے مولا
منتظر ہے ترا جاپان رسولِ عربیؐ

روس بھی راہ حقیقت کیلئے ہے بیتاب
کردے اس کو بھی مسلمان رسولِ عربیؐ

اہل مغرب نے بہت دیکھ لی دولت کی بہار
چاہتے ہیں ترا فیضان رسولِ عربیؐ

چارسو دہر میں آوازۂ توحید اٹھے
کھول دے معنی قرآن رسولِ عربیؐ

خدمت دین کی غلاموں کو عطا ہو توفیق
پھر بنا دیجے مسلمان رسولِ عربیؐ

اپنی عترت کے تصدق میں آثرؔ کو مولا
بخش دے روضۂ رضوان رسولِ عربیؐ

مطبوعہ اخبار الفضل قادیان 7؍ستمبر 1928ء

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad